سوغاتِ رضا

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ۷۸۶ / ۹۲ ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفے رضا قادری برکاتی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوغاتِ رضا

بموقعہ جشنِ یومِ ولادت حضور اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ محمد احمد رضا
قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باہتمام :۔ رضا اکیڈمی
۲۶ کامبیکر اسٹریٹ، بمبئی ۳، فون نمبر: ۳۷۰۲۲۹۶

Scanned with OKEN Scanner

نام کتاب ـــــــــ سوغات رضا
مرتب ـــــــــ محمد سعید نوری
طبع اول ـــــــــ شوال ۱۴۱۸ھ فروری ۱۹۹۸ء
تعداد اشاعت ـــــــــ گیارہ سو ۱۱۰۰
صفحات ـــــــــ ۱۲۸
طابع وناشر ـــــــــ رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
طباعت ـــــــــ رضا آفسیٹ بمبئی ۳
اشاعت نمبر ـــــــــ ۲۰۸

(بقیہ صفحہ ۴ کا) اور معیاری نسخہ "حدائق بخشش" رضا اکیڈمی بمبئی کی ایک تاریخی پیش کش ہے۔

اسی مبارک موقعہ پر امام اہلسنت فاضل بریلوی کے ڈیڑھ سو ۱۵۰ رسائل مبارکہ کا بھی اجراء ہوگا جنہیں رضا اکیڈمی نے خاص اس تقریب کی مناسبت سے شائع کیا ہے۔

رب کائنات اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں رضا اکیڈمی کو خدمت دین متین کی مزید توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسیر مفتی اعظم

محمد سعید نوری

بانی وسکریٹری جنرل رضا اکیڈمی بمبئی

۸ رشوال ۱۴۱۸ھ ۵ رفروری ۱۹۹۸ء بروز جمعہ

پیش لفظ

لوح و قلم کی عظمت و اہمیت اور دیرپا و ہمہ گیر افادیت سے ہر باشعور انسان اچھی طرح واقف ہے۔ قرآن و حدیث اور تفسیر و فقہ اسلامی نیز تاریخ اسلام کا جو بھی ذخیرہ ہمارے سامنے منظم و مربوط انداز سے موجود ہے وہ قلم کی برکتوں ہی کا نتیجہ ہے۔ قرآن حکیم تو سینہ بسینہ متوارث طریقے سے محفوظ شکل میں یقیناً ہم تک منتقل ہو سکتا تھا لیکن دیگر ذخائر اسلامی کے سلسلے میں اس طرح کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی تھی اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ سے لیکر عصر حاضر تک مستقل اور ٹھوس انداز میں دین متین کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت کا سہرا قلم کے سر بندھتا ہے اور دن بدن اس کا دائرۂ افادیت وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

چودھویں صدی کے مجدد اعظم امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلاف کرام اور علماء راسخین کی روش پر چلتے ہوئے جادۂ لوح و قلم پر گامزن ہو کر خدمت اسلام و مسلمین کو اپنا شیوہ بنایا حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کیلئے عصائے قلم کا سہارا لیا۔ اور اپنے فرائض منصبی کی تکمیل میں اس طرح محو ہوئے کہ خود انہی کے ان اشعار کے دائرے میں ان کی پوری زندگی سمٹ آئی۔

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش ز طعن   نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نگنجد در وے   بجز من و چند کتابے و دوات و قلمے

امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی کی زندگی کے اسی نقشہ کو سامنے رکھتے ہوئے رضا اکیڈمی بمبئی نے شہر بمبئی کے عمومی ذوق و مزاج کے برعکس کتب و رسائل کی نشر و اشاعت کی طرف زیادہ توجہ دی اور حتی الامکان اصحاب قلم کی بھی حوصلہ افزائی کی اور اسلامیات

و رضویات کے موضوع پر کام کرنے والوں کو اپنا تعاون پیش کیا جس کا ایک سلسلہ "امام احمد رضا ایوارڈ" ہے۔ چنانچہ جولائی ۱۹۹۱ء میں کچھی میمن جماعت خانہ میمن واڑہ روڈ بمبئی ۳ میں ایک سیمینار بعنوان امام احمد رضا کی قلمی خدمات منعقد کر کے حضرت مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی بانی و مہتمم دار القلم دہلی کو "امام احمد رضا ایوارڈ" اور گیارہ ہزار روپے نقد پیش کئے۔

اعتراف خدمت کے اس سلسلے کو دراز کرتے ہوئے رضا اکیڈمی ۱۰ ارشوال ۱۴۱۶ھ مطابق ۷ رفروری ۱۹۹۶ء بروز شنبہ بمقام حج ہاؤس پلٹن روڈ بمبئی نمبر ۱۔ "جشن رضا" کا انعقاد کر کے جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی ازہری کے مقدس ہاتھوں سے ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۶ء تک کا "امام احمد رضا ایوارڈ" مندرجہ ذیل اکابر علماء اہلسنت کو پیش کر رہی ہے۔

(۱) شارح بخاری فقیہ عصر حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی "امام احمد رضا ایوارڈ" برائے ۱۹۹۲ء و پچیس ۲۵ ہزار روپے نقد

(۲) رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری "امام احمد رضا ایوارڈ" برائے ۱۹۹۳ء و پچیس ۲۵ ہزار روپے نقد

(۳) بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی "امام احمد رضا ایوارڈ" برائے ۱۹۹۴ء و پچیس ۲۵ ہزار روپے نقد

(۴) مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت مفتی غلام محمد خاں رضوی ناگپوری "امام احمد رضا ایوارڈ" برائے ۱۹۹۵ء و پچیس ۲۵ ہزار روپے نقد

(۵) فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی "امام احمد رضا ایوارڈ" برائے ۱۹۹۶ء و پچیس ۲۵۰۰۰ ہزار روپے نقد

"امام احمد رضا ایوارڈ" کی اسی مقدس تقریب میں اعلیٰ کتابت و طباعت کے ساتھ "حدائق بخشش" کے نئے دیدہ زیب ایڈیشن کا اجراء شہزادہ احسن العلماء حضرت سید محمد اشرف قادری برکاتی مارہروی کے ہاتھوں عمل میں آئے گا۔ یہ بے نظیر

(بقیہ صفحہ ۲ پر)

Scanned with OKEN Scanner

نعت شریف

از: اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُن کی مہک نے دِل کے غنچے کھِلا دیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اِک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سِکّے بٹھا دیے ہیں

شخصیات

Scanned with OKEN Scanner

ازمولانا مفتی محمد نسیم صاحب مصباحی
استاذ و نائب مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

فقیہ الہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی شارح بخاری

آپ کی پیدائش ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں مئو کے مشہور مردم خیز خطے گھوسی محلہ کریم الدین پور میں ہوئی۔ آپ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب قدس سرہ العزیز کے خانوادے کے چشم و چراغ ہیں ـــ آپ کا سلسلۂ نسب میاں جی خیر الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ تک جا کر مل جاتا ہے۔ میاں جی خیر الدین بابا بہت پائے کے عالم اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

ان کا یہ روحانی فیض آج تک جاری ہے کہ ان کے عہد سے لیکر اس دور میں پانچویں پشت تک ان کی نسل میں اجلّہ علماء کرام موجود ہیں جن میں سے ایک حضرت مفتی صاحب قبلہ بھی ہیں جو اس وقت اہلسنت وجماعت کے صف اول کے مقتدا اور پوری دنیا کے مسلمانان اہلسنت کے مرجع عقیدت ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کرنے کے بعد دس شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء کو جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا جہاں فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ ابتدائی عربی سے لیکر ہدایہ اخیرین، ترمذی شریف، صدرا، حمد اللہ تک پڑھا۔ پھر بعض وجوہ کی بنا پر مدرسہ عربیہ میرٹھ تشریف لے گئے جہاں صدر العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شمس بازغہ، شرح جامی کا حاشیہ عبد الغفور وغیرہ اہم کتابیں اور خیر الاذکیا حضرت مولانا غلام یزدانی صاحب سے خیالی قاضی مبارک وغیرہ پڑھیں۔ وہاں بمشکل سات آٹھ مہینے قیام رہا پھر بریلی شریف مدرسہ منظر اسلام مسجد بی بی جی میں آکر محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور مکمل صحاح ستہ حرفاً حرفاً ان سے پڑھا۔ ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۶۲ھ

کو حضرت صدر الشریعہ، حضرت صدر الافاضل، حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے مقدس ہاتھوں سے دستار فضیلت اور جبہ سے نوازا۔ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے غایت کرم سے مدرسہ کی عام سند کے علاوہ اپنی خصوصی سند سے بھی نوازا۔ آپ نے تعلیم تو مدرسہ کے دستور کے مطابق مدرسہ کے دوسرے مدرسین سے بھی حاصل کی مگر جس بحر فیض نے ان کو فیض دریا بنا یا وہ حضور حافظ ملت مولانا شاہ ابو الفیض حافظ عبد العزیز صاحب بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی ذات گرامی ہے۔

درس نظامی کے علاوہ فتویٰ نویسی کی تعلیم و تمرین ایک سال سے زائد حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی نیز حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں گیارہ سال تک فتویٰ نویسی کی تعلیم و تمرین حاصل کی اس طرح آپ کے اساتذۂ کرام میں حضرت صدر الشریعہ اور حضرت مفتی اعظم ہند بھی داخل ہیں۔

تعلیم کے بعد مختلف مدارس میں درس نظامی کی ابتداء سے لیکر انتہا تک ہر فن کی مشکل سے مشکل ترین کتابیں پڑھائیں۔ برسہا برس تک دورۂ حدیث بھی پڑھاتے رہے اور اب بائیس سال سے تدریس کا مشغلہ چھوڑ کر جامعہ اشرفیہ کی مسند افتاء کی زینت بنے ہوتے ہیں۔ بظاہر سلسلۂ تدریس بند ہے لیکن حقیقت میں جاری ہے، جامعہ اشرفیہ کے طلبہ ہی نہیں مدرسین ہمیشہ حل اشکال کیلئے آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ صرف جامعہ تک محدود نہیں بلکہ ملک کے جس حصہ میں جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں اجلۂ علماء کرام حاضر ہو کر اپنے اشکالات حل کرتے ہیں

آپ انتہائی ذہین فطین، طباع، نکتہ رس، دقیق ہیں، محقق ہیں جہاں لوگوں کی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں وہاں آپ مسکراتے ہوئے لاینحل مسائل کو اس طرح حل کر دیتے ہیں جیسے کوئی اشکال تھا ہی نہیں۔

ایک بار بریلی شریف میں اپنی مشفق بزم میں ایک طالب علم نے یہ بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر گناہ پسند فرمالیں تو وہ گناہ گناہ نہیں رہتا عبادت ہو جاتا ہے دلیل میں اس نے یہ کہا کہ منزل صہبا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر چھوڑ دی۔

Scanned with OKEN Scanner

نماز چھوڑنا گناہ ہے مگر جب حضور نے اسے پسند فرمالیا تو یہ عبادت ہوگئی۔

اس پر کچھ طلباء کو اعتراض ہوا اور انہوں نے دیگر علماء کی طرف رجوع کیا یہ تو سارے فرمایا کہ یہ بات بہت سخت ہے کہ حضور گناہ پسند فرمائیں لیکن اس گتھی کو کوئی نہ سلجھا سکے کہ نماز چھوڑنا یقیناً گناہ ہے اور حضرت علی نے نماز چھوڑی اور اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا۔ ان تینوں باتوں میں سے کسی کا کوئی انکار نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ بھی کسی کیلئے قابل تسلیم نہیں تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہ کو پسند فرمایا۔ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت وہاں تشریف فرما نہیں تھے اخیر میں معاملہ حضرت مفتی صاحب کے یہاں بطور استفتاء پیش ہوا۔ آپ نے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ جس نے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہ پسند فرمایا وہ توبہ، تجدید ایمان و نکاح کرے اور قائل کو سخت دھوکہ لگا منزل صہباء پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا یہ صحیح ہے کہ انہوں نے نماز عصر قضا کی مگر اس وقت حضرت علی کا نماز عصر کا قضا کرنا گناہ نہیں تھا بات یہ تھی کہ شریعت کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب بیک وقت دو فرض متوجہ ہوں تو ان میں جو سب سے اہم ہو اسے ادا کرنا فرض ہے دوسرے کو چھوڑ دیا جائے گا۔ منزل صہباء پر اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بیک وقت دو فرض عائد تھے نماز عصر کی ادائیگی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت ان دونوں فرائض میں اہم اطاعت رسول ہے اسی لئے حضرت علی نے اسی کو اختیار فرمایا۔ یہ گناہ کا ارتکاب نہیں ہوا۔ بلکہ فرائض میں سے جو اہم تھا اس کی ادائیگی ہوئی۔ نماز اور اطاعت رسول میں اہم اطاعت رسول ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ حضرت سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اسی اثناء میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو پکارا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ نماز پوری کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور معذرت عرض کی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان نہیں سنا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ — اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب
وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (سورۃ انفال آیت ۲۴) رسول تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی

بخشے گی۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے۔

جب امریکن اپالو کے بارے میں یہ خبر نشر ہوئی کہ وہ چاند پہ پہنچ گیا ہے تو مذہبی ایک کھلبلی مچ گئی۔ یہاں تک کہ بہت سے علماء نے یہ فتویٰ دے دیا کہ جو شخص یہ کہے کہ امریکن چاند پر پہ گئے یا جو شخص یہ کہے کہ چاند پر پہونچنا ممکن ہے وہ کافر ہے۔ لیکن حضرت مفتی صاحب قبلہ ابتداء خاموش رہے اور غور و خوض فرماتے رہے۔ بالآخر آپ نے بڑی جرأت کے ساتھ یہ اعلان فرمادیا کہ چاند پر پہونچنا شرعاً ممکن ہے اور اس خصوص میں پہلے ایک مضمون لکھا پھر پورے شرح و بسط کے ساتھ ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس کا نام ہے "اسلام اور چاند کا سفر"، اس رسالہ پر کچھ اعتراضات کئے گئے جن کے انتہائی محققانہ جوابات لکھ کر آپ نے شائع فرمایا۔ جو اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں شامل ہے۔ جس میں آپ نے انتہائی نکتہ رسی کے ساتھ مسئلے کو اتنا واضح فرمایا ہے کہ اب کسی کو مجال دم زدن نہیں۔ آپ کی اس سلسلے میں تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ چاند سورج ستارے آسمان میں نہیں، آسمان کے نیچے ہیں اس لئے وہاں تک انسان کا پہونچنا ممکن ہے۔ اگر آسمان میں ہوتے تو یہ ضرور شرعاً ناممکن ہوتا۔ حضرت مفتی صاحب کی ہمہ گیر وسعت معلومات کا جو لوگ اندازہ لگانا چاہیں وہ اس رسالے کا ضرور مطالعہ کریں۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ خاموش طبع متین، سنجیدہ طبیعت کے بزرگ ہیں علمی مشاغل کی وجہ سے لوگوں سے ملنا جلنا بہت کم ہوتا ہے۔ لیکن جب مخلص احباب کی مجلس جمتی ہے تو آپ ایک بہترین جلیس اور شگفتہ مزاج بذلہ سنج نظر آتے ہیں اور پھر ایسے ایسے لطیفے ایجاد کرتے ہیں جو ارد و ادب کے نادر نمونے بن سکتے ہیں۔ بعد عصر روزانہ جامعہ اشرفیہ میں مجلس جمتی ہے جس کے ایک رکن رکین حضرت مولینا محمد احمد مصباحی بھیروی بھی ہوتے ہیں اس وقت جو شخص حضرت مفتی صاحب سے ملے گا وہ بمشکل یہ باور کر سکے گا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جو دارالافتاء میں وقار و تمکنت کے پہاڑ معلوم ہوتے ہیں۔

ایک بار بڑھیا ضلع بستی جلسے میں جا رہے تھے روڈ سے بڑھیا کا راستہ خام

اور دشوار گذار ہے بارش کا زمانہ تھا پھر راستہ میں ایک ندی بھی پڑتی ہے سواری کا کوئی سوال ہی نہیں تھا دعوت دینے والے نے یہ بتایا تھا کہ روڈ سے بمشکل چار فرلانگ ہوگا لیکن فاصلہ کتنا ہے وہ بہت لوگوں کو معلوم ہے جب چلتے چلتے گھبرا گئے تو ساتھ والوں سے پوچھا ارے بھائی بڑھیا کتنی دور ہے کسی نے کہا وہ بتی نظر آرہی ہے مفتی صاحب نے بے ساختہ فرمایا نظر آنے کو تو آسمان کے تارے بھی نظر آرہے ہیں یہ بتاؤ کہ ان تاروں کی نسبت قریب ہے یا دور ہے۔

اس قسم کے شگفتہ جملے بہت ہیں اگر ان کو کوئی جمع کرنے والے جمع کر لیتا تو اردو ادب میں ایک بے مثال اضافہ ہوتا۔ آپ کی تقریر از اول تا آخر خالص علمی ہوتی ہے لیکن علمی نکات کو اپنی خداداد قدرت تفہیم سے اس طرح پانی کر دیتے ہیں کہ بے پڑھے لکھے کم علم عوام تک میں آپ کی تقریر بے حد مقبول ہوتی ہے بلکہ آپ کے علمی مضامین کو سن کر ملک کے مشہور و معروف خطباء اپنی تقریروں میں اسے رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

مزاج میں قدرے شگفتگی اور شوخی بھی ہے جس کے نتیجے میں تقریر میں جستہ جستہ طنز لطیف اور ظرافت آمیز باتوں کی چاشنی ہوتی ہے جس کی وجہ سے تقریر خواہ کتنی ہی لمبی ہو سامعین اکتاتے نہیں اگر آپ کی تقریر قلمبند کر لی جائیں تو وہ اعلیٰ ادب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ ہو جاتا۔

آپ کے فن خطابت کے جواہر اس وقت کھلتے ہیں جب وہ اپنے کسی حریف کا رد کرتے ہیں جگہ جگہ برمحل اشعار اس طرح فٹ کر دیتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ اشعار خاص اسی موقع کیلئے کہے گئے ہیں

تصانیف

آپ کو طالب علمی ہی کے زمانے سے لکھنے کا شوق تھا زمانہ طالب علمی کی مشاقی فارغ ہونے کے بعد اوج کمال تک پہنچ گئی آپ کے بہت سے مضامین اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں چھپ چکے ہیں جو بالکل ابتدائی زمانے کے مضامین ہیں لیکن زبان بہت شگفتہ سلیس اور آراستہ ہے علاوہ اس کے اہلسنت کے تمام جرائد میں آپ کے بکثرت مضامین چھپ چکے ہیں۔ پاسبان، نوری کرن، جام کوثر، ماہنامہ اشرفیہ، استقامت، رفاقت، ماہنامہ حجاز جدید وغیرہ میں بکثرت مضامین مطبوع ہیں ان جرائد سے اقتباس کر کے ان کے صاحبزادے مولوی وحید الحق سلمہ نے مقالات امجدی کے نام سے چھپوا دیئے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سب سے عظیم

اور ضخیم مجموعہ فتاویٰ ہے جس کی تعداد اب تک ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی ہے جو فل اسکیپ سائز پر تقریبًا چھ ہزار صفحات پر محیط ہے جن میں عام مسائل کے علاوہ اہم موضوعات ایسے تحقیقی فتاویٰ ہیں جنہیں دیکھ کر دنیا کو کہنا پڑے گا "کم ترک الاولون للاٰخرین"۔ بعض مسائل میں ایسا بھی ہوا کہ جلیل القدر مفتیان کرام سے لغزش ہوئی مگر جب آپ نے اس پر غور و خوض کر کے تحقیقی جواب لکھا تو ماننا پڑا کہ حق وہی ہے جو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا۔ ہندوستان کے علاوہ سعودیہ عربیہ حتی کہ حرمین طیبین اور یورپ افریقہ امریکہ کے ممالک سے اہم سوالات آتے رہتے ہیں جن کے مدلل مفصل جوابات سے لوگ پوری طرح مطمئن ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ باب افتاء میں حضرت کی شخصیت سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ کاش اگر ان فتاویٰ کے چھپنے کا کوئی انتظام ہو جاتا تو ایک عظیم علمی خزانہ محفوظ ہو جاتا، بہت حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے بریلی شریف کے قیام کے زمانے میں لگ بھگ ۲۶ ہزار مسائل لکھے جن میں اکثر پر حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی تصدیق ہے مگر وہ سب ضائع ہو گئے۔

اشرف السیر طالب علمی کے زمانے میں شبلی نعمانی صاحب کی سیرۃ النبی کا مطالعہ کیا تھا اسی وقت سے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ سیرت پاک پر ایک ضخیم کتاب لکھوں جس میں شبلی صاحب کے گمراہ کن نظریات کا رد بھی ہو اور تحقیقی طور پر واقعات سیر درج ہوں بلرامپور کے قیام کے زمانے میں اس کا سلسلہ شروع فرمایا پہلے ایک مقدمہ لکھا پھر واقعات سیرت ہجرت تک لکھ چکے تھے اس کا کچھ حصہ چھپا بھی مگر یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔ اشرف السیر کی زبان اردو ادب کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

اسلام اور چاند کا سفر اس کا ذکر اوپر آچکا ہے یہ بھی بلرامپور کے قیام کے زمانے میں لکھی ہیں علم ہیئت پر آپ کے کامل عبور کی دلیل یہ رسالہ ہے پھر اصل مسئلہ کی تحقیق میں وہ نادر نکتے ہیں جس پر محققین انگشت بدنداں ہیں اس موضوع پر حضرت کے استاذ صدر العلماء مولانا غلام جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کا رد لکھا جس کا نام صحیح المسلک ہے حضرت نے اپنی نیازمندی باقی رکھتے ہوئے حضرت صدر العلماء کی بارگاہ میں

اپنی عرض پیش کی جو اس موضوع پر حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے استاذ و شاگرد میں اسلاف میں بھی اختلاف ہوئے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں مگر حضرت نے اپنے استاذ محترم کی بزرگی عظمت اور ادب کا لحاظ کرتے ہوئے جس انداز میں اپنے معروضات پیش کئے ہیں وہ قابل دید ہیں یہ کتاب طنز لطیف کا ایک نادر نمونہ ہے۔

تحقیقات مجدد اعظم اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ پر کچھ معاندین عرصہ دراز سے اعتراض کر رہے تھے۔ مگر یہ سعادت روز ازل سے حضرت کی قسمت میں لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کتاب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر اعتراضات کو ایسا دفع فرمایا ہے کہ آج تک معاندین لاجواب ہیں۔ حضرت کی طباعی ناقدانہ بصیرت اور مناظرانہ صلاحیت اور تحقیق و تطبیق کا یہ کتاب بہترین نمونہ ہے۔

نزھۃ القاری مبارکپور آنے کے بعد مخلص احباب مولانا افتخار احمد صاحب مصباحی مولانا یٰسین اختر صاحب مصباحی، مولانا محمد احمد صاحب مصباحی مولانا عبد الحق صاحب مصباحی کے اصرار پر شرح بخاری شروع فرمائی جس کی سات جلدیں چھپ چکی ہیں اور آٹھویں زیر طبع ہے جن میں تقریباً ڈھائی ہزار حدیثوں کی شرح ہو چکی ہے یہ کتاب حضرت مفتی صاحب کی پوری زندگی کے تحقیقی مطالعہ کا عطر مجموعہ ہے یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب عوام و خواص سب میں مقبول ہے۔

اثبات ایصال ثواب منکرین ایصال ثواب کے رد میں یہ کتاب قول فیصل کا درجہ رکھتی ہے منکرین ایصال ثواب ہی کے استفتاء پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

منصفانہ جائزہ عام طور پر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ سنی دیوبندی اختلاف صرف نیاز فاتحہ چند معمولات کے جواز و عدم جواز پر مبنی ہے مگر حقیقت کیا ہے حضرت مفتی صاحب قبلہ نے فریقین کی ساری اختلافی تحریریں پڑھنے کے بعد انتہائی متانت دیانت اور سنجیدگی کے ساتھ سنی دیوبندی اختلافات کی بنیاد کو واضح فرمایا ہے جس کی حیثیت قول فیصل کی ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

فتنوں کی سرزمین کون نجد یا عراق؟ چھ سال قبل عراق امریکن جنگ کے موقع پر متو کے بعض سعودیہ عربیہ کے وظیفہ خواروں نے عراق کے خلاف کتابیں لکھ لکھ کر شائع کرنے لگے اور ساتھ ہی ساتھ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سرکار غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرا بازی کی تو مفتی صاحب نے یہ رسالہ لکھا۔ یہ رسالہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ صرف دینیات کے محقق نہیں بلکہ تاریخ اور سیاست کے میدان کے بھی شہسوار ہیں۔

اشک رواں یہ نیم سیاسی کتاب ہے جو مسلم لیگ اور کانگریس کی کشمکش کے زمانے میں لکھی گئی ہے کانگریس تو خیر مسلمانوں کی کھلی ہوتی دشمن تھی ہی مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی مدعی مسلم لیگ کیا چاہتی تھی تقسیم ملک کے بعد مغربی پاکستان مشرقی پاکستان میں کیا ہوا اور اب کیا ہو رہا ہے پاکستان بننے سے مسلمانوں کو کیا فائدہ اور نقصان ہوا برسوں پہلے حضرت مفتی صاحب کی دوربین نظروں نے سب کچھ اس کتاب میں درج کر دیا ہے۔

السراج الکامل سید المفسرین صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ ارشادات کی اس رسالے میں توضیح و تفصیل ہے۔

اب بینائی بھی کمزور ہو چکی ہے اور قویٰ بھی مضمحل ہیں شرح بخاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ساتھ ہی جامعہ اشرفیہ کے عظیم دارالافتاء کی ذمہ داری بھی سر پر ہے اور چھ سال سے بعض ناگزیر حالات کی بنا پر جامعہ اشرفیہ کے ناظم تعلیمات بنا دیئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے مصروفیت بڑھ گئی ہے۔ پھر بھی فرماتے ہیں کہ شرح بخاری کی تکمیل کے بعد اگر عمر نے وفا کی تو اشرف السیر کو اپنے ذوق کے مطابق مکمل کروں گا۔

مطبوعہ تذکرے آپ کے حالات ماہنامہ حجاز جدید دہلی بابت فروری ۱۹۹۰ء رجب المرجب ۱۴۱۰ھ شمارہ ۲ جلد ۳ حضرت علامہ بدر القادری صاحب ہالینڈ کے قلم سے چھپ چکے ہیں اس کے علاوہ مولانا محمد عاصم صاحب اعظمی نے حدیث نبوی

کے اردو تراجم میں اختصار کے ساتھ درج کیا ہے نیز تذکرہ علمائے اہلسنت میں بھی آپ کا ذکر خیر ہے نیز خلفائے مفتی اعظم ہند میں مولانا شہاب الدین صاحب نے نیز اسی نام کی دوسری کتاب (...) مولانا سلطان رضا نوری نے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

اساتذہ آپ کے مشہور اساتذہ یہ ہیں، حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفے رضا خاں صاحب بریلوی، حافظ ملت مولانا عبد العزیز صاحب بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور، محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب گورداس پوری ثم لائلپوری، حضرت مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی، صدر العلماء حضرت مولینا غلام جیلانی صاحب میرٹھی، حضرت مولانا شمس الحق صاحب مبارکپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تلامذہ آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں ہے ان سب کا استحصار تقریباً محال ہے چند مشاہیر اسمائے تلامذہ۔ جناب علامہ خواجہ مظفر حسین، جناب علامہ مجیب اشرف صاحب، جناب علامہ رحمت حسین صاحب پورنوی، جناب علامہ عظیم الدین صاحب ٹھاکر گنج پورنیہ، جناب علامہ عزیز الحسن صاحب اعظمی۔ جناب علامہ حفیظ اللہ صاحب، شیخ الحدیث احسن المدارس جدید کانپور، جناب علامہ مفتی شفیق احمد صاحب شیخ الحدیث دار العلوم غریب نواز الہ آباد، جناب مولانا محمد عمر صاحب بہرائچی بانی جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ شریف، جناب مولانا افضال احمد صاحب صدر المدرسین مدرسہ صدر العلوم گونڈہ۔ جناب مولانا مفتی نظام الدین صاحب استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ جناب مولانا عبد الحق خانصاحب گونڈوی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، جناب مولانا مفتی معراج احمد صاحب استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارکپور جناب مولانا بدر عالم صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، جناب مولانا محمد کوثر نعیمی صاحب صدر المدرسین جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج امبیڈکر نگر، جناب مولانا قمر الدین صاحب اشرفی صدر المدرسین مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو، جناب مولانا حاجی شفیق احمد صاحب عزیزی نائب شیخ الحدیث

گھوسی متو۔ جناب مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف، جناب قاری شفیق احمد صاحب نائب صدر المدرسین مدرسہ فضل رحمانیہ پچپڑوا، جناب مولانا غلام ربانی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا بمبئی، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب صدر المدرسین جامعہ امام احمد رضا رتناگیری، راقم الحروف محمد نسیم مصباحی استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اس کے علاوہ بہت سے علماء و مشاہیر ایسے ہیں جنہوں نے حضرت کے زمانہ طالب علمی میں جبکہ وہ اشرفیہ کے معین المدرسین تھے دو ایک کتابیں پڑھی ہیں۔

بیعت و خلافت

زمانہ طالب علمی ہی میں بغیر کسی کی ترغیب و تحریک کے اپنے جذبۂ روحانی کے طور پر حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز سے مرید ہوئے۔ آپ حضرت صدر الشریعہ کے سابقین اولین مریدین میں ہیں۔

جب حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری بار حج و زیارت کیلئے جارہے تھے تو شاہ گنج اسٹیشن پر نماز عشاء کے بعد حضرت صدر الشریعہ لیٹ گئے اور آپ حضرت کا پاؤں دبانے لگے آپ نے اس وقت حضرت صدر الشریعہ سے عرض کیا کہ حضور حج و زیارت کیلئے جارہے ہیں مجھے کچھ عطا فرمادیں یہ سن کر حضرت صدر الشریعہ نے ایک محبت بھری نظر ڈالی اور پھر آنکھیں بند فرمالیں پھر فرمایا تم نے میری بہت خدمت کی ہے میں تم کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت دیتا ہوں۔

چونکہ حضرت کو اپنے کمالات چھپانے کی شدت سے پابندی ہے اس لئے اس کو کسی سے کبھی ذکر نہیں فرمایا۔

پھر بریلی شریف کے قیام کے زمانے میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ العزیز نے النور والبہاء میں مذکور تمام سلاسل قرآن وحدیث و اولیاء اللہ کی نیز سلسلہ رضویہ کی خصوصی اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر احسن العلماء حضرت مولانا سید شاہ حسن میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے عرس قاسمی کے موقع پر بلاطلب اپنے خاندان کے تمام سلاسل جدیدہ کی اجازت عطا فرمائی اور دستار بندی فرمائی۔ حضرت نے اپنے

Scanned with OKEN Scanner

آپ کو اتنا چھپایا کہ برسہا برس تک ساتھ بیٹھنے والے مخلص احباب بھی یہ نہیں جانتے تھے کہ آپ کو کسی سے خلافت ہے حتیٰ کہ اشرفیہ کے بہت سے ارباب قلم نے مفتی اعظم کے خلفاء کا تذکرہ کیا ہے مگر آپ کا نام نہیں ہے۔

مریدین اور خلفاء حضرت مفتی اعظم ہند کی حیات طیبہ تک آپ کسی کو جلد مرید نہیں فرماتے جو طالب آتا اسے مفتی اعظم ہند یا حافظ ملت سے مرید کروا دیتے اور اب بھی جب کوئی بہت اصرار کرتا ہے بلکہ مجبور کرتا ہے تو مرید فرماتے ہیں اور یہی حال خلافت کا ہے اس لئے مریدین کی تعداد بھی بہت تھوڑی ہے اور خلفاء کی تعداد بھی۔

خلفاء میں سے چند اہم شخصیتیں یہ ہیں حضرت علامہ عبدالحکیم خاں شاہ جہاں پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور پاکستان۔ جناب علامہ شفیق احمد صاحب شریفی شیخ الحدیث دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، حضرت علامہ رجب علی صاحب نائب شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ بنارس، جناب مولانا ولی اللہ صاحب شریفی نورانی مسجد جمپورہ بمبئی۔ جناب مولانا محب اللہ صاحب شریفی ہڑکی کرناٹک، جناب مولوی بشیر احمد صاحب اُرئی ضلع جالون، جناب مولانا حافظ شمیم الزماں صاحب ہوڑہ، صاحبزادہ مولانا حافظ حمید الحق صاحب، جناب مولانا حافظ عبدالحق صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ۔

یوں تو تدریس وافتاء و تصنیف سب کے سب بہت اہم کام ہیں جن کی اہمیت سب کو معلوم ہے لیکن اس خادم کی نظر میں مناظرہ بعض وجوہ کی بناء پر سب سے اہم ہے۔ تدریس بہت مشکل کام ہے لیکن مدرس جانتا ہے کہ ہمیں کل یہ پڑھانا ہے اتنا پڑھانا ہے فلاں کتاب پڑھانی ہے فلاں فن پڑھانا ہے اس کیلئے مدرس خارج درس اوقات میں پوری تیاری کر لیتا ہے اسے معلوم ہے کہ ہمیں یہ پڑھانا ہے شروح و حواشی کی مدد سے مالہ وما علیہ پر بھی ایک نظر ڈال لیتا ہے۔ پڑھنے والے نیاز مند شاگرد ہوتے ہیں اگر کوئی غلط بات نکل گئی تو کوئی حرج نہیں تصحیح ہو جائے گی طالب علم کے کسی سوال کا جواب نہ ہو سکا تو کہہ دیا کہ بعد میں غور کر کے بتاؤں گا یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے اور آج کل نوے فیصد یہی ہوتا ہے۔ تصنیف

ہیں مصنف ایک موضوع ذہن میں متعین کر لیتا ہے اس سلسلہ میں مطالعہ کرتا ہے اور حاصل مطالعہ میں سے جو چاہتا ہے سکون سے تنہائی میں بیٹھے ہوئے لکھتا ہے۔ افتاء میں اگر کسی باب کی تخصیص نہیں، مگر پھر بھی مفتی صاحب کو اتنا موقع رہتا ہے کہ مطالعہ کرکے غور وفکر کرکے گھنٹے دو گھنٹے ہفتے دو ہفتے، مہینے دو مہینے میں جب حل ہو جواب لکھے لیکن مناظرہ ان سب سے الگ تھلگ ایک کام ہے مناظر مناظرہ سے پہلے موضوع کے متعلق مخالف موافق دلائل وشواہد ابحاث ذہن میں بٹھا لیتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ بحث اسی دائرہ میں محدود رہے۔ موضوع اور موضوع کے دلائل سے متعلق کوئی بھی سوال اٹھ سکتا ہے۔ کوئی بھی بحث چھڑ سکتی ہے مثلاً ایک مناظرے میں دیوبندی مناظر نے اہلسنت وجماعت کا لفظ استعمال کیا حضرت مفتی صاحب نے گرفت کی کہ ترکیب ہے یا عربی اگر فارسی ہے تو "والجماعت" میں الف لام کیسا؟ ۔ اور اگر عربی ہے تو سنت پر الف لام کیوں نہیں؟ اس پر دیوبندی مناظر بوکھلا گیا۔

ایک مناظرہ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ نے دیوبندی مناظر سے مطالبہ کیا کہ تم یہ لکھ کر دیدو کہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے تو میں مان لوں گا اس کے مصنف مولوی اشرف علی تھانوی کافر ہیں اس پر دیوبندی مناظر نے چیخ کر کہا کہ حفظ الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہونا محال ہے اور محال پر تعلیق کا قول کرنا جہالت ہے میں کیسے لکھ کر دے دوں۔؟

حضرت مفتی صاحب نے پوری گھن گرج کے ساتھ فرمایا کہ تعلیق بالمحال کا لکھنا جہالت ہے؟ آپ نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہزارہا علماء اسلام کو جاہل کہدیا قرآن مجید میں اور احادیث کریمہ میں صدہا ارشادات تعلیق بالمحال ہیں اور علماء کرام کے ارشادات تو اتنے ہیں کہ ان کی گنتی نہیں ہو سکتی لو سنو!

ارشاد ہے "قل لو کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔ فرما دو اگر اللہ کیلئے کوئی بیٹا ہوتا تو میں اس کا سب سے پہلا پرستار ہوتا۔

اور فرماتا ہے۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (بقرہ) ہم نے اپنے محبوب بندے پر جو (قرآن) اتارا ہے اگر اس میں تم کو کچھ شک ہے تو اس کے ایک سورت کے مثل لا دو۔

حدیث میں ہے لو کان بعدی نبیا لکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔

اور فرمایا لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی صدیق ہوتا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ لو کان رفضا حب آل محمد فلیشھد الثقلان انی رافضی۔ اگر اہلبیت کی محبت رفض ہے تو تمام جن و انس گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔

اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے دیوبندی مناظر سے پوچھا کہ بولو ان تمام ارشادات میں تعلیق بالمحال ہے تم کہتے ہو کہ تعلیق بالمحال کا قول جہالت ہے تو لازم ہے کہ تمہارے عقیدے کے مطابق اللہ عزوجل بھی جاہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاہل اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی جاہل بولو اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل بنا کر تم کافر ہوتے یا نہیں۔ اس پر دیوبندی مناظر کی بدحواسی قابل دید تھی۔

صوبہ اڑیسہ کے مرکزی شہر کٹک کے تاریخ ساز مناظرہ کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے اور دیوبندی جماعت کے صدر مولوی اسمٰعیل تھے۔ حضرت مجاہد ملت قدس سرہ نے مناظرہ کے سلسلے میں ایک پمفلٹ شائع فرمایا تھا۔ جس کے اخیر میں تھا۔ ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ یہ سورۂ ہود کی آیت ۸۸ کا اقتباس ہے۔ آیت کریمہ میں الاصلاح کے بعد ما استطعت بھی ہے کاتب نے اسے سہواً چھوڑ دیا تھا۔

مناظرہ شروع ہونے سے پہلے مولوی اسمٰعیل نے کہا کہ مناظرہ بعد میں ہوگا مولوی حبیب الرحمٰن نے قرآن مجید کی تحریف کی ہے جس کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے ہیں۔ وہ

پہلے اپنے کفر سے توبہ کریں پھر مناظرہ ہوگا۔
حضرت مفتی صاحب نے جواب میں فرمایا۔ مولوی اسمٰعیل یہ تمہارا مناظرہ سے جان بچانے کا ایک حیلہ ہے اس مناظرہ کے موضوع متعین ہی پر مناظرہ ہوگا۔ حضرت مجاہد ملت کا کفر و ایمان اس مناظرہ کا موضوع نہیں۔ اسلئے اسے بحث میں لانا مناظرہ سے فرار ہے۔ اس مناظرہ کیلئے جو موضوعات طے ہیں ان پر پہلے مناظرہ ہوگا پھر میں موجود ہوں ہمارا تمہارا مناظرہ اس موضوع پر بھی ہو جائے گا۔
اس پر دیوبندی صدر نے کہا کہ واہ صاحب ایک کافر تمہارے اسٹیج پر بیٹھا رہے اور ہم دوسرے موضوع پر مناظرہ کریں یہ نہیں ہو سکتا اس کے جواب میں حضرت مفتی صاحب نے فرمایا۔ اولاً تمہارے کہہ دینے سے حضرت مجاہد ملت کافر نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کو کافر کہہ کر تم خود کافر ہو گئے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے فقد باء باحدھما۔ ثانیاً علماء عرب و عجم حل و حرم ہند و سندھ کے فتویٰ کے رو سے تم ہی کافر ہو اور تمہارے ساتھ اسٹیج پر بیٹھنے والے سارے افراد کافر ہیں آپ کی منطق کی رو سے اگر میں یہ مطالبہ کروں کہ ان سب کو اسٹیج سے بھگا دو تو مناظرہ کس سے ہوگا۔ جناب! مناظرہ تو دو مخالف عقیدے والوں ہی میں ہوتا ہے۔ سب ایک عقیدے کے ہوں تو مناظرہ کی ضرورت کیا؟ ثالثاً حضرت مجاہد ملت نے پمفلٹ میں۔ ما استطعت نہیں چھوڑا ہے بلکہ کاتب نے اپنی لاپرواہی سے چھوڑا ہے۔ اس لئے اس کا الزام مجاہد ملت کو دینا آپ کا عناد اور جہالت ہے۔ رابعاً سہواً قرآن مجید کا کوئی جملہ چھوٹ جائے تو یہ تحریف نہیں اسے تحریف کہنا آپ کی دوسری جہالت ہے۔ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی سے مختصر المعانی میں اور حضرت ملا عبد الرحمٰن جامی سے شرح جامی میں آیت کریمہ کے نقل میں جو خطا ہوتی ہے کیا یہ تحریف ہے؟ کیا یہ کفر ہے؟ اگر کفر ہے تو بولو آپ کے نزدیک علامہ سعد الدین تفتازانی اور حضرت ملا عبد الرحمٰن جامی کافر ہے؟ کہ مسلمان؟ اگر کافر ہیں تو بولو پھر آپکو آپ کے گھر پہنچا دوں اور اگر یہ لوگ آیت کی نقل میں خطا کے

باوجود مسلمان ہیں تو بقول تمہارے تحریف قرآن کرکے مسلمان کیسے رہے۔ اور پھر حضرت مجاہد ملت کافر کیسے ہوئے؟ خامسًا سنئے! تحریف قرآن یہ ہے کہ آپ لوگوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی نے ایضاح الادلہ میں لکھا ہے ارشاد ہوا۔ فردوہ الی اللہ والرسول واولوا الامر منکم۔ دکھاؤ قرآن مجید میں یہ آیت کریمہ کہاں ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہ یہ بھول چوک یا غفلت کا نتیجہ ہے اسلئے کہ مدار استدلال اولی الامر ہی ہے۔ اس لئے بالقصد آپ کے شیخ الہند نے یہ اضافہ کیا ہے۔ اس لئے یہ ضرور تحریف ہے اور قرآن کی تحریف کرکے تمہارے شیخ الہند کافر ہوئے اور ان کو اپنا پیشوا بنا کر آپ خود بھی کافر ہوئے۔ اور جناب یہ تو بتائیے کہ الی حرف جر کے تحت ہوتے ہوئے یہ اولوا الامر کس لغت کا لفظ ہے جسے آپ کے شیخ الہند قرآن بتا رہے ہیں یہ ان کا دوسرا کفر ہے

حضرت مفتی صاحب کی یہ تقریر فریقین بغور سن رہے تھے۔ مجمع دم بخود تھا کہ دیوبندی شور مچانے لگے۔ بیٹھ جاؤ وقت ختم ہو گیا حضرت مفتی صاحب نے انہیں ڈانٹا کہ جو وقت مقرر ہے وہ مناظرین کیلئے ہے۔ صدر کیلئے نہیں۔ نیز ابھی مناظرہ شروع نہیں ہوا ہے اس لئے اس کی شرائط کی پابندی کا سوال ہی نہیں۔ اتنے میں صدر دیوبند کھڑے ہو گئے اور بولے تو یہ بولے۔ جناب مفتی صاحب آپ کے مولوی حبیب الرحمٰن کافر ہو گئے انہوں نے قرآن مجید کی تحریف کی یا تو توبہ کریں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں یا آپ لوگ ان کو اسٹیج سے اٹھا دیں۔ حیلے بہانے نہ بنائیں تاویلیں کام نہ دیں گی۔ یہ دیکھئے آپ کی دلیل میرے ہاتھ میں ہے۔ پمفلٹ کو لپیٹ کر قضیب نما بنا کر ہاتھ میں لئے اشارہ کیا پھر کہا یہ دیکھئے آپ کی دلیل میرے ہاتھ میں ہے آپ نہیں جانتے یہ کٹک ہے کٹک۔ جو یہاں آیا گیا اٹک۔ قرآن کی تحریف کو معاف نہیں کیا جائے گا وغیرہ اسی قسم کی باتیں دس منٹ تک کرتے رہے اور بیٹھ گئے۔

اب مفتی صاحب کی باری تھی۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا۔ مولوی اسمٰعیل

Scanned with OKEN Scanner

کچھ حیا کچھ شرم آؤ میں نے آپ کے دعوئ تحریف کو پانچ طریقے سے رد کیا آپ ایک کا بھی جواب نہ دے سکے نہ قیامت تک دے سکتے ہیں اور نہ کوئی آپ کا حامی کا رد دے سکتا ہے عاجز آکر جھگڑ بازی پر اتر آئے۔ مقصود یہ ہے کہ اس کا جواب ہو عوام میں انتشار پیدا ہو اور جھگڑا ہو مناظرہ ختم ہو جائے۔ آپ لوگوں کی جان بچے مگر ہم آپ لوگوں کی اس قسم کی کوئی ترکیب چلنے نہیں دیں گے یہ کاغذ کا قضیب جو آپ اپنے ہاتھ لئے ہوتے ہیں یہ ہماری نہیں آپ کی دلیل ہے آپ اپنی دلیل اپنے ہاتھ میں لیں دوسروں کے ہاتھ میں دیں خود استعمال کریں دوسروں کو استعمال کرائیں آپ کو اختیار ہے بھلا ہو گا آپ کا کوئی زمانہ کے علماء دیوبند کٹک میں آکر آپ سے اٹک جاتے ہوں گے اس زمانہ کو بھول جائیے۔ اور سب لوگ دیکھ رہے ہیں کہ میں ابھی اٹکا نہیں ہوں ہمارے اور آپ کے درمیان بیس تیس فٹ کا فاصلہ ہے۔ اگر اٹک جاؤں گا تو پھر جواول فول آپ بک رہے ہیں بولتی بند ہو جائے گی ابھی تو اس ڈر سے کہ میں کسی میں اٹک نہ جاؤں آپ حواس باختہ ہیں۔ اٹک جاؤں گا تو معلوم نہیں کیا حال ہو گا آپ صخرۃ الوادی ہیں جس پر لوگ پیشاب یا خانہ کرتے اور روندتے ہیں آپ جوڑا ہیں یہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ اپنے پیچھے کسی کو چپکائے ہوتے ہیں میں نہ صخرۃ الوادی ہوں اور نہ جوڑا میں اعلیحضرت قدس سرہ کا غلام ہوں۔

سگ ہوں میں عبید رضوی غوث و رضا کا ؛ ہیں بھاگتے آگے سے میرے شیر ببر بھی

کان کھول کر سنئے اس پمفلٹ میں تو ایک لفظ کاتب سے چھوٹا ہے یہ دیکھئے مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۸ اس میں یہ دعا ہے اللھم اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ۔ حالانکہ قرآن مجید میں۔ ربنا اتنا ہے۔ حدیث میں۔ رب کو اللھم۔ سے بدل دیا گیا ہے بولئے آپ کے مذہب میں یہ تحریف ہے یا نہیں؟ اور لیجئے اسی مشکوٰۃ کا ص ۲۱۷ اس میں دعا ہے۔ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبہ و عقابہ و شر عبادہ و من ھمزات الشیطن وان یحضرون۔ حالانکہ قرآن مجید

میں یہ ہے۔ رب اعوذ بک من ھمزات الشیطن واعوذ بک رب ان یحضرون قرآن مجید میں الشیطن اور ان یحضرون کے درمیان اعوذ بک رب تھا حدیث میں نہیں ہے کیا یہ تحریف ہے؟ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اس دعویٰ کی بنا پر جو جواب آپ ان احادیث کا دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے حضرت مجاہد ملت کے پمفلٹ کا ہوگا۔ آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ مختصر المعانی وغیرہ میں علم بدیع پر ایک نظر ڈال لیں تو شاید کچھ سمجھ میں آئے۔ آپ نے سوچا تھا کہ اس پمفلٹ میں الجھا کر جھگڑ بازی کر کے مجلس درہم برہم کر دی جائے اور مناظرہ سے جان بچ جائے مگر آپ کی انتیس الٹے آپ کے گلے پڑ گئیں میرے پانچ پہلے اور ایک یہ آخری ایرادات کے جوابات سے آپ کا عجز ثابت ہوگیا۔ اب میں وقت ضائع نہیں ہونے دوں گا اپنے مناظر مناظر اعظم علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ حسب قرار داد پہلے موضوع پر بحث شروع کریں۔ یہ سنتے ہی علامہ ارشد القادری صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد مناظرہ کے پہلے موضوع تقریر شروع کر دی۔

پہلا موضوع یہ تھا کہ دیوبندی شان نبوت میں تنقیص کرنے کے جرم میں کافر و مرتد ہیں۔ اور مناظرہ شروع۔ دیوبندیوں کی طرف مولوی ارشاد احمد مبلغ دیوبند مناظر تھے اس مناظرہ میں ان کی جو درگت بنی اس کو دیوبندی زندگی بھر نہیں بھولیں گے اور ارشاد صاحب نے مناظرہ سے توبہ کرلی۔ مر گئے مگر پھر مناظرہ کا نام نہیں لیا۔ پہلے ہی دن دیوبندیوں کی شکست فاش کا خود دیوبندیوں کو احساس تھا۔ اس لئے دوسرے دن ارشاد احمد کے بجائے مولوی اسمٰعیل کے ایک منظور نظر کو مناظر بنایا۔ ایک ہی دن میں اس کے بھی چھکے چھوٹ گئے۔ اور پھر تیسرے دن مولوی طاہر گیاوی کو مناظر بنایا۔ لیکن ان کی بھی ایسی گت بنی کہ ان کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔

اس مناظرہ میں حضرت مفتی صاحب نے عہدہ صدارت کی ذمہ داری کو سنبھالنے کے ساتھ موقع بموقع مناظر اہلسنت کو اہم ہدایات بھی دی ہیں جس کی تفصیل بہت طول

ہے۔صرف ایک اہم بات ذکر کر دیتا ہوں۔
الملفوظ میں مشہور خارجی منافق ذوالخویصرہ کو وہابی کہدیا گیا ہے۔یہ وہ بد زبان ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پہ زبان درازی کی تھی۔اعدل یا محمد اس خارجی گستاخ منافق کو دیوبندی صحابی مانتے ہیں اس سلسلے کی پوری بحث کا خلاصہ سنیں!

دیوبندی مناظر نے کہا کہ یہ ذوالخویصرہ صحابی تھا۔ثبوت میں ایک وعظ کی کتاب کا حوالہ دیا۔جس میں یہ مذکور تھا کہ جس اعرابی نے مسجد میں پیشاب کیا تھا۔ان کا نام ذوالخویصرہ تھا اور وہ صحابی تھے۔اس کے جواب کیلئے ایک طرف حضرت علامہ عاشق الرحمن صاحب نے شفا اور اس کی شرح ملا علی قاری سے اور حضرت مفتی صاحب نے اسد الغابہ سے یہ تفصیل اپنے مناظر کو دکھا دی کہ ذوالخویصرہ دو ہیں۔یمانی اور تمیمی مسجد میں جنہوں نے پیشاب کیا تھا وہ یمانی ہیں اور یہ ضرور صحابی ہیں۔اور گستاخی کرنے والا تمیمی ہے۔جو بلاشبہ خارجی اور منافق تھا۔

اس کے جواب میں دیوبندی مناظر نے کہا کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ مسجد میں پیشاب کرنے والے کا نام ذوالخویصرہ تمیمی تھا
حضرت مفتی صاحب نے اپنے مناظر کو ہدایت کی کہ یہی ملا علی قاری شرح شفا میں لکھتے ہیں کہ مسجد میں پیشاب کرنے والا ذوالخویصرہ یمانی تھا اور اسد الغابہ اور سیر صحابہ کی دوسری کتابوں میں بھی یہی ہے کہ مسجد میں پیشاب کرنے والے ذوالخویصرہ یمانی تھے اس لئے یہی صحیح ہے۔اور مرقات کتاب الطہارۃ میں: بجائے یمانی کے تمیمی ناسخین ناقلین کی غلطی ہے اور ساقط ہے۔پھر یہی ملا علی قاری اسی مرقات جلد خامس میں لکھتے ہیں کہ ذوالخویصرہ تمیمی منافق تھا۔

اور دیکھئے یہ مسلم شریف جلد اول ہے اس کے صفحہ ۳۴۱ پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے۔اتاہ ذوالخویصرہ وھو رجل من بنی

Scanned with OKEN Scanner

تمیم۔ اور اسی کے صفحہ ۳۴۰ پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے منافق کہا اور اس کی شرح میں علامہ نووی امام قاضی عیاض سے نقل فرماکر برقرار رکھا کہ یہ منافق تھا۔ ہر مسلمان فیصلہ کرے کہ جو بے ایمان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ کہے۔ اعدل یا محمد اتق اللہ وہ مسلمان ہوگا؟ ہاں وہ وہابی ضرور ہوگا اس لئے کہ وہابی مذہب کی بنیاد ہی تنقیص شان رسالت پر ہے۔ اس لئے دیوبندی مناظر مصر ہیں کہ یہ یعنی ذوالخویصرہ تمیمی صحابی تھا۔ لہٰذا اس کو صحابی تمہارا کہنا اپنے پیشوا کی حمایت بے جا کے ساتھ ایمان و دیانت کو کھونا ہے اس مضمون کو ہمارے مناظر جس عمدگی اور زور سے بیان فرمایا کہ اس پر علماء اہلسنت عش عش کرنے لگے اور دیوبندیوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ فبہت الذی کفر کی تصویر تھے۔

چونکہ جناب محمد سعید صاحب نوری کی ہدایت ہے کہ مضمون فل اسکیپ دس صفحے سے زائد نہ ہو اسی لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ارادہ ہے کہ کبھی فرصت اور توفیق ملی تو حضرت صاحب کے اس قسم کے جواہر ریزوں کو جمع کروں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ

محمد نسیم جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

یکم شعبان ۱۴۱۸ھ

عزیز سعید مولینا مفتی محمد نسیم صاحب نے اوپر جو میرے حالات لکھے ہیں ان سب کو مجھے پڑھ کر سنا دیئے ہیں اور یہ سب صحیح اور درست ہیں۔

محمد شریف الحق امجدی

۲۲ شعبان ۱۴۱۸ھ

۲۳ - ۱۲ - ۱۹۹۷

سوانح

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری صاحب دامت برکاتہم القدسیہ

وطن مالوف

مشرقی یوپی کے بلیا ضلع میں سید پورہ نام کا گاؤں ہے۔ پہلے اس گاؤں کو صرف پورہ کہا جاتا تھا۔ ایک سید صاحب جو عارف باللہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید اور خلیفہ تھے کہیں سے سیاحت کرتے ہوئے میرے گاؤں میں تشریف لائے۔ وہ جگہ انہیں اتنی پسند آئی کہ وہیں مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہیں ان کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ ان کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ اس وقت سے اس گاؤں کا نام سید پورہ پڑ گیا۔

ولادت اور خاندان

ایک اندازے کے مطابق ۱۹۲۵ء میں اسی گاؤں کے ایک علمی گھرانے میں پیدائش ہوئی۔ میرے والد ماجد حضرت مولانا عبد اللطیف نے جونپور شریف کی شہرۂ آفاق درسگاہ مدرسہ حنفیہ سے درسیات کی تکمیل فرمائی یہ وہی زمانہ تھا جب امام المعقولات استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ہدایت اللہ خان صاحب رامپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی جلالت کا ڈنکا پورے ملک میں بج رہا تھا۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی مصنف بہار شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان سے میرے والد ماجد کی پہلی ملاقات وہیں ہوئی اسی زمانے میں والد ماجد خانقاہ رشیدیہ جونپور کے زیب سجادہ امام العارفین حضرت علامہ شاہ عبد العلیم آسی غازی پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

میرے والد ماجد سرکار غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق و عقیدت میں اتنے سرشار تھے کہ ہر وقت ان پر ایک کیف و مستی کی کیفیت طاری رہتی تھی جب تک زندہ رہے چاند کی ہر گیارہ تاریخ کو بڑے اہتمام سے سرکار کی فاتحہ کرتے تھے ۔

میرے خاندان میں بڑے بڑے نامور علماء و مشائخ پیدا ہوئے جن میں سے مندرجہ ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں

(۱) میرے جد امجد حضرت مولانا عظیم اللہ صاحب جنہوں نے مدرسہ حنفیہ جونپور سے درسیات کی تکمیل فرمائی تھی ۔ اور ان کو حضرت حجۃ الاسلام و حضرت اشرفی میاں اور حضرت مولانا فاخر الہ آبادی سے مختلف سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی ۔ اپنے عہد میں وہ فارسی اور صرف و نحو کے بڑے نامور استاذ تھے ان کے تلامذہ کی فہرست میں مولانا عزیز اللہ صاحب جنہوں نے صرف ایک ماہ میں قرآن کریم حفظ کیا تھا ۔ حضرت مولانا علیم اللہ شاہدی جو عرصۂ دراز تک مسجد ناخدا کلکتہ میں تفسیر قرآن بیان کرتے تھے ۔ اور اپنے عہد کے وہ ایسے فصیح اللسان اور ساحر البیان خطیب تھے کہ ثقہ روایت کے مطابق ابو الکلام آزاد بھی چھپ کر ان کی تقریر سنا کرتے تھے ۔ حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی جو دار العلوم امجدیہ کراچی کے بانی و مہتمم ہیں ۔ فیض العارفین حضرت مولانا شاہ غلام آسی صاحب جو سلسلۂ ابو العلائیہ جہانگیریہ کے مشہور مرشد طریقت ہیں اور خود راقم الحروف کے بھی ابتدائی درسیات کے وہی استاذ ہیں ۔

۲ میرے چچا زاد بھائی حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب جنہیں اجمیر شریف میں حضرت صدر الشریعہ سے شرف تلمذ حاصل ہے فراغت کے بعد کئی سال تک وہ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں مدرس بھی رہے ۔ گھوسی ضلع اعظم گڈھ میں مولوی عبد الرحیم کاکوروی دیوبندی کے ساتھ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا جو تحریری مناظرہ ہوا تھا اس کی روداد حضرت موصوف ہی نے مرتب فرمائی تھی جو کتاب کی شکل میں چھپ گئی ہے ۔

۳ میرے چچازاد بھائی مولانا محمد یحییٰ صاحب علیمی جو حضرت حجۃ الاسلام کے شاگرد ہیں۔ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے ان کی فراغت ہوئی تھی الصوارم الہندیہ میں ان کے دستخط ہیں ان کے برادر خرد حضرت مولانا عبد الحی صاحب بھی اپنے عہد کے اجلہ علماء میں شمار ہوتے تھے۔

تعلیم و تربیت

والد ماجد اور جد امجد سے ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد میرے برادر معظم حضرت مولانا شاہ غلام آسی صاحب نے مجھے مبارکپور کی شہرۂ آفاق درسگاہ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں پہنچادیا میرے طالع کی ارجمندی کہئے کہ وہاں مجھے جلالۃ العلم استاذ العلماء حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی آغوش تربیت مل گئی اور ان کے ظل ہمایونی میں ہم نے وہاں آٹھ سال گزارے۔ جب ایک سال کیلئے وہ ناگپور تشریف لے گئے تھے تو وہاں بھی مجھے خدمت میں حاضری کا شرف حاصل تھا۔ میرے پاس فکر و شعور اور علم و فن کی جو بھی پونجی ہے وہ انہیں کے علمی فیضان روحانی توجہ اور ان کی مستجاب دعاؤں کی برکت ہے۔ ان کی دلنواز شفقت ورحمت نے میری فکر کو بالیدگی اور میری زبان کو گویائی اور میرے قلم کو امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے مسلک عشق و عرفان کی ترجمانی کا شرف بخشا۔ اور ان کی فکری تربیت کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ باطل قوتوں سے مجھے لڑنے کا جذبہ عطا ہوا۔

یہ شرف بھی میرے لئے باعث افتخار ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی علمی تحریک کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ان کی حیات کے آخری لمحے تک میں ان کا معتمد اور ایک وفادار خادم کی طرح ان کے قدموں سے لگا رہا۔

علمی دینی اور جماعتی خدمات

۱۹۴۴ء میں مبارکپور سے میری فراغت ہوئی۔ اسکے بعد سے لیکر آج ۱۹۹۷ء تک ملک بیرون ملک میں میری علمی، تدریسی، دینی، تنظیمی، تبلیغی اور قلمی خدمات کا دائرہ

بہت وسیع ہے نہایت اختصار کے ساتھ ذیل میں ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

تدریسی خدمات

ناگپور میں مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم اور جمشید پور میں مدرسہ فیض العلوم سے میری تدریسی خدمات کے نتیجے میں تقریباً ڈیڑھ ہزار علماء پیدا ہوئے جو ملک و بیرون ملک میں دین کی اہم خدمات انجام دے رہے ہیں ان میں سے مفتی جلال الدین احمد امجدی کا نام نامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

بیرونی دنیا میں میرے قائم کئے ہوئے تعلیمی ادارے

(۱) جامعہ مدینۃ الاسلام ــــــــ ڈین ہاگ ــــــــ ہالینڈ
(۲) اسلامک مشنری کالج ــــــــ واقع بریڈفورڈ ــــــــ برطانیہ
(۳) دارالعلوم علیمیہ ــــــــ واقع سوری نام ــــــــ امریکہ

بیرون ملک میں میرے قائم کئے ہوئے تبلیغی ادارے

ورلڈ اسلامک مشن (مکہ معظمہ کے دار ارقم میں اس کی بنیاد رکھی گئی) اس کا عالمی دفتر لندن میں ہے۔

دعوت اسلامی ۔ بین الاقوامی سطح کا ایک تبلیغی ادارہ ہے۔ کراچی میں اس کی بنیاد رکھی گئی اور دارالعلوم امجدیہ میں حضرت مولانا الیاس قادری کو اس کا امیر بنایا گیا۔

ہندوستان میں میرے قائم کئے ہوئے دینی، ثقافتی اور تنظیمی ادارے

(۱) ادارہ شرعیہ بہار واقع سلطان گنج ــــــــ پٹنہ
(۲) کل ہند مسلم پرسنل لا کانفرنس ــــــــ سیوان

(۳) کل ہند مسلم متحدہ محاذ ________ رامپور (ایم پی)

ہندوستان میں میرے قائم کئے ہوئے تعلیمی ادارے

نوٹ :۔ واضح ہو کہ یہ سارے ادارے اپنی اپنی ذاتی عمارتوں میں ہیں اور چل رہے ہیں۔

۱	مدرسہ فیض العلوم ________	جمشید پور ________	(بہار)
۲	دار العلوم ضیاءالاسلام ________	ہوڑہ ________	بنگال
۳	دار العلوم مخدومیہ ________	گوہاٹی ________	آسام
۴	مدرسہ مدینۃ العلوم ________	میسور روڈ ________	بنگلور
۵	مدرسہ مفتاح العلوم ________	نالہ روڈ ________	راول کیلا اڑیسہ
۶	مدرسہ اسلامی مرکز ہند پیڑھی ________	رانچی ________	بہار
۷	دار العلوم گلشن بغداد ________	ہزاری باغ ________	بہار
۸	جامعہ غوثیہ رضویہ ________	پیروالی گلی ________	سہارنپور یوپی
۹	مدرسہ مدینۃ الرسول ________	کوڈرمہ ________	بہار
۱۰	مدرسہ مظہر حسنات ________	رام گڈھ ________	بہار
۱۱	فلاحی مرکز ________	آزاد نگر ________	بہار
۱۲	مدرسہ تنویر الاسلام ________	ٹیلکو ________	بہار
۱۳	دار العلوم رشیدیہ رضویہ ________	سیدپورہ ________	ضلع بلیا یوپی
۱۴	جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء ________		ذاکر نگر نئی دہلی
۱۵	مدرسہ عزیز الاسلام ________	جگسلائی ________	بہار
۱۶	فیض العلوم مڈل اسکول ________	جوہر نگر ________	بہار
۱۷	فیض العلوم ہائی اسکول ________	دھکیڈی ________	بہار
۱۸	مدرسہ عزیزیہ ________	نورانی کودر ________	بہار

ہندوستان میں میری قائم کردہ مساجد

نوٹ: ان میں وہ مساجد بھی شامل ہیں جن کیلئے زمین بھی میں نے خود حاصل کی اور تعمیر اپنی نگرانی میں کرائی اور وہ مساجد بھی شامل ہیں جن کیلئے میں نے بلڈنگ کمیٹی بنائی۔

۱ فیض العلوم مکہ مسجد ________ جمشید پور بہار
۲ نورانی مسجد ________ ذاکر نگر جمشید پور بہار
۳ قادری مسجد ________ ٹیلکو
۴ مسجد مفتاح العلوم ________ راول کیلا اڑیسہ
۵ مسجد غوثیہ ________ رانچی
۶ مسجد اہلسنت ________ کوڈرمہ
۷ مدینہ مسجد ________ آزاد نگر
۸ مدینہ مسجد ________ مومن بستی

بیرون ملک میں منعقد ہونیوالی وہ بین الاقوامی کانفرنسیں جنمیں مندوب کی حیثیت سے میں شریک ہوا

۱ مؤتمر جمعیات وجماعات ________ تہران (ایران)
۲ مؤتمر الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیہ ________ طرابلس (لیبیا)
۳ حجاز کانفرنس ________ لندن (برطانیہ)
۴ امام احمد رضا کانفرنس ________ کراچی (پاکستان)
۵ مؤتمر مبلغ اعظم مولانا عبد الحلیم صدیقی ________ اسٹرڈم (ہالینڈ)
۶ مؤتمر عالم اسلام ________ بغداد شریف (عراق)

Scanned with OKEN Scanner

ہندوستان میں جن کانفرنسوں کا انتظام ہم نے خود کیا

۱ بہار صوبائی سنی کانفرنس ________ سیوان
۲ کل ہند سنی اوقاف کانفرنس ________ دہلی
۳ کل ہند مسلم پرسنل لا کانفرنس ________ سیوان
۴ کل ہند سنی کانفرنس ________ رام لیلا میدان نئی دہلی

ہندوستان میں منعقد ہونیوالی وہ کل ہند کانفرنسیں جنمیں مندوب کی حیثیت سے ہم نے شرکت کی

۱ کل ہند سنی جمعیۃ العلماء کانفرنس ________ کانپور
۲ کل ہند تعلیمی کانفرنس بتقریب سنگ بنیاد الجامعۃ الاشرفیہ ____ مبارکپور
۳ بین الاقوامی مفتی اعظم کانفرنس ________ بمبئی
۴ کل ہند مسلم پرسنل لا کانفرنس برائے گرفتاری ________ لکھنؤ

دیوبندی اکابر کی کفری عبارتوں اور اختلافی مسائل پر مناظرے

(پہلا مناظرہ)

یہ مناظرہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کی کفری عبارتوں پر ہوا اہلسنت کی طرف سے صدر جلسہ حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ قادری الہ آبادی علیہ الرحمہ تھے جبکہ دیوبندیوں کی طرف سے صدر جلسہ مولوی اسماعیل کٹکی تھے۔

دیوبندیوں کی طرف سے مولوی منظور نعمانی کے استاذ مولوی عبداللطیف نعمانی مناظر تھے جبکہ اہلسنت کی طرف سے مجھے مقرر کیا گیا۔

مناظرے کے دوسرے دن بحث کے دوران دیوبندی مناظر کو اقرار کرنا پڑا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کیلئے ہے اور اس لفظ کے ذریعہ علم پاک

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رذائل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو موجب اہانت و کفر ہے۔ اس اقرار کے نتیجے میں سارے مجمع پر یہ بات واضح ہوگئی کہ مولوی اشرفعلی تھانوی اور ان کی حمایت کرنے والے دیوبندی مناظرین اقراری طور پر اہانت رسول کے مرتکب اور خارج از اسلام ہیں۔

یہ اعلان ہونا تھا کہ دیوبندی مناظرین اسٹیج چھوڑ کر بھاگ گئے اور اہلسنت نے فتح مبین زندہ بعد کا نعرہ لگائے۔

اس مناظرہ میں معاون کی حیثیت سے اہلسنت کی طرف سے جو علماء شریک ہوئے تھے ان میں سلطان المتکلمین حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ اجمل العلماء حضرت مفتی شاہ اجمل حسین صاحب نعیمی، حضرت علامہ نظام الدین صاحب الہ آبادی اور مجاہد دوراں حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی اور حضرت مولانا مفتی اشفاق صاحب نعیمی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دوسرا مناظرہ
بمقام بتھوا بازار ضلع چھپرا بہار

یہ مناظرہ قیام وسلام کے موضوع پر تھا۔ دیوبندیوں کی طرف سے مناظر مولوی عبد السلام لکھنوی تھے۔ اور صدر مولوی نور محمد ٹانڈوی بنائے گئے۔ جب کہ اہلسنت کی طرف سے صدارت کے فرائض سلطان المتکلمین حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ کانپوری نے انجام دیئے اور مناظر کی حیثیت سے مجھے کھڑا کیا۔

یہ مناظرہ ایک ہی دن میں اہلسنت کی فتح پر ختم ہوگیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ کئی مہینے پیشتر مولوی عبد السلام لکھنوی بتھوا بازار آئے تھے اور انہوں نے اپنی تقریر میں قیام وسلام کی مذمت میں چیخ چیخ کر اعلان کیا تھا کہ ناجائز و حرام ہے۔

جب مناظرہ شروع ہوا تو اس موضوع پر بحث کے آغاز سے پہلے میں نے ان سے

سوال کیا کہ قیام وسلام کے بارے میں آپ کا جماعتی عقیدہ کیا ہے۔ آپ اس کو حرام سمجھتے ہیں یا جائز سمجھتے ہیں۔ سوال کے تیور سے انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر میں حرام کہتا ہوں تو یہ بحث مجھے مخمصے میں ڈال دے گی۔ اس لئے انہوں نے جواب سے جان چھڑانے کیلئے الٹے مجھ سے سوال کردیا کہ آپ بتائیے کہ آپ قیام وسلام کو کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میرے سوال کے بعد آپ کی حیثیت حرف مجیب کی ہے۔ آپ جواب دے سکتے ہوں تو جواب دیجئے ورنہ صاف صاف کہہ دیجئے کہ میں جواب نہیں دے سکتا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور جواب دینے کے بجائے الٹے مجھ سے سوال کرتے رہے۔

جب کئی بار ایسا ہوا تو مجمع میں سے بہت سے لوگ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا کہ آج سے تین مہینے پہلے آپ ہی یہاں آئے تھے اور آپ جلسے میں گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختے رہے کہ سلام وقیام حرام ہے سلام وقیام حرام ہے۔ لیکن آج جب شیر آیا ہے تو وہی بات اسی کے سامنے کیوں نہیں دُہراتے اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگوں کو مورکھ سمجھ کر آپ نے دھوکہ دیا۔ جب آپ ہمارے مناظر کے سامنے اپنا عقیدہ نہیں بیان کرسکتے تو پھر آپ بحث کیا کریں گے۔ اس جلسہ میں سب لوگ اچھی طرح سمجھ گئے کہ جب آپ قیام وسلام کو بار بار مطالبہ کے باوجود اسے حرام نہیں کہہ سکتے تو اسے حرام ثابت کیا کریں گے۔ عوام کے اس ردعمل کے نتیجے میں دیوبندی جماعت کی بڑی سبکی ہوئی اور اپنے مناظر کو اسٹیج سے اٹھاکر لے گئے۔ کیوں کہ عوام کا شور وشغب اتنا بے قابو ہوگیا کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے بعد اہلسنت نے فتح کا جلوس نکالا اور پورا علاقہ تکبیر ورسالت کے نعروں سے گونجتا رہا۔

اسی مناظرہ کے بعد سے چھپرا، سیوان، گوپال گنج کے علاقے میں سنیت کا ماحول پیدا ہوا اور حضرت علامہ مفتی انیس عالم صاحب کی سربراہی میں جگہ جگہ اہسنت کے مدارس قائم ہوئے۔

تیسرا مناظرہ

بمقام نیر ضلع امراؤتی (مہاراشٹر) یہ مناظرہ رات کے وقت ایک قلعہ کے اندر ہوا تھا۔ وہاں کے ڈی، ایس، پی صاحب دونوں طرف سے مناظرہ کے خود کنٹرولر تھے۔ پولیس کی طرف سے مناظرہ کیلئے صرف تین گھنٹے کا وقت مقرر ہوا تھا۔ مناظرہ کا موضوع تبلیغی جماعت تھا۔ دیوبندیوں کی طرف سے مولوی ارشاد احمد صاحب مبلغ دار العلوم دیوبند مناظر مقرر کئے گئے تھے۔ جبکہ اہلسنت کی طرف سے مناظر کی حیثیت سے میں کھڑا ہوا تھا۔ اپنی افتتاحی تقریر میں ہم نے مولوی منظور نعمانی کی مرتب کردہ کتاب ملفوظات مولوی الیاس کے حوالے سے دعویٰ کیا کہ تبلیغی جماعت کے قیام کا مقصد قرآن و حدیث کی تعلیمات کو پھیلانا نہیں ہے بلکہ مولوی اشرفعلی کی تعلیمات کو عوام میں پھیلانا ہے۔

اس لئے اہلسنت کے جو علماء تھانوی صاحب کی تعلیمات کو قرآن و حدیث کے خلاف سمجھتے ہیں انہیں بجا طور پر حق پہنچتا ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کا خود بھی بائیکاٹ کریں۔ اور اپنے عوام کو بھی تبلیغی جماعت سے الگ رہنے کی تلقین کریں۔

مولوی ارشاد صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں میرے اس الزام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مولانا منظور نعمانی کی مرتب کردہ کتاب مولانا الیاس کی اپنی تصنیف کردہ نہیں ہے بلکہ وہ ان کے ملفوظات ہیں اس لئے اس کی عبارت سے ہمارے خلاف کوئی الزام قائم نہیں کیا جا سکتا۔

ہم نے ان کے جواب میں کہا کہ آپ کی اس تقریر سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ملفوظات کے مرتب مولوی منظور نعمانی پر آپ کو اعتماد نہیں ہے حالانکہ لاہور کے مناظرے میں وہ آپ کے اکابر کے معتمد کی حیثیت سے گئے تھے اور دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی نظر میں تھانوی صاحب کی تعلیمات اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں تبلیغی جماعت کے ذریعہ مسلمانوں میں پھیلایا جا سکے۔

Scanned with OKEN Scanner

کیوں کہ آپ کی نظر میں ان کی تعلیمات قرآن و حدیث کے موافق ہوتیں اور ان کے ذریعہ امت کو کوئی فائدہ پہنچتا تو آپ شرمندہ ہونے کے بجائے سینہ تان کر کہتے کہ تبلیغی جماعت کے قیام کا مقصد اگر ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہے تو اس میں برائی کیا ہے اب آپ واضح طور پر اس جلسہ کے حاضرین کو مطمئن کیجئے کہ ملفوظات کے مرتب پر آپ کو اعتماد کیوں نہیں ہے اور تھانوی کی تعلیمات میں برائی کیا ہے کہ آپ ان کی اشاعت کو تبلیغی جماعت کا مقصد بنانے سے گریز کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ ان کی تعلیمات کی برائیاں بیان کرنے سے اگر آپ نے گریز کیا تو میں ضرور ان کی گمراہ کن اور کافرانہ تعلیمات کا سارا دفتر کھول کر رکھوں گا۔ اور آپ شرم سے پانی پانی ہو جائیں گے۔ میری اس تقریر کے جواب میں میرے سوالوں کا جواب دینے کے بجائے انہوں نے تھانوی صاحب کے فضائل و مناقب بیان کرنے شروع کر دیئے۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکے تو میں نے کہا کہ جب وہ اتنے فضائل و مناقب کے جامع ہیں تو ان کی تعلیمات کی اشاعت کے سوال پر آپ اتنی خفت کیوں محسوس کر رہے ہیں۔ اتنے بڑے بزرگ کی تعلیمات کو ڈنکے کی چوٹ پر پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد جب میں نے اپنی مختلف نشستوں میں ان کی گمراہ کن اور کافرانہ تعلیمات کے دفتر کھولے اور ان کے رسالہ امداد سے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللهم صل علی سیدنا ونبینا اشرف علی پر ان کے تسلی بخش کلمات تحسین کی تشریح کی تو ڈی ایس پی صاحب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ دونوں طرف کی گفتگو سننے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تبلیغی جماعت سے سنی بریلوی علماء کی علیحدگی مضبوط بنیادوں پر ہے اور انہیں قطعاً حق پہنچتا ہے کہ خود بھی تبلیغی جماعت سے علیحدہ رہیں اور اپنے عوام کو بھی علیحدہ رہنے کی تلقین فرمائیں۔ اس کے بعد انہوں نے مناظرے کے اختتام کا اعلان کر دیا۔ جاتے ہوئے جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے گرم جوشی کے ساتھ کہا کہ آپ نے اپنی جماعت کی وکالت کا حق ادا کر دیا۔ مناظرے کے اختتام پر ہم لوگوں سے مصافحہ کیلئے عوام ٹوٹ

Scanned with OKEN Scanner

پڑے اور مولوی ارشاد ہارے ہوئے جواری کی طرح اکیلے منہ لٹکائے بیٹھے رہے۔

چوتھا مناظرہ

بمقام بولیا مندسور راجستھان

یہ مناظرہ حفظ الایمان کی کفری عبارت پر تھا۔ دیوبندیوں کے صدر جلسہ نور محمد ٹانڈوی تھے اور مناظر کی حیثیت سے مولوی ارشاد احمد دیوبندی نامزد کئے گئے تھے۔ جب کہ اہلسنت کی طرف سے صدارت کے فرائض مجاہد ملت حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے انجام دیئے اور مناظر کی حیثیت سے میرا نام پیش کیا۔

اس مناظرہ میں وہاں کے ڈسٹرک مجسٹریٹ بذات خود کئی گھنٹے تک موجود رہے موصوف یوپی کے رہنے والے تھے اور انہیں اردو شعروشاعری سے بھی دلچسپی تھی اس لئے دونوں طرف کی گفتگو وہ نہایت دلچسپی کے ساتھ سنتے تھے اس مناظرہ میں مولوی ارشاد نے ڈینگ مارتے ہوئے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا تھا کہ میں ارشاد ہوں مجھ سے مناظرہ کرنا آسان نہیں ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ میں ارشد ہوں۔ اظہار فضیلت کے لئے مجھ سے بڑا کوئی لفظ ہی فن صرف میں نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مولوی ارشاد نے کہا کہ میں مصدر ہوں۔ میں نہیں ہوتا تو آپ کا نام وجود ہی میں نہیں آتا۔ اس پر میں نے طنز کرتے ہوئے کہا کہ مصدر کے بارے میں صرفیوں کا یہ قول شاید آپ کو یاد نہیں رہا کہ "المصدر کالمخنث لایذکر ولا یؤنث" اس کے بعد میں نے کہا کہ موقعہ کی مناسبت سے ایک شعر میں آپ کی نذر کرتا ہوں۔ اس میں بعض الفاظ انگریزی کے بھی ہیں (واضح رہے کہ انگریزی میں واحد مذکر غائب کی ضمیر ہی "he" ہے اور مونث کی ضمیر شی "She" ہے) اب سنئے شعر۔

مذکر کیلئے "ہی"، مؤنث کے لئے "شی" ہے
میرے حضرت مخنث ہیں نہ ہیوں میں نہ شیوں میں

اس شعر پر ڈی ایم صاحب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ اور سارا مجمع باغ و بہار بن گیا۔

لیکن مولوی ارشاد پر ایسی خجالت طاری ہوئی کہ اس کا اثر اخیر تک باقی رہا۔ حفظ الایمان کی کفری عبارت پر جو بحث شروع ہوئی تو وہ پسینہ پسینہ ہوگئے۔ میرے الزامات کا کوئی معقول جواب ان کے پاس نہیں تھا۔ جب وہ بالکل تنگ آگئے تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ حفظ الایمان کی عبارت بالکل بے غبار ہے آپ کے اعلیحضرت نے زبردستی اس کے اندر کفر کے معنیٰ پیدا کئے ہیں۔ اگر وہ عبارت بے غبار نہ ہوتی تو حرمین طیبین کے مفتیان کرام نے اسے صحیح کیوں کہا ہوتا۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکے تو میں کھڑا ہوا اور انہیں للکارتے ہوئے کہا کہ آپ نے حفظ الایمان کے بارے میں علماء حرمین طیبین کا تذکرہ کر کے مجھے مجبور کر دیا کہ میں آپ کی کتاب المہند کے حوالہ سے آپ حضرات کی عیاریوں کا پردہ چاک کر دوں۔ سب سے پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ حضرات کی نظر میں اگر حفظ الایمان کی عبارت بے غبار تھی تو آپ کے اکابر نے علماء حرمین طیبین کے سامنے حفظ الایمان کی اصل عبارت کیوں پیش نہیں کی۔ اس میں رد و بدل کیوں کر دیا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں حفظ الایمان بھی ہے اور المہند بھی ہے۔ حفظ الایمان کی اصل عبارت یہ ہے (اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر زید و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی ہے) حفظ الایمان

اور جب حفظ الایمان کی یہ عبارت علماء حرمین طیبین کے سامنے پیش کرنے کی نوبت آئی تو اسے یوں بدل کر پیش کیا گیا۔ اگر بعض علوم غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید و عمر بلکہ ہر بچہ و دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ (المہند)

یہ سوچ کر ہر غیرت مند مسلمان کی آنکھوں میں خون اتر آئے گا کہ اگر حفظ الایمان کی اصل عبارت بے غبار تھی تو ہو بہو اسی عبارت کا ترجمہ علماء حرمین کے سامنے کیوں نہیں پیش کیا گیا۔

آخر علماء دیوبند کو کس جرم کے احساس نے مجبور کیا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں رد و بدل کیا جائے اور تھانوی صاحب کا اصل جملہ (ایسا علم غیب) کاٹ کر یہ جعلی فقرہ "بعض غیب کا علم" رکھ دیا جائے۔ جب کہ اس ترمیم کے بعد وہ حفظ الایمان کی اصل عبارت ہی نہیں رہی۔

میں نے حفظ الایمان کی اصل عبارت اور المہند کی بدلی ہوئی عبارت کا مقابلہ کرتے ہوئے گرجدار آواز میں دیوبندی مناظر کو مخاطب کیا کہ اگر حفظ الایمان کی اصل عبارت بے غبار تھی تو آپ کے اکابر نے یہ عیاری کیوں کی علماء حرمین کے سامنے اسے بدل کر پیش کیا۔ اس عیاری سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کے اکابر کو بھی یقین تھا کہ ان کے سامنے اگر حفظ الایمان کی اصل عبارت پیش کر دی گئی تو ہمارا کفر سب پر عیاں ہو جائے گا۔

اپنی بات پوری کرتے ہوئے میں نے کہا کہ میری تقریر کے بعد مناظرے کا وقت ختم ہو جائے گا اس لئے کل صبح کو آپ پوری تیاری کے ساتھ آئیے گا اور میرے اس الزام کا معقول جواب دیجئے گا کہ آپ کے اکابر نے حفظ الایمان کی عبارت میں یہ عیاری کیوں کی؟ احساس جرم کا اس سے بھی بڑا کوئی ثبوت آپ چاہتے ہوں تو کل کی صبح کا انتظار کیجئے دوسرے دن جب علماء اہلسنت جلسہ گاہ میں پہنچے تو دیوبندی اسٹیج خالی تھا معلوم ہوا کہ مقامی حکومت کے سامنے انہوں نے نقض امن کا اندیشہ ظاہر کر کے فرار کا راستہ اختیار کر لیا۔

کافی دیر تک انتظار کے بعد جب وہ لوگ نہیں آئے تو جلسۂ مناظرہ جلسۂ جشن فتح میں تبدیل ہو گیا۔

پانچواں مناظرہ

بمقام جامع مسجد جھریا ضلع دھنباد بہار

اس مناظرہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس سے قبل جتنے بھی مناظرے ہوئے اس

میں موضوع مناظرہ صرف یہ ہوتا تھا کہ دیوبندی مناظر اپنے اکابر کا مسلمان ہونا ثابت کرے گا لیکن اس مناظرے میں شرائط طے کرتے وقت دیوبندیوں نے اصرار کیا کہ بریلوی مناظر بھی اپنے اکابر کا مسلمان ہونا ثابت کرے گا

اس مناظرے میں اہلسنت کی طرف سے جلسۂ مناظرہ کے صدر حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ تھے اور مناظر کی حیثیت سے حضور مجاہد ملت نے مجھے نامزد فرمایا۔ اور دیوبندیوں کے اسٹیج کے صدر مولوی ارشاد احمد بنائے گئے تھے جب کہ مناظر کی حیثیت سے مولوی طاہر گیاوی کا نام پیش کیا گیا تھا۔

مناظرے کی ابتدائی تقریر میں ہم نے حفظ الایمان کی کفری عبارت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اس عبارت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو رذائل کے علم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا ہے اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور بہ الزام اہانت رسول تھانوی صاحب کافر و مرتد اور خارج اسلام ہیں آپ اگر انھیں مسلمان سمجھتے ہیں تو اس عبارت کا کفر اٹھا کر ان کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔

مولوی طاہر گیاوی نے اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ اس عبارت پر ہمارے اور آپ حضرات کے درمیان بارہا مناظرے ہو چکے ہیں اور ہمارے علماء نے دلائل کے ساتھ اس عبارت کا بے غبار ہونا بار بار ثابت کر کے اپنے اکابر کا اسلام واضح کر دیا ہے اس لئے آج آپ کی باری ہے کہ آپ اپنے اکابر کا مسلمان ہونا ثابت کریں اس کے بعد انھوں نے الملفوظ کے حوالے سے کچھ عبارتیں پیش کر کے کہا کہ ان عبارتوں سے کفر ثابت ہوتا ہے اس لئے آپ صاحب ملفوظ کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔

میں نے اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ سب سے پہلے آپ اپنی یہ حیثیت پہچانیں کہ آپ اپنی جماعت کے نمائندہ اور وکیل ہونے کی حیثیت سے ہمارے مخاطب ہیں اپنی ذاتی حیثیت میں آپ ہمارے قطعاً مخاطب نہیں ہیں اس لئے آپ سب سے پہلے اپنے اکابر کی طرف سے ہمارے خلاف کفر کا فتویٰ دکھلائیے اگر آپ کے اکابر نے ہمارے

خلاف کفر کا فتویٰ صادر نہیں کیا ہے تو ہم سے یہ مطالبہ کرنا کہ ہم اپنا اسلام ثابت کریں اسے جہالت وحماقت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اس کے باوجود فتاویٰ دارالعلوم دیوبند اور تھانوی صاحب کی کتابوں میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ "ہم بریلی والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں انہیں کافر نہیں کہتے ان کے پیچھے ہماری نمازیں ہو جاتی ہیں" بحث کے دوران دیوبندی لٹریچر سے اس طرح کی ساری عبارتیں پڑھ کر سنائی گئیں۔

اب رہ گیا الملفوظ کی عبارتوں پر آپ کا اعتراض تو اس کا جواب ہماری طرف سے آپ لوگوں کو بار بار دیا جا چکا ہے اس کے باوجود اگر واقعی آپ حضرات کے نزدیک ان عبارتوں میں کفر ہے تو آپ کو ہم سے لڑنے کے بجائے اپنے اکابر سے لڑنا چاہئے کہ اتنے کفریات کے باوجود وہ ہمیں مسلمان کیوں سمجھتے ہیں ہمارے پیچھے ان کی نمازیں کیوں کر درست ہیں ہمارے خلاف ان کے اکابر کی طرف سے فتویٰ دکھانے کا بار بار مطالبہ کئے جانے پر دیوبندی مناظر نے ایک کتاب نکالی اور کہا کہ یہ مولانا گنگوہی کی کتاب ہے اس میں انہوں نے آپ کے اعلیحضرت کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے انہوں نے وہ فتویٰ مجمع کے سامنے پڑھ کر سنایا بھی۔ جب حوالے کی عبارت دیکھنے کیلئے ان سے کتاب طلب کی گئی تو انہوں نے کتاب دکھلانے سے انکار کر دیا جو اصول مناظرہ کے بالکل خلاف ہے ان حالات میں اہلسنت کی طرف سے جلسے کے کنٹرولر جناب واجد حسین صاحب رضوی ان کے اسٹیج پر پہنچ گئے اور کتاب دیوبندی مناظر کے ہاتھ سے چھین کر دیکھا کہ کتاب کے اندر الگ سے ایک سفید کاغذ رکھا ہوا ہے اور دیوبندی مناظر اسی کو پڑھ کر سنا رہا ہے۔ واجد حسین رضوی صاحب نے دیوبندی مناظر کی یہ عیاری مکاری اور رچوری کو دونوں فریق کے عوام کے سامنے بھی پیش کر دیا اس کے ردعمل میں ہر طرف سے دیوبندی مناظر پر ایسی تھو تھو ہوئی کہ شرم کے مارے سارے دیوبندیوں کے سر جھک گئے کچھ جذباتی قسم کے دیوبندی نوجوان مولوی طاہر گیاوی کو مسجد کے اندر لے گئے۔

اور وہاں اسے اتنا ذلیل کیا کہ مارے دہشت کے اس نے پیشاب کر دیا۔

اس کے بعد جلسۂ مناظرہ میں ابتری پھیل گئی اور صلاۃ وسلام پر جلسے کا اختتام ہوا۔ اس شرمناک رسوائی سے دیوبندی مولوی اتنے سراسیمہ تھے کہ صلاۃ وسلام کیلئے وہ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے۔

جلسے کے اختتام پر کنٹرولر حضرات کی طرف سے اعلان ہوا کہ مناظرے کی پہلی نشست آج بارہ بجے دن کو ختم کی جاتی ہے اب دوسری نشست اسی مسجد میں بعد نماز عشاء ہوگی جب بعد نماز عشاء علمائے اہلسنت مسجد میں تشریف لائے تو دیوبندی اسٹیج بالکل خالی تھا جب کئی گھنٹے تک انتظار کے بعد دیوبندی مناظرین نہیں آئے تو علمائے اہلسنت تکبیر ورسالت اور فتح مبین زندہ باد کے نعروں کی گونج میں ایک بہت بڑے جلوس کے ساتھ ایک میدان میں تشریف لائے اور وہاں ٹھاٹھے مارتے ہوئے مجمع کو مناظرے کی پوری روداد سنائی گئی جشن فتح کے اس جلسے کو اہلسنت کے جن مشاہیر بزرگوں نے خطاب کیا ان میں صدر جلسۂ مناظرہ حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن صاحب علامہ مفتی رفاقت حسین صاحب، حضرت علامہ اختر رضا خاں الازہری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی، حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی، حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی، حضرت مولانا محمد حسین صاحب سنبھلی، حضرت مولانا شاہ سراج الہدیٰ صاحب گیاوی، حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب چشتی، حضرت مولانا شاہ اسرار الحق صاحب شاہجہانپوری، اور حضرت مولانا ثناء المصطفیٰ صاحب امجدی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

چھٹا مناظرہ

بمقام کٹک اڑیسہ

اس مناظرے کی خصوصیت یہ تھی کہ دیوبندیوں کے مناظر تین بار بدلے گئے۔

Scanned with OKEN Scanner

جب کہ ہر راؤنڈ میں میں اہلسنت کی طرف سے اکیلا مناظر تھا۔ اس مناظرے میں بھی اہلسنت کے صدر مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ تھے۔

پہلے راؤنڈ میں مولوی ارشاد احمد دیوبندیوں کی طرف سے مناظرے کیلئے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں لفظ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف حضرت کہتے ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں اس طرح آپ حضرات نے اپنے مذہبی پیشوا کو حضور سے بھی بڑھا دیا۔

میں نے ان کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ کا یہ الزام بالکل غلط ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف حضرت کہتے ہیں بلکہ جب بھی ہم حضور کا نام لیتے ہیں تو کبھی ہم انہیں سرور کائنات، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے القابات سے یاد کرتے ہیں اور کبھی سلطان کونین، امام الانبیاء، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ سے موسوم کرتے ہیں۔

جن القابات کے ساتھ ہم حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں ان القابات سے ہم ہرگز امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان صاحب کو موسوم نہیں کرتے ہیں۔ یہ آپ کے گستاخ ذہن کی ناپاک جسارت ہے کہ آپ نے لفظ اعلیٰ حضرت کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں سمجھ لیا ہے حالانکہ ہم اعلیٰ حضرت کا لفظ ان کے علمی خانوادے کے درمیان ایک امتیازی لقب کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اگر آپ حضرات کے نزدیک لفظ اعلیٰ حضرت کا استعمال حضور کے مقابلے میں ہے تو آپ سنبھل کر بیٹھ جائیے کہ میں آپ کی متعدد کتابوں کے حوالوں سے آپ کی برادری میں درجنوں اعلیٰ حضرت کی نشاندہی کر رہا ہوں۔

میں نے ان کی کتابوں سے ثابت کیا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حاجی امداد اللہ صاحب چشتی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی

حسین احمد ٹانڈوی، سعودی عرب کے شاہ فیصل اور قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ناموں کے ساتھ جگہ جگہ لفظ اعلیٰحضرت کا استعمال کیا ہے

اس کے بعد میں نے دیوبندی مناظر مولوی ارشاد احمد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ایک اعلیٰحضرت کو تو آپ لوگ برداشت نہیں کر سکے اور اپنے بت خانے میں درجنوں اعلیٰ حضرت آپ حضرات نے سجا رکھے ہیں۔

جب آپ کے یہاں لفظ اعلیٰ حضرت کا استعمال حضور کے مقابلے میں رائج ہے تو اب صاف صاف اقرار کیجئے کہ آپ حضرات نے اپنے علماء کو اعلیٰ حضرت لکھ کر حضور سے بھی بڑھا دیا ہے۔

میری اس تقریر کا جواب دینے کیلئے وہ کھڑے ہوئے تو ان پر ایسی آسیبی کیفیت طاری تھی کہ میرے الزام کا جواب دینے کے بجائے انہوں نے غیر متعلق باتوں میں اپنا سارا وقت ضائع کر دیا۔

جب میری باری آئی تو میں نے انہیں للکارتے ہوئے کہا کہ لفظ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے میں تو آپ بہت بہادر تھے لیکن میرے الزامات کا جواب دینے سے آپ اپنی جان کیوں چرا رہے ہیں۔ ابھی تو میں نے آپ کا وہ دفتر بھی نہیں کھولا ہے۔ جس میں گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں کو آپ حضرات نے یوسف ثانی لکھا ہے۔ تھانوی صاحب کی رسالت و نبوت کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان پر درود بھیجا ہے۔ گنگوہی صاحب کی تربت کو طور سے تشبیہ دے کر انہیں مخاطب کرتے ہوئے۔ رب ارنی۔ کہا ہے۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے لباس میں آپ نے خدا کو چلتا پھرتا دیکھا ہے۔

میرے ان تابڑتوڑ حملوں سے وہ اتنے بدحواس ہو گئے کہ اب ان میں جواب دینے کی سکت باقی نہیں رہی اور مناظرے کا پہلا راؤنڈ ختم ہو گیا۔

دوسرے راؤنڈ میں مولوی طاہر گیاوی دیوبندی مناظر کی حیثیت سے میرے سامنے آئے۔ میں نے اپنی افتتاحی تقریر میں تحذیرالناس کے حوالوں سے دعویٰ کیا کہ

تحذیر الناس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی حضور کو آخری نبی نہیں مانتے ہیں حالانکہ لفظ خاتم النبیین جو قرآن کی آیت کا ایک حصہ ہے لا نبیَّ بعدی کے لفظ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر فرمائی ہے جس کے معنیٰ آخری نبی کے ہوتے ہیں لیکن نانوتوی صاحب اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے لفظ سے حضور کو آخری نبی سمجھنا یہ ناسمجھ لوگوں کا کام ہے۔ معاذ اللہ اس ایک جملے میں انہوں نے حضور پر ناسمجھ ہونے کا بھی الزام عائد کیا اور لا نبی بعدی کا بھی انکار کیا ایک ساتھ انہوں نے دو کفر کا ارتکاب کیا میں نے دیوبندی مناظر کو للکارتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں کفر نانوتوی صاحب کے سر سے آپ اٹھا سکتے ہوں تو اٹھائیے ورنہ اقرار کیجئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح وہ بھی منکر ختم نبوت ہیں کافر ہیں مرتد ہیں۔

اس مناظرے میں دیوبندی کفریات پر اتنی جاندار بحثیں ہوئیں کہ دیوبندی اسٹیج پر سناٹا چھا گیا اگر مناظرے کی روداد چھپ گئی ہوتی تو دیوبندیوں کے کفر پر بہت بڑی دستاویز ثابت ہوتی۔

میری تصنیفات

(۱) تبلیغی جماعت
(۲) جماعت اسلامی
(۳) رسالت محمدی کا عقلی ثبوت
(۴) سیرت پاک پر ایک ولولہ انگیز تقریر
(۵) محمد رسول اللہ قرآن میں
(۶) عصر حاضر کے منکرین رسالت
(۷) زلزلہ
(۸) زیر و زبر
(۹) انوار احمدی
(۱۰) دل کی مراد
(۱۱) عقیدۂ توحید پر عقلی دلائل
(۱۲) جلوۂ حق
(۱۳) شریعت
(۱۴) لسان الفردوس
(۱۵) مصباح القرآن ــــــ پہلا حصہ
(۱۶) مصباح القرآن ــــــ دوسرا حصہ

(۱۷) مصباح القرآن (تیسرا حصہ)
(۱۸) نقش خاتم
(۱۹) عربی گرامر
(۲۰) مطالعۂ دیوبندیت۔ (زیر ترتیب)
(۲۱) فن تفسیر میں امام احمد رضا کا مقام
(۲۲) ایک سفر دہلی سے سہارنپور تک
(۲۳) لالہ زار (زلف و زنجیر)
(۲۴) سرکار کا جسم بے سایہ
(۲۵) خطبۂ صدارت کل ہند مسلم پرسنل لاء کانفرنس
(۲۶) تاریخ فقہ حنفی
(۲۷) تاریخ فن حدیث
(۲۸) حیات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
(۲۹) تفسیر سورۂ فاتحہ
(۳۰) تعزیرات قلم
(۳۱) میری دینی اور جماعتی خدمات
(۳۲) دعوت انصاف
(۳۳) عقیدۂ علم غیب پر قرآنی دلائل

اہلِ سُنّت کے وہ اکابر حضرات جن کی زیارت کا شرف مجھے حاصل ہے

(۱) حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب (بریلی شریف)
(۲) تاجدار اہلسنت حضرت مفتی اعظم ہند (بریلی شریف)
(۳) حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب (علی پور شریف)
(۴) حضرت پیر مانکی شریف
(۵) حضرت پیر قمر الدین سیالوی صاحب (سیال شریف)
(۶) قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی (مدینہ شریف)
(۷) عید الاسلام حضرت مولانا عبد السلام جبلپوری
(۸) حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی
(۹) شیخی و مرشدی حضرت صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی
(۱۰) داعی اسلام حضرت مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی
(۱۱) حضرت محدث اعظم ہند سید محمد صاحب کچھوچھوی

Scanned with OKEN Scanner

(۱۲) حضرت برہان ملت مفتی برہان الحق صاحب جبلپوری
(۱۳) حضرت علامہ دیدار علی صاحب الوری ثم لاہوری
(۱۴) ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری
(۱۵) حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ صاحب مفتی اعظم دہلی
(۱۶) حضرت مولانا احمد یار خان صاحب نعیمی بدایونی (گجرات پاکستان)
(۱۷) حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب (لاہور)
(۱۸) حضرت مولانا ابوالبرکات صاحب (لاہور)
(۱۹) محدث پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب قبلہ
(۲۰) حضرت علامہ شاہ مفتی اجمل صاحب نعیمی

ایک خود نوشت مختصر سوانح

ارشد القادری
جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء
ذاکر نگر نئی دہلی ۲۵

Scanned with OKEN Scanner

سوانح

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ

نام ونسب :۔ عبدالمنان ابن عبدالغنی ابن عبدالرحیم ابن دوست محمد
تاریخ پیدائش :۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء
مولد وموطن :۔ قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ یوپی

مبارکپور اپنے مرکزی مقام اعظم گڑھ سے شمال مشرق میں تقریبًا دس کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اس قصبہ کی بنا ۹۵۰ھ عہد شاہ ہمایوں میں کڑا مانک پور ضلع کے چشتی بزرگ حضرت راجہ مبارک شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قدیم آبادی موسومہ بہ قاسم آباد کے کھنڈر پر قائم کی۔

یہاں پہلے وقتوں سے ہی ہندو اور مسلمانوں کی مخلوط آبادی ہے جس میں تعداد کے لحاظ سے مسلمان زیادہ رہے۔ اور تجارت عام طور سے ہندو ساہوکاروں اور بنیوں کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں میں بھی غالب تعداد بنکروں کی رہی۔ جو اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ ان کے بناتے ہوئے ریشم اور زری کے کپڑے عرب اور یورپ تک جاتے تھے۔

ابتدا سے یہاں کے تمام مسلمان خوش عقیدہ سنی حنفی تھے۔ بقول قاضی اطہر مبارکپوری۔ یہاں نوابان اودھ کے زمانہ میں انہیں کی سعی جدوجہد سے پہلے پہل شیعیت کی شاخ نکلی پھر اسی میں سے دوسری شاخ اسمٰعیلی بوہروں کی پھوٹی۔

اس کے بعد موضع لہرا کے مولوی محمد اسحاق صاحب متوفی ۱۲۳۴ھ کے زمانہ میں غیر مقلدیت کا خروج ہوا۔ مولوی صاحب موصوف غیر مقلد عالم تھے۔ مگر ہمارے

محلہ کے ایک بزرگ حاجی سلامت اللہ صاحب مرحوم کا بیان ہے۔ کہ یہ شافعی عالم تھے اور انہیں کی اجازت سے مبارکپور میں مسجد راجہ مبارک شاہ میں جمعہ قائم ہوا۔ اس سے قبل یہاں کے لوگ بھی گجھرا جمعہ پڑھنے جاتے تھے۔ مولوی محمد اسحاق صاحب یہاں کے مسلمانوں کو حنفی مذہب کے موافق مسائل بتاتے تھے۔ اور کہتے تھے شافعی مذہب پر عمل آپ لوگوں کیلئے سخت مشکل ہے۔ فی الواقع اس مذہب میں بڑی پابندی ہے۔

ان دونوں روایتوں میں یوں تطبیق ممکن ہے کہ غیر مقلدین کے بہت سے مسائل شوافع کے موافق ہیں اس لئے یہاں کے مسلمانوں نے انہیں شافعی سمجھا ہو اور خود مولوی محمد اسحاق صاحب احناف کے بارے میں اس قدر تشدد نہ رہے ہوں جتنے آجکل کے غیر مقلد صاحبان ہیں۔

سب سے اخیر میں یہاں دیوبندی مکتبہ فکر کی نمود ہوئی۔ جو مولوی محمود صاحب پورہ معروف (ضلع مئو) کی دین ہے۔ وہ یہاں کے سنی مدرسہ مصباح العلوم ۱۳۱۷ھ میں مدرس اول ہو کر آئے تھے۔ اور آہستہ آہستہ کچھ لوگوں کو اپنا ہم خیال کر لیا تھا۔

اعظم گڈھ گزیٹر کے انگریز وقائع نویس نے یہاں کے مسلمانوں کو "جذباتی" تحریر کیا ہے۔ اور جناب سید سلیمان صاحب ندوی نے حیات شبلی میں صرف یہ لکھا ہے "محمد آباد کے نزدیک مبارکپور نام کا ایک بڑا قصبہ ہے۔ جو پرانے زمانہ سے پارچہ بافی کا مرکز ہے"۔ اعظم گڈھ اور محمد آباد کے تقریباً وسط میں مبارکپور واقع ہے۔

جناب مولوی مکرم صاحب عباسی چریا کوٹی نے اپنی قلمی تصنیف دہ بند میں تھوڑی تفصیل دی ہے

مبارکپور میں پانچہزار کارخانہ ہائے نورباف ہیں۔ ہر ہر محلہ میں مسجدیں موجود ہیں۔ پانچوں وقت جماعتیں نماز کی دھوم دھام سے ہوتی ہیں۔ اہل محلہ سب کاروبار چھوڑ کے واسطے تحصیل فضیلت جماعت کے مسجد میں آتے ہیں۔

فقراء، درویش، ملے مسافر، غریب الوطن مساکین، مرثیہ خواں۔ زیادہ تر یہاں وارد ہوتے ہیں اور مبلغ معتد بہ پاتے جاتے ہیں۔

فی تھان کسی قدر زکوٰۃ کے طور پر نکال کر ایک خزانہ میں کہ موسوم بہ الگ کر لیا ہے۔ جدا دھرتے ہیں۔ جس سے ہمیشہ پیسہ ایک مقدار کثیر میں موجود رہتا ہے اور اسے مصارف خیر میں صرف کرتے ہیں۔ اکثر باثروت اور صاحب مال ہیں۔

گلبدن سوتی پہلے یہیں بنایا گیا۔ اور ابتک یہاں کا سا۔ اور ارزان اور جگہ نہیں بنایا گیا۔ بالفعل شروع و سنگی، و اصناف پارچہائے، سادہ و رنگین یہاں سے بہتر نہیں بنایا جاتا ہے اور بکفایت تمام ہاتھ آتا ہے۔

غلہ بازاروں میں بہ افراط آتا ہے کہ بڑے بڑے شہروں کا گولا اسکا رشک کھاتا ہے

(دہ بندصد ۳ مصنفہ ۱۲۹۲ھ)

کچھ خاندانی حالات

ہمارا گھرانہ مجموعی طور سے ایک دیندار گھرانہ تھا۔ دادا عبدالرحیم علیہ الرحمہ وفات ۱۳۲۹ھ نہ صرف صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ بلکہ وہ ایک ذاکر و شاغل بزرگ تھے۔ بربل گنج ضلع گورکھپور کے ایک صاحب کرامت بزرگ حضرت چمن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گدی نشین شاہ امان اللہ شاہ کے واسطے سے سلسلہ قادریہ میں منسلک تھے۔ اوراد و وظائف اور دعاء و تعویذ میں ان کو کافی دخل تھا۔

مذہبی تصلب بھی ان میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ ان کے زمانہ میں مبارکپور میں سنی دیوبندی اختلاف ظاہر ہو چکا تھا۔ محلہ کی مسجد میں محلہ کے مالدار اور ذی اثر فرد حاجی عباد اللہ کرہست امام تھے۔ چونکہ وہ مسلکاً دیوبندی تھے۔ اس لئے آپ نے کبھی ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی۔ محلہ کے دیگر حضرات اس وقت کی ہوا میں بہہ گئے تھے۔ لیکن آپ مسجد میں ہی عام جماعت کے بعد اپنی نماز علیحدہ پڑھتے تھے۔

ان کے دعاء و تعویذ کے بستہ میں ذاکر الشہادتین کا ایک بے نام قلمی رسالہ ہے جو فارسی زبان میں ہے۔ اس زمانہ میں جب قصبہ میں تعزیہ داری کا زور تھا۔ ہمارا گھر اس سے پاک تھا۔ محرم کی دسویں تاریخ کو ایصال ثواب کیلئے مالیدہ بنتا تھا۔ مگر چوک اور تعزیہ کے لیجانے کی سخت ممانعت تھی۔ فاتحہ گھر میں ہی ہوتا تھا۔

میرے والد عبدالغنی صاحب علیہ الرحمہ نے جو کچھ تعلیم پائی میاں جی امیر علی صاحب محلہ پورہ خضر کے گھر یلو مدرسے میں پائی۔ وہ قرآن شریف ناظرہ کے بعد اردو اور فارسی بھی پڑھاتے تھے۔ مگر فارسی پڑھانے کا یہ مطلب تھا کہ وہ کتاب کی عبارت زبانی یاد کرا دیتے تھے۔ ترجمہ یا مطلب سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ والد صاحب بھی ایسے ہی فارسی داں تھے۔ اردو البتہ پڑھ بھی لیتے تھے اور لکھ بھی لیتے تھے ان کے پاس اردو و فارسی کی دینی مذہبی اور ادبی نظم و نثر کی پچاسوں کتابوں کا ذاتی مجموعہ تھا۔ اردو کتابوں کو اکثر وہ مطالعہ میں رکھتے تھے۔ ان کے پاس یادداشت کی کاپیاں بھی تھیں۔ جن میں اہم اور ضرورت کی باتیں نوٹ کرتے رہتے تھے۔ گجرات میں زیادہ دنوں تک رہنے کی وجہ سے انہیں گجراتی زبان لکھنے اور پڑھنے کی بھی سدھ بدھ تھی۔

ان میں بھی مذہبیت اور دینداری کا غلبہ تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اوراد و وظائف کے عادی، حرام و حلال کی سخت احتیاط رکھتے تھے۔ اور کمزوروں اور ضرورتمندوں کی اعانت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

تصلب فی الدین ان میں بھی بدرجۂ اتم موجود تھا۔ گجرات کے شہر سورت میں حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان کچھوچھوی کا آنا جانا بہت تھا والد صاحب ان دونوں بزرگوں سے بہت متأثر اور ان کے معتقد تھے۔ ان کی کتابوں کے مجموعہ میں اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی حسام الحرمین کا گجراتی حاملِ متن ترجمہ اور ایک دوسری گجراتی کتاب بھی تھی۔

چونکہ شروع ہی سے انہیں اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا خیال تھا۔ اس لئے کتابوں کے مجموعہ میں بوستاں سعدی کا ایک اچھا نسخہ اور پنج گنج و زبدہ کا ایک نسخہ بھی تھا جب ضرورت پڑی تو میں نے ان دونوں کتابوں کو پڑھا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ وجزاہم خیر الجزاء۔

Scanned with OKEN Scanner

تعلیم و تربیت ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں جب میری عمر پانچ یا چھ سال کی ہوئی۔ قاعدہ بغدادی لے کر میں اشرفیہ میں داخل ہوا۔ اور سولہ سترہ سال بعد ۱۳۶۶ھ میں درس نظامیہ کی تعلیم مکمل کر کے فراغت حاصل کی۔ اول و آخر میری ساری تعلیم اشرفیہ کی دین ہے میرے داخلہ کے وقت مدرسہ کی ایک دو منزلہ نیم پختہ سفالہ پوش ذاتی عمارت محلہ پرانی بستی میں تھی۔ جس کے پچھم رخ صدر دروازہ پر تارکول سے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم لکھا تھا۔ اور ابھی میں پرائمری درجات میں ہی تھا کہ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری مبارکپور میں ہوئی اور انھیں کی تحریک اور کوشش سے قصبہ کے مرکزی مقام گولہ بازار میں اس کی دو منزلہ وسیع و عریض عمارت تعمیر ہوئی۔ اور اس کے صدر دروازہ پر دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کندہ ہوا جو بعد میں کثرِ استعمال سے دار العلوم اشرفیہ ہو گیا اور اس کا تاریخی نام باغ فردوس تجویز ہوا۔

تقریباً آٹھ نو سال کے بعد اشرفیہ میں میری واپسی بصورت ملازمت ہوئی اور مسلسل اُنتیس سال ادارہ کی خدمت میں عمر کا قیمتی حصہ صرف کیا۔ اور سفر و حضر ہر جگہ حضور حافظ ملت مولانا الشاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کفش برداری اور غلامی کو اپنی سعادت اور فخر سمجھا۔ اسی دوران ادارہ دار العلوم سے جامعہ بنا۔ اور نہایت وسیع بنیادوں پر ایک علم و حکمت کے شہر کی داغ بیل پڑی اور دنیا کے ایک بڑے حصہ میں مبارکپور کا نام روشن ہوا۔

اب لگ بھگ دس سال سے حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا الشاہ محمد امجد علی صاحب قدس سرہ العزیز کے وطن قصبہ گھوسی میں انہیں کی سنگ بنیاد رکھے ہوئے دار العلوم شمس العلوم میں افتاء اور درس حدیث کی خدمت پر مامور ہوں۔ دعا ہے کہ اسی راہ میں مولیٰ تعالیٰ میرا خاتمہ بھی بالخیر فرمائے آمین۔

اساتذہ اور درسی کتابیں (۱) قواعد بغدادی اور قرآن شریف کے ابتدائی پارے جناب صوفی عبد الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور "پرانی بستی"، خلیفہ شاہ علی حسین صاحب اشرفی

میاں رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔

② قرآن شریف ناظرہ جناب حافظ عبدالغفور صاحب علیہ الرحمہ پورصوفی سے مکمل کیا۔

③ پرائمری درجۂ اول منشی جواد علی خانصاحب پرانی بستی سے پڑھا۔

④ ” ” دوم ” ممتاز احمد صاحب محلہ املو سے حاصل کیا۔

⑤ فارسی کی تمام نصابی کتابیں اور کچھ ابتدائی عربی کتابیں بھی حضرت مولینا سید شمس الحق صاحب گجہڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

⑥ مولوی مولانا ظفر علی صاحب بلیاوی ثم پاکستانی سے فصول اکبری کے چند اوراق پڑھے

⑦ حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب گھوسوی علیہ الرحمہ سے ہدایۃ النحو، شرح تہذیب اور تجوید کی متعدد کتابیں پڑھیں۔

⑧ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب علیہ الرحمہ مئوی۔ شرح وقایہ، کافیہ، شرح جامی بحث فعل مقامات بدیع، مقامات حریری، مختصر المعانی، اصول الشاشی، حسامی اور قطبی تصورات کے استاذ ہیں۔

⑨ حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف صاحب بلیاوی نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ و مؤسس سنی دار الاشاعت "قطبی تصورات مع المیر، میر زاہد، ملا جلال، تشریح الافلاک، میبذی۔ اور افتاء سیکھا۔

⑩ حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب بھاگلپوری رحمۃ اللہ علیہ سے قطبی کے چند اوراق بطور مطالعہ۔ اور ہدیہ سعیدیہ پڑھی

⑪ حضرت مولانا عبد المصطفےٰ صاحب اعظمی گھوسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ اولین، چند اوراق مشکوٰۃ شریف، میر زاہد رسالہ حکمۃ العین کا ایک مسئلہ سمجھا۔

⑫ حضرت مولانا عبد المصطفےٰ صاحب ازہری شاہزادہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہما نے ہدایہ آخرین۔ طحاوی شریف، مسلم شریف، سبعہ معلقہ، دیوان متنبی حماسہ کے چند ابواب، مطول، بیضاوی شریف، اور انشاء مشق کی۔

(۱۳) استاذ العلماء حافظ ملت حضرت مولانا الحافظ الشاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان ومرشد گرامی سے شرح جامی بحث اسم نور الانوار، توضیح تلویح، مسلم الثبوت، ملا حسن، حمد اللہ، قاضی مبارک، صدرا، جلالین شریف، مدارک التنزیل، مشکوٰۃ شریف مکمل، ترمذی شریف بخاری شریف پڑھی۔

مبارکپور کے دو اور بزرگ ہیں جن سے رمضان شریف کی چھٹیوں میں فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ حضرت مولانا نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد مبارک شاہ اور مولانا محمد حاتم صاحب محلہ پورہ رانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حسن اتفاق میں نے جب پرائمری درجۂ اول کی کتاب مصباح المکاتب کا امتحان دیا تو اس وقت بھی میرے ممتحن حضور محدث اعظم سید محمد صاحب قبلہ کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔ آپ نے مصباح المکاتب کی پہلی سطر پڑھوائی، اللہ پاک ہے، بے عیب ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں نے صحیح پڑھ دیا بس امتحان ہو گیا۔ اور سب سے آخری کتاب بخاری شریف کا امتحان دینا ہوا تب بھی حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ ممتحنین میں تھے اور بخاری و مسلم کی آخری حدیثیں حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مصنف بہار شریعت نے پڑھا کر صحیحین کا درس ختم کیا۔

اور فرمایا جس طرح ہمارے اساتذہ نے کتب صحاح احادیث اور دیگر کتب حدیث کی روایت و تدریس کی اجازت دی میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ احادیث کی روایت کرو پڑھو اور پڑھاؤ۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

بخاری شریف کے امتحان میں حضرت بابرکت محدث پاکستان مولانا سردار احمد صاحب بھی ممتحن تھے بلکہ سوالات انہوں نے ہی کئے اور نمبر بھی انہوں نے ہی دیئے۔ اور مندرجہ ذیل تاثراتی نوٹ بھی تحریر فرمایا۔

"کل فقیر مصباح العلوم اشرفیہ میں جلسۂ دستار بندی کے سلسلہ میں حاضر ہوا۔

حضرت فیض درجت عمدۃ المتکلمین فخر المحدثین حضرت سید محمد صاحب کچھوچھوی قبلہ زید مجدہم کے اشاروں سے ان کی موجودگی میں دورۂ حدیث کا امتحان لیا۔ طلبہ نے بہت اچھا امتحان دیا۔ اس قدر اچھا امتحان اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ان کے استاذ فاضل اجل مولانا مولوی حافظ عبدالعزیز صاحب صدر المدرسین اور دیگر اساتذہ نے جانفشانی سے پڑھایا۔ دورۂ حدیث کے ایسے طلبہ جو امسال فارغ التحصیل ہو رہے ہیں۔ پنجاب و ہند کے دیگر مدارس عربیہ میں کمیاب ہیں بلکہ مدرسین و معلمین کی قابلیت کے لحاظ سے اور طلبہ کی کثرت و ہجوم کے اعتبار سے، اور تعلیم کے نظم و نسق کی حیثیت سے اور مصباح العلوم کی تنظیم و تنسیق کی ادا سے اس دار العلوم کو پنجاب و ہند کا واحد دار العلوم کہا جائے تو بجا ہے۔ اس وقت دار العلوم اپنی نظیر خود آپ ہی ہے۔ مولا عزوجل اس دار العلوم کو مزید عروج و ترقی عطا فرمائے۔ اور اس سرچشمۂ ہدایت و بحر اشاعت سے عالم کو متمتع فرمائے۔ آمین

فقیر محمد سردار احمد غفرلہ منظر اسلام بریلی شریف۔

۲۴ رجمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ

مشاغل حیات اپنی فراغت کے سال ہی شوال ۱۳۶۶ھ میں اپنے ایک ساتھی مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم محلہ پورہ صوفی مبارکپور کی سعی سے محلہ پرانا گورکھپور شہر گورکھپور کے مدرسہ ضیاء الاسلام میں بعہدۂ صدر مدرسی ایک سال تک ملازم رہا۔ وہاں درس نظامی کی متوسطات اور درس عالیہ الٰہ آباد بورڈ کے درجۂ کامل جیسے چہار مقالہ نظامی عروضی، دفتر ابوالفضل، قصائد خاقانی، جغرافیہ طبعی وغیرہ زیر تدریس رہیں۔

مولانا سردار علی عرف عزو میاں بریلوی مرحوم بھی کچھ دنوں ساتھ رہے وہاں مولانا مرحوم کے تعویذوں کا بڑا زور رہا۔ خلقت کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ اور مولانا کا زیادہ وقت

Scanned with OKEN Scanner

اسی میں صرف ہوتا تھا۔

سال بھر بعد وہاں سے علیحدہ ہو کر گھر رہا۔ شوال ۱۳٦۸ھ میں میرے ہم وطن اور رفیق مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم مبارکپوری کے مشورہ سے تلشی پور ضلع گونڈہ کے مدرسہ اہلسنت انوار العلوم قائم کردہ حضرت مولانا عتیق الرحمن خانصاحب بستوی علیہ الرحمہ میں ملازمت اختیار کی اور ساتھی ہونے کی وجہ سے مولانا محمد شفیع صاحب کی تنخواہ میں کچھ اضافہ کر کے برابر کر دی گئی اور عہدہ میں بھی صدارت اور نیابت کی کوئی تفریق قائم نہیں کی گئی۔ جب میں وہاں گیا تو تعلیم صرف کافیہ تک تھی جس میں ترقی ہو کر معیار تعلیم مدارک شریف اور ملا حسن تک اونچا ہوا۔ مدرسہ کے تعمیری اور تبلیغی شعبوں میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اور مدرسہ فی الحقیقت دار العلوم ہو گیا۔ اس علاقہ میں پہلے سے ہی غیر مقلدین کا بڑا زور تھا۔ ادارہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ مذہب حق اہلسنت وجماعت کو بھی غیر معمولی فروغ ہوا۔ اس وقت وہاں تین مصباحی جمع ہو گئے۔ (فقیر، مولانا اور مولانا حافظ قاری رحمت اللہ صاحب ادروی) وقت بہت اچھا گذرا۔ بلکہ وہ یادگار دن تھے۔

تقریبًا آٹھ نو سال کے بعد اشرفیہ میں پھر میری واپسی بصورت تدریس ہوئی ۱۳۷۵ھ مولانا غلام جیلانی صاحب گھوسوی کے اشرفیہ چھوڑنے کے بعد انکی جگہ حضور حافظ ملت اور دیگر احباب کے مشورہ سے درجۂ عالیہ کے سربراہ کی حیثیت سے میرا تقرر ہوا۔

۱۳۷٦ھ میں دار العلوم کے شعبۂ افتاء کا قیام ہوا اور اس کی ذمہ داری بھی فقیر کے سر ہی ڈالی گئی۔ کمیٹی کے ریزولیشن میں تصریح تھی۔ یہ تھے کہ عبد المنان درجۂ عالیہ کے سربراہ اور دار الافتاء کے مفتی مقرر ہوتے۔

۱۳۹۲ھ میں مبارکپور اور اس کے مضافات کے جملہ مسلمانوں کی متفقہ رائے سے دار العلوم اشرفیہ کی سربراہی کیلئے حضور حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرادآبادی کا انتخاب ہوا تو محکمۂ تعلیم کے اس قانون کی وجہ سے کہ ادارہ کا کوئی عہدہ دار

پیڈ ملازم نہیں ہو سکتا۔ حضرت حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عہدۂ صدر المدرسین سے استعفیٰ دے دیا۔ اور حضرت شمس العلماء قاضی شمس الدین صاحب جونپوری کو صدر المدرسین مقرر کیا گیا۔ ادارہ سے ان کی علیحدگی کے بعد کسی موزوں صدر المدرسین کی بہت تلاش ہوئی۔ ناکامی کے بعد حضور حافظ ملت نے مجھ سے فرمایا۔ آپ کیوں نہیں اس عہدہ کو قبول کر لیتے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور آپ کی زندگی میں آپ کی جگہ بیٹھنے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ کام تو سارا ہو ہی رہا ہے۔ آپ اعزازی طور پر عہدہ کے دستخط کر دیا کریں۔ اور کام یوں ہی چلتا رہا۔

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا۔ اور صدر المدرسین کی تلاش بدستور جاری رہی آخر ناکامی کے بعد ذمہ داروں نے مجھے صدر المدرسین کے عہدہ پر بحال کیا (اس وقت تک دار العلوم الجامعۃ الاشرفیہ بن چکا تھا)

عہدۂ صدارت سے قبل ۱۷ سال اور اس کے بعد بارہ سال تک مسلسل ۲۹ سال تک ادارہ کی خدمت کی بر زمانۂ صدر مدرسی جامعہ کا نیا نصاب تقرر ہوا۔ اور درجۂ تخصص کا اضافہ ہوا۔ معادلۃ الاسناد کی غرض سے درجات کی تقسیم اور ڈگریوں کا تعین ہوا۔ امتحان کے قواعد و ضوابط بنے۔ اور داخلہ خارجہ تعلیم و طلبہ کیلئے دستور و اصول منضبط ہوئے جن کے نتیجے لکھنؤ اور بنارس یونیورسٹیوں میں یہاں کے طلبہ کے داخلہ میں آسانی ہوئی۔ اور بہار میں بھی یہاں کی سند تسلیم کی جانے لگی۔ اور اسی دور میں ادارہ میں مجالس فقہیہ کی ابتداء ہوئی۔ اور ادارہ کا کتب خانہ باقاعدہ اور منضبط ہوا

اب ۱۴۰۸ھ سے حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا الشاہ محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وطن مالوف میں انھیں کی سنگ بنیاد رکھے ہوئے دار العلوم شمس العلوم میں گوشۂ عافیت نصیب ہے۔ اور درس حدیث کی تعلیم اور خدمت افتاء متعلق ہے۔ دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ دینی مشاغل میں ہی میرا انجام بخیر کرے آمین

قرطاس وقلم کا شوق

بچپن سے ہی مجھے قصے اور کہانیوں کا بڑا شوق تھا۔ اسی لالچ میں میں اپنے بچپن میں بھی بڑوں، بوڑھوں اور بزرگوں کی مجلس میں بیٹھتا تھا اور ہم جولیوں کے ساتھ کم کھیلتا تھا۔ پڑھنے لکھنے کے بعد پتہ چلا کہ میرا یہ طرز عمل درست تھا۔ کیوں کہ ہم عمروں کا تو میری ہی طرح یہ حال تھا کہ "او خویشتن گم است کرا رہبری کند"، وہ خود ہی بے خبر ہے مجھے رستہ کیا بتائیں گے۔

جب کچھ پڑھنے لکھنے کی سدھ بدھ ہوئی تو اس شوق میں اور اضافہ ہوا گھر میں والد صاحب کی جو کتابیں تھیں ان سے شوق پورا کرتا۔ اور دوسروں کے ہاتھ میں کوئی کتاب دیکھتا تو اسے بھی دیکھنے لگتا۔

حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ مبارکپور آئے اور جلسوں کا سلسلہ شروع ہوا ان جلسوں میں عام طور سے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیں زیادہ پڑھی جاتی تھیں۔ ان میں کچھ ایسی دل آویزی تھی کہ ان پڑھ اور پڑھے لکھے، سمجھدار اور ناسمجھ سب کا سر ہل جاتا تھا۔ انھیں مؤخر الذکر لوگوں میں میں بھی تھا کہ سمجھتا کم تھا مگر سننے میں مزہ آتا تھا۔ اتفاق سے حدائق بخشش کا ایک نسخہ میرے ایک ہم سبق کے پاس ملا جو اس کے دادا کا رکھا ہوا تھا۔ کاغذ اس کا معمولی سرخ اور پیلے اور ہرے رنگ کا تھا۔ لکھائی چھپائی عمدہ تھی۔ اور اس پر جگہ جگہ حاشیہ بھی چڑھا تھا۔ اسوقت اس کا معتد بہ حصہ میں نے نقل کر لیا تھا۔

جب فارسی پڑھ رہا تھا تو ایک صاحب نے مجھ سے اردو پڑھنے کی خواہش ظاہر کی اگرچہ استاذ و شاگرد کی عمر میں بڑا تفاوت تھا۔ لیکن میں نے منظور کر لیا۔ ان کے والد تاریخی ناولوں کے بڑے دلدادہ تھے۔ جو کتاب بازار میں آتی اسے خرید لیتے۔ رات میں ایسے ہی شائقین کی نشست ان کے یہاں ہوتی۔ اور انہیں میں سے ایک خواندہ آدمی اس کو پڑھتا۔ اس لئے ان کے گھر اسلامی تاریخی ناولوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا۔ ان صاحب کو تو اردو سیکھنے کی توفیق کم ہی ہوئی۔ میں نے البتہ ان کی کتابوں سے خوب فائدہ اٹھایا

Scanned with OKEN Scanner

دوپہر کی چھٹی میں روزانہ ان کے گھر جاتا اور وہ کتابیں پڑھتا رہتا۔ عرصہ تک میرا یہ مشغلہ جاری رہا

درس نظامیہ کی تعلیم کے ابتدائی سالوں سے ہی میں اشرفیہ کے طلبہ کی لائبریری اشرفی دارالمطالعہ کا لائبریرین رہا۔ اس کے نتیجہ میں مجھے پڑھنے کیلئے کتابوں کا وافر ذخیرہ ملا۔ اور موضوع میں بھی وسعت ہوگئی۔ ہر قسم کے رسائل اور کتابیں مطالعہ میں آئیں۔ اور میں اس قابل ہوگیا کہ لائبریری میں آنے والوں کو ان کی مطلوبہ کتابوں کے مواد اور اسکی خوبی یا خرابی بتاتا۔ اور انہیں کتابوں کے انتخاب میں مدد دیتا۔

اس سے لاشعوری طور پر مجھے یہ فائدہ ہوا۔ کہ میرے ذہن میں الفاظ کا قابل ذکر ذخیرہ جمع ہوگیا۔ مختلف جملوں کی ترکیب اسلوب بیان اور مافی الضمیر کی ادائیگی پر قدرت حاصل ہوئی۔ جس کا علم مجھے بعد میں ہوا کہ "نئے چراغ جلانے کیلئے پرانے چراغ سے اکتساب ضروری ہے۔

گلستاں سعدی پڑھنے کے زمانے میں اس کا ایک باب نقل کیا۔ کہ بعد میں توفیق ہوئی تو اس کا ترجمہ نقل کریں گے۔ نحو میر پڑھنے کے وقت پوری کتاب کا ترجمہ کیا اور اسے والد کے پاس جو اس وقت سورت میں تھے بھیجا کہ میں اس وقت یہ کتاب پڑھ رہا ہوں۔

دروس الادب پڑھنا ہوا تو اس کا کوئی فاضل نسخہ مدرسہ میں نہیں تھا۔ تو پوری کتاب نقل کر کے پڑھی۔ اس وقت ایک صاحب کے پاس خطبہ مدراس تھی میں نے وہ کتاب بھی پوری نقل کی حالانکہ مجھے اس وقت وعظ اور تقریر سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

ان ساری تفصیلات کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت ہمارے نصاب میں انشاء اور مضمون نگاری کا کوئی گھنٹہ نہ تھا۔ نہ بطور کورس کے یہ مضمون پڑھایا جاتا تھا۔ پس اس سلسلہ میں جو کچھ ہوا سب لاشعوری طور پر بے قصد و ارادہ ہوا۔ اور اسی سے میرے اندر تحریر کا شعور بیدار ہوا۔

Scanned with OKEN Scanner

غالباً ۱۳۶۲ھ میں جب میں جلالین شریف پڑھ رہا تھا۔ طلبہ کی لائبریری میں کئی اخبار آتے تھے۔ رامپور سے حضرت فضل حسن صابری مرحوم و مغفور کی ادارت میں دبدبۂ سکندری نام کا ایک ہفتہ وار اخبار شائع ہوتا تھا۔

رجب شریف کے موقع پر معراج شریف کے عنوان سے ایک مضمون اپنے مخلص دوست عالی جناب قاری محمد یحییٰ صاحب کے نام سے بھیجا اور دبدبۂ سکندری میں شائع ہوگیا۔ اشاعت سے قبل کسی سے اصلاح نہیں لی تھی۔ مضمون چھپ کر آیا تو حضور حافظ ملت کو پڑھ کر سنایا۔ آپ بے حد مسرور ہوئے اور ایک روپیہ انعام میں دیا۔ اسی دوران میرے کئی مضمون دبدبۂ سکندری میں شائع ہوتے۔ جس میں ایک مضمون کا عنوان کربلا کی ضرورت تھا۔ جو کافی مقبول ہوا۔ اور بعد میں کئی اخبار و رسائل میں شائع ہوا

حضرت تاج الفحول مولانا ہدایت رسول لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد میں مولانا محمد عمر صاحب علیہ الرحمہ تھے جو لکھنؤ سے ہی ایک دینی پرچہ شائع کرتے تھے۔ ان کے تقاضہ پر ایک مضمون "فلسفۂ شہادت" انہوں نے اپنے ماہنامہ میں شائع کیا۔ اس سے لکھنؤ کے شیعہ پریس والوں نے محرم کے موقع پر اپنے مشن کی طرف سے شائع کیا۔ پھر دو تین سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ الغرض ادارہ میں طلبہ، ان کی انجمن اہلسنت و اشرفی دارالمطالعہ۔ اور خود ادارہ کی تحریری ضرورتوں میں ہاتھ بٹاتا رہا اور تعلیم کے ساتھ ساتھ مشق سخن کا مشغلہ بھی جاری رہا۔

فراغت کے بعد ایک سال تک گورکھپور میں بسلسلۂ ملازمت رہا۔ مدرسہ کے سکریٹری جناب حافظ نیاز احمد اشرفی مرحوم کے مشورہ سے ایک چار ورقی رسالہ بنام "الضیاء" ہر ماہ شائع کرنا شروع کیا۔ مضامین عموماً فقیر کے ہی ہوتے۔ اور مصارف میں ہم دونوں شریک ہوتے۔ اشاعت اس کی مفت ہوتی تھی۔ اس میں شائع ہونے والے ایک طویل مضمون کو اس وقت بہت پسند کیا گیا۔ کئی پرچوں میں شائع ہوا۔ اور مبارکپور کی ایک

دینی انجمن نے اسے مستقل رسالہ کی شکل میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔ عنوان اس کا اسلام کا چوتھا رکن تھا۔

تلسی پور پہنچا تو وہاں ایک غیر مقلد مولوی عبدالرؤف جھنڈے نگری، اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب بستوی مرحوم بانی دارالعلوم انوارالعلوم تلسی پور میں مسئلہ حاضر وناظر پر تحریری تبادلہ ہو رہا تھا۔ جھنڈے نگری صاحب کی طرف سے رسالہ تردید حاضر وناظر،، شائع ہوا تھا۔ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب نے اس کے جواب کی ذمہ داری میرے سر ڈالی۔ فقیر نے الشاہد کے نام سے اس کا جواب لکھا۔ جو اس وقت شائع ہوا جب میں مبارکپور آگیا۔ اس رسالہ کی تردید بستی کے کسی رئیس آزاد صاحب نے "ابطال شواہد الشاہد،، شائع کی۔

جب "الشاہد کے دوسرے اڈیشن کی باری آئی۔ تو لامحالہ دھیان ابطال کی طرف بھی ۔ اس طرح اب وہ ایک مبسوط رسالہ ہو گیا ہے جسے حق اکاڈمی مبارکپور نے شائع کیا ہے۔

تلسی پور کے ہی دوران قیام خطیب مشرق حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی نے بمبئی سے پاسبان شائع کرنا چاہا اور کچھ لکھنے کی فرمائش کی تو اس کے سب سے پہلے رسالہ میں فقیر کا مضمون "حدیث شب،، کے عنوان سے شائع ہوا۔ پھر عرصہ تک اس میں ماہ بماہ لکھتے رہے اور مولانا مرحوم نے فقیر کا نام رفقائے ادارہ میں شائع کرتے رہے۔

مبارکپور آنے کے بعد دوسرے ہی سال سے میری مصروفیات میں افتاء کا اضافہ ہوا۔ اس لئے اس زمانہ کی زیادہ تحریریں سوال وجواب کے روپ میں ہیں۔ بدعت کے سلسلہ میں ایک جواب جو ذرا طویل ہو گیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب مصباحی مرحوم نے رسالہ فیض الرسول براؤں شریف میں شائع کی اس کو مولانا مقبول صاحب الہ آبادی نے مکتبہ حبیبیہ الہ آباد سے رسالہ کی صورت میں شائع کرایا۔ اور اس کا یہ نام بھی انہوں نے ہی تجویز کیا ہے "بدعت کیا ہے،،

Scanned with OKEN Scanner

اسی طرح قبر کی اونچائی، اور مسجد میں نماز جنازہ پر بھی طویل تحریریں ہو گئی ہیں جو فیض الرسول میں شائع ہوئیں۔

برجو نالہ کلکتہ کے آس پاس ایک جاہل ریٹائر پولیس مین گمرہی پھیلا رہا تھا اور عامۃ المسلمین میں بڑی سورش پھیل رہی تھی۔ برجو نالہ کے رئیس جناب مقبول احمد انصاری نے اس کے بارے میں ایک استفتاء کیا۔ جس کے جواب میں "ازالۃ اوہام" کے نام سے ایک رسالہ تیار ہو گیا۔ جسے مبارکپور کی ایک اسلامی انجمن نے شائع کیا۔ اور اس کی کئی سو کاپیاں سورش زدہ علاقہ میں تقسیم کی گئیں۔ اور جناب مقبول احمد صاحب نے بھی پوری جد و جہد کی جس کے نتیجہ میں وہ فتنہ بھی وہاں سے دفع ہوا۔ فالحمد لہ تعالیٰ

مبارکپور میں ایک بار پالن حقانی کا گذر ہوا۔ اور اس نے ندائے یارسول اللہ کے موضوع پر ایک نہایت دل آزار تقریر کی۔ جس سے طبقۂ اہلسنت وجماعت میں بڑی بے چینی پھیلی۔ محلہ سریاں کے سنیوں نے اس کے خلاف جلسہ کیا جس میں بڑا کثیر مجمع ہوا۔ بیان کا موضوع "ندائے یارسول اللہ" ہی تھا جس سے طبقۂ اہلسنت وجماعت کی ساری بیچینی دور ہو گئی۔ اور دیوبندی مولوی صاحبان کو یہ معذرت کرنی پڑی کہ ہمارے علماء نے بھی نعرۂ یارسول اللہ کو مطلقاً حرام نہیں کہا ہے۔ اس تقریر کو عزیزی مولوی محمد احمد صاحب مصباحی مرحوم نے قلم بند کر کے شائع کر دیا۔

پھر پاکستان کے کچھ احباب نے بھی اسے اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ انوار الانتباہ کے ساتھ شائع کیا۔ جسے دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ "بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است" لفظ بلبل کیلئے اتنی ہی بڑی بات ہے کہ گل کا قافیہ ہے۔

۱۹۷۴ء میں سفر حج کے دوران احادیث نبویہ کا ایک منتخب مجموعہ ساتھ تھا اس مبارک سفر میں اس کا ترجمہ مکمل کیا۔ مجموعہ میں حدیثیں حروف تہجی کے ترتیب سے مذکور تھیں۔ خیال ہوا کہ اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر کر دیا جائے۔ لیکن ابتک اس کی توفیق نہ ہو سکی۔

سیرۃ النبی پر ایک مفید کتاب "محمد مثل الکامل" کے نام سے نظر سے گذری، بہت پسند آئی اس کا ترجمہ شروع کیا جس کی چند قسطیں ہدیٰ ڈائجسٹ میں شائع بھی ہوئیں مزید کیلئے فرصت کا انتظار ہے۔ جبکہ فرصت عنقا ہے اور بقول شعراء اس کا شکار مشکل ہے۔

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چین

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، رسالہ پاسبان میں ہر ماہ مستقل طور پر حدیث شریف کا کالم تحریر فرماتے تھے۔ مستقل عنوان "صراط مستقیم" ہوتا۔ عام طور سے اس مضمون کیلئے آپ کوئی خاص تیاری نہیں کرتے۔ مضمون کا تقاضہ ہوا اور دو ڈھائی صفحہ کا مضمون لکھ کر بھیج دیا۔ ایک آدھ بار غالباً اسی کیلئے اشعۃ اللمعات ملاحظہ کرتے دیکھا۔ آپ کے یہ قلم برداشتہ مضامین بھی مفاہیم عالیہ کا گنجینہ اور زبان و بیان کا نمونہ ہیں۔

حضرت نظامی قدس سرہ نے ان کو کتابی صورت میں اپنے مکتبۂ پاسبان سے شائع کرنا چاہا۔ اور اس کے مقدمہ کیلئے مجھے لکھا اس مقدمہ میں حدیث شریف کی اسنادی حیثیت سے بحث کی گئی ہے۔ اور حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سوانحی خاکہ پیش کیا ہے۔ پورا مضمون حضرت کی نظر ثانی کا نور پا چکا ہے۔ اور بالکلیہ آپ کا مصدقہ ہے۔ سوانحی خاکہ میں صرف ایک جگہ ایک لفظ کا استدراک ہے۔ جن کو میرے لڑکے محمد احمد مصباحی مرحوم نے اپنی کتاب حافظ ملت میں ذکر کیا ہے

حضرت مولانا مشتاق احمد علیہ الرحمہ نے کتاب کے ابتدایہ میں لکھا تھا۔ میں نے چاہا تو یہ تھا کہ مقدمہ میں خود لکھوں۔ لیکن میری مصروفیتیں آڑے آئیں۔ پھر بھی مجھے خوشی ہے کہ یہ سعادت مفتی عبدالمنان صاحب کے حصے میں آئی۔ یہ بھی خوب ہوا کہ گھر کی دولت گھر ہی میں رہی۔ اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ حضرت کے حالات میں یہ سب سے پہلی تحریر ہے۔

نقش ہے سنگ آستاں یہ ترے اور
داستاں اپنے جبہ سائی کی۔

اشرفیہ کی نشأۃ ثانیہ کی پوری تاریخ کا میں عینی شاہد ہوں۔ بلکہ اس میں شریک وسہیم رہا ہوں ۔ اور میں نے اس کو اپنے طور پر قلمبند بھی کیا تھا۔ جس دور میں عالی جناب قاری محمد یحییٰ صاحب مرحوم ماہنامہ اشرفیہ کے مدیر تھے تو انہوں نے اس کی کئی قسطیں "اشرفیہ مصباح العلوم سے الجامعۃ الاشرفیہ تک" کے نام سے شائع کیا تھا۔ ان کے وقت میں ہی یہ سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ ورنہ وہ ایک دلچسپ سرگذشت کاروان علم کی ہوتی۔

ہدایہ آخرین پڑھنے کے زمانے میں حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھنے کیلئے رمضان شریف کی چھٹیوں میں گھوسی گیا۔ میرے شفیق وکریم استاذ گرامی حضرت مولانا عبد المصطفیٰ صاحب ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سفارش سے حضرت نے حالات املا کرانا منظور بھی کر لیا۔ اور لگ بھگ دس یوم تک وقت کی انتہائی پابندی کے ساتھ حضرت نے قیام اجمیر شریف تک کے حالات قلمبند کرائے بھی۔ اس کے بعد فرمایا میں اب اعتکاف میں بیٹھوں گا۔ اور اس کے بعد کے حالات دوسرے بہت سے لوگوں کو معلوم ہیں۔ ان سے واقعات کی تکمیل کرا لینا۔ میں نے خط کے ذریعہ ان لوگوں سے کام نکالنا چاہا لیکن کچھ نہ ہو سکا۔ تو آپ کے مشہور تلامذہ کے پاس ہفتوں رہ کر خود ان حضرات کے حالات لکھے اور اسی سبیل سے جستہ جستہ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کے حالات بھی جمع ہو گئے۔ گویا

لخت دل جمع کیا کتنے تو دیوان کیا

اس کا کام عرصہ سے مکمل ہے۔ خدا توفیق دے تو اپنے ہاتھ سے اسے شائع کرنے کی نیت ہے۔

میرے بڑے لڑکے محمد احمد مصباحی مرحوم کو تحریر اور اس کی اشاعت کا ذوق ورثہ میں ملا تھا۔ رات دن لکھنا پڑے تو تھکتے نہیں تھے۔ خود اپنی کاوش سے فقیر کے مضامین کا ایک مجموعہ شائع کیا۔ دوسرے حصہ کے معتد بہ مقدار کی کتابت کرا لی تھی۔ تیسرا مجموعہ میری تقریروں کا بھی لکھوا رہے تھے۔ لیکن سب چھوڑ چھاڑ کر اللہ کو پیارے

ہوگئے۔ غفر اللہ لہ ورحم علیہ افسوس ہے آب قدح بشکست وآں ساقی نماند

جب سے گھوسی میں قیام ہے میری زیادہ تر توجہ فتاوی رضویہ کی طرف ہے پھر بھی ایک رسالہ "مسئلۂ آمین، قرآن وحدیث کی روشنی میں"، مولوی شکیب ارسلاں سلمہ ربہ کی سعی سے مطبوع ہو چکا ہے۔ دوسرا رسالہ "عیدین کی تکبیرات زوائد" کے موضوع پر مبیضہ کے مراحل سے گذر چکا ہے۔

فتاوی رضویہ شریف کی چھ جلدیں سنی دارالاشاعت مبارکپور سے شائع ہوئی ہیں۔ جن میں تیسرا اور چوتھا حصہ بحرالامۃ حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف صاحب بانی سنی دارالاشاعت کی حیات میں شائع ہوا۔ اور چار جلدیں فقیر کی کاوش اور سعی سے مرتب ومطبوع ہو کر قوم کا سرمایۂ افتخار ہیں۔ نویں جلد جو دسویں کے نام سے بریلی شریف یا پیلی بھیت سے شائع ہوئی ہے۔ اس کی ترتیب وتہذیب اور تکمیل کا کام جاری ہے۔ اللہ تعالی اس کی باقاعدہ اشاعت کے دن جلد لائے۔ آمین۔

اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے کچھ قلمی رسالے جو اب تک نایاب تھے۔ اب دستیاب ہوگئے ہیں۔ ان میں فتاوی رضویہ جلد سوم باب الجمعہ کا ایک عربی رسالہ "شمائم العنبر"، جو اعلیحضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے قلم کا ایک شاہکار ہے۔ اس کا بھی ترجمہ تصحیح مکمل ہے۔ مبیضہ بھی تیار ہے۔ عمر نے وفا کی اور توفیق الہی شامل حال رہی تو ان سب کو منصۂ شہود پر لانے کا عزم ہے۔ السعی منی والاتمام من اللہ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

عبدالمنان اعظمی

۲۹ ر رمضان ۱۴۱۸ھ

مختصر سوانح حضرت علامہ مفتی غلام محمد خانصاحب ناگپوری

از:- سید محمد حسینی اشرفی چیف ایڈیٹر

ماہنامہ سُنی آواز ناگپور

عمدۃ المحققین استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ ناگپوری ناظم اعلیٰ و متولی الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور مفتی اعظم مہاراشٹر ایک خالص مخلص ہادی مہدی متصلب سُنی حنفی بریلوی رضوی عالم دین ہیں۔ بیک وقت زبردست عالم دین فاضل محقق و مدقق فن تدریس کے ماہر رد ارتداد و مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں ممتاز اہل قلم اور سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ میں بیعت و خلافت رکھتے ہیں شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت امام العلماء والمشائخ سیدنا حضور مفتی اعظم ہند بریلوی قدس سرہ کے بہت قدیمی اجل خلفاء میں سے ہیں۔

آپ کا خاندان

آپ کی پیدائش ۵ ردسمبر ۱۹۲۰ء کو ناگپور میں ہوئی۔ آپ کا خاندان افغان کے مشہور قبیلہ غوری سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کے جد امجد جناب بخش اللہ خان صاحب ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے ظلم و ستم کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اور بالآخر دہلی سے مختلف علاقوں میں سکونت اختیار کرتے ہوئے ناگپور رونق افروز ہوئے ۱۸۵۷ء میں دہلی سے ہجرت کر کے ناگپور کے محلہ نواب پورہ میں قیام کیا آپ کی وفات کے بعد آپ کے جد امجد غلام رسول خانصاحب مرحوم نے محلہ پرانا لکڑ گنج نزد اتواری ریلوے اسٹیشن مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اس وقت تک پشتو زبان ہی گھر میں بولی جاتی تھی اس کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت حکیم میاں خانصاحب مرحوم ایک حاذق حکیم تھے جو آپ کی عمر کے ۱½ سال میں داغ مفارقت دے گئے۔ جبکہ آپ پرائمری کی تعلیم سے فارغ ہوئے تھے۔ یتیمی و بے کسی کی حالت میں مربیوں نے انگریزی تعلیم میں ڈال دیا۔ چنانچہ آپ مشنری کے کانونٹ اسکول میں داخل کر دیئے گئے جس کی زبان خالص انگریزی تھی جس کو حضرت مفتی صاحب قبلہ نے مڈل تک ہی پڑھ کر چھوڑ دیا چونکہ اتنی تعلیم میں آپ انگریزی زبان کے اچھے خاصے جان کار ہو چکے تھے قدرت نے آپ کے حق میں کچھ اور ہی ودیعت فرمائی تھی اس کے لئے راہیں ہموار ہونے

Scanned with OKEN Scanner

شروع ہوئے۔ اس کے بعد آپ فارسی زبان میں مہارت کیلئے ذی استعداد اساتذہ کی تلاش شروع اس وقت فارسی اور اردو کے ماہر استاد حیرت لدھیانوی سے رجوع کر کے فارسی میں مہارت تامہ حاصل کی، اسی درمیان میں اور دیگر ماہرین زبان فارسی و اردو سے اکتساب علم کیا اور لاہور یونیورسٹی سے منشی فاضل کی سند حاصل کی۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی طرف میلان

آپ کے والد ماجد اس زمانے میں تحریک وہابیت کے خلاف کام کرنے والوں میں مشہور تھے۔ آپ کو دس سال کی عمر میں چھوڑ کر آخرت سدھار گئے تھے آپ نے والد مرحوم کی سنیت اور سنیت کیلئے جانفروشی کو دیکھا تھا اور اس کے گہرے اثرات گھر میں موجود تھے اور اہلسنت کی کتب بالخصوص سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مبارک رسالے حضرت علامہ سید سراج الدین صاحب علیہ الرحمہ کی دوڑ دھوپ اور جانفشانی سے مفت تقسیم ہوتے تھے اسی زمانے میں دیکھنے اور اچھی طرح سمجھنے کا موقع ملتا تھا اور سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عقیدت دل میں ایسی بس گئی تھی کہ نمازوں کے بعد امام کے الفاتحہ کہنے کے وقت ایصال ثواب میں خاص طور پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ یاد رہتے تھے اور ان کی تعلیمات و مسلک دلنشیں ہو گیا تھا اور بدمذہبوں اور بددینوں سے سخت نفرت تھی۔ دل میں یہ حسرت ضرور بیدار ہوتی کہ مسلک کو اور کتب اعلیٰحضرت کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے علم دین حاصل کرنے کی شدید ضرورت ہے اسی زمانے میں حضرت حضرت علامہ مولینا مفتی عبدالرشید خانصاحب فتحپوری علیہ الرحمہ نے جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کی بنیاد ڈال دی تھی حضرت مفتی صاحب قبلہ اور ہندو پاک کے بہترین ادیب و شاعر جناب آذر سیمابی دونوں جامعہ میں داخل ہو گئے، آذر صاحب درمیان ہی میں تعلیم چھوڑ کر علیٰحدہ ہو گئے تھے۔ البتہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے درس نظامیہ کی تعلیم جاری رکھی آخر کار ۱۹۴۵ء میں فراغت پائی اور اس کے بعد مزید علم میں پختگی حاصل کرنے کیلئے حضرت صدر الافاضل کی خدمت میں تشریف لے گئے تقریباً ایک سال حضرت صدر الافاضل کی خدمت میں رہ کر بہت کچھ حاصل کیا اسی درمیان بار بار بریلی شریف حاضری کا موقع ملتا یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جب جب اس درمیان بریلی حاضری نصیب ہوئی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے شرف زیارت نصیب نہ ہو سکا، حضرت صدر الافاضل

آپ پر بہت مہربان تھے حضرت نے جو دیا بس لینے والا جانے اور دینے والا جانے علمی سرمایہ خوب عطا فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ طالب علمی ہی کے زمانے سے انتہائی دلچسپی کے ساتھ یہ شغل تھا کہ علماء اہلسنّت سے مسلک اعلیٰحضرت کے ذریعہ دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کی جائے۔ ان کے جلسوں کا خاص طور پر انتظام کرنا اور کروانا محبوب مشغلہ تھا نیز جامعہ عربیہ ناگپور میں تدریسی خدمات بھی جاری رکھی، اور سب سے پہلے تلامذہ میں فصیح اللسان حضرت علامہ سعید اعجاز کامٹوی علیہ الرحمہ اور مولوی عبد الوکیل صاحب وغیرہ تھے۔ تا آنکہ ۱۹۴۷ء کی آزادی کے موقع پر جبکہ مسلمان کثرت سے پاکستان اور حیدرآباد کی طرف ہجرت کر رہے تھے، وہابیوں کے نصیبے میں چھیکا ٹوٹ پڑا کے مصداق وہابی جمیعۃ العلماء ہند جو کانگریس کی زرخرید غلام تھی اس کے سائے میں وہابیت اور خاص طور پر وہابی تبلیغی جماعت نے خوب زور پکڑا بڑے بڑے علاقے اور صوبے تبلیغی جماعت اور وہابیوں کے زد میں آگئے ناگپور اور برار کا علاقہ جو اس وقت سی، پی کہلاتا تھا پورا کا پورا علاقہ ان کے قبضے میں آگیا، ان علاقوں کے علاوہ آس پاس کے صوبے بھی وہابیت کے اثرات سے بچ نہ سکے اور ۱۹۵۲ء تک کی کیفیت یہ تھی کہ خود سنّی عام طور پر مضمحل تھے، سنّی خواص وعوام تبلیغ سنیت میں سرگرم ہونے کی ہمت نہیں کرتے تھے کڑھنے کے سوا کچھ نہیں سوجھتا تھا۔ مگر پھر بھی حضرت علامہ مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ، احقاق حق وابطال باطل کی خاطر تقاریر وبیانات کیلئے علماء اہلسنت کو تکلیف ضرور دیتے رہے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جب وہابیت نہایت خوفناک انداز میں اسلامیان ہند کے ایمان کو تباہ کرنے اور مسلک اعلیٰحضرت کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے پوری طاغوتی طاقت کے ساتھ یکجا ہوگئی تھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کا علماء اہلسنت کو لے کر جگہ جگہ تقریری جلسوں کا انعقاد کرنا اس سے خاطر خواہ اثرات مرتب نہیں ہو رہے تھے۔ بے چینی بڑھ رہی تھی اب ضرورت تھی ایک پیر کامل کے دامن سے وابستہ ہونے کی۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ کا شرف بیعت سے مشرف ہونا

۱۹۵۲ء تک آپ نے بہت سے پیران عظام اور مشائخ کرام کی زیارت وملاقات فرمائی آپ ہر وقت بیعت ہونے کیلئے بے چین رہتے تھے دل کسی پیر کی طرف رجوع نہیں کرتا

تھا آخر پریشان ہو کر اپنے ابتدائی استاد محترم حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خاں علیہ الرحمہ سے رجوع کیا اور استفسار کیا کہ حضور میں نے ابھی تک کسی سے شرف بیعت حاصل نہیں کیا حضرت مفتی عبدالرشید خان صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا (آپ کا یہ قول ابھی تک علماء عوام و خواص میں مشہور ہے) "مولانا اب کہاں ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو شریعت و طریقت میں کامل ہوں سوائے حضرت مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیحضرت کے "اب وہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد تشریف لانے والے ہیں آپ دیکھئے گا آپ کا دل جم جائے گا" حالانکہ حضرت مفتی عبدالرشید خانصاحب علیہ الرحمہ شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہٗ کے خلیفہ خاص تھے اس کے باوجود سیدنا حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا۔ چند ماہ بعد شہزادۂ اعلیحضرت ناگپور تشریف لائے ہزاروں نہیں لاکھوں کی نگاہیں حضور مفتی اعظم ہند کیلئے بے قرار و بے چین تھیں ان میں حضرت مفتی غلام محمد خانصاحب بھی تھے جن کی بے تابانہ نگاہیں حضور مفتی اعظم ہند کے چہرۂ زیبا کی زیارت سے مشرف ہو رہی تھیں۔ استاذ العلما حضرت مفتی عبدالرشید خانصاحب علیہ الرحمہ نے آپ کو انتہائی دینداری کا لحاظ کرتے ہوئے صاف فرمایا کہ اس وقت سوائے حضور مفتی اعظم ہند کے کوئی ذات میری نظر میں نہیں جچتی ہے۔ چنانچہ عرس سلامی کے موقع پر ۱۹۵۳ء میں خود حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خانصاحب فتحپوری علیہ الرحمہ، حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کو ناگپور تشریف آوری کی تکلیف دی، جیسے ہی حضور مفتی اعظم ہند ۱۹۵۳ء میں ناگپور رونق افروز ہوئے آپ کے شب و روز سیرت و عادات اور تقویٰ و صورت مبارکہ سے جھلکتی ہوئی بزرگی سامنے تھی اسی محویت کے عالم میں حضور مفتی صاحب قبلہ حضور مفتی اعظم ہند کے چہرۂ زیبا کی زیارت کر رہے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے مسکرا کر حضرت مفتی صاحب قبلہ کو ملاحظہ فرمایا گویا شہزادۂ اعلیحضرت حضرت مفتی صاحب قبلہ کے واردات قلبی کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ فوراً مفتی صاحب قبلہ نے شرف بیعت سے مشرف ہونے کی تمنّا کی حضور نے بشاشت قلبی کے ساتھ داخل سلسلہ فرمایا اس کے بعد پھر ۱۹۵۴ء میں دوبارہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ ناگپور جلوہ افروز ہوئے آپ نے از خود انتہائی کرم فرمایا حضور برہان ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اور حضرت مفتی عبدالرشید خانصاحب علیہ الرحمہ اور کئی علماء کرام و خواص و عوام کی موجودگی میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ تمام علمائے اہلسنت نے مبارکباد پیش کی۔ اس کے علاوہ تجدید خلافت و بیعت دو مرتبہ فرمائی ایک مرتبہ

Scanned with OKEN Scanner

دار العلوم منظر اسلام کے جلسۂ دستار فضیلت کے موقع پر اور دوسری بار بمبئی میں کثیر جماعت کے سامنے جبہ و دستار سے نوازا اور مزید کرم یہ کہ پچاس روپئے بھی عنایت فرمائے۔ بریلی شریف میں تجدید خلافت و بیعت کے موقع پر حضور مفتی مالوہ مفتی رضوان الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ کو بھی خلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنے دست مبارک سے دونوں حضرات کیلئے خلافت و اجازت نامے تحریر فرمائے کہ جتنے وسائل طریقت کی اجازت اور علوم دینیہ کی سندیں میرے پاس ہیں ان سب کی اجازتیں میں ان دونوں حضرات کو دے دیں۔ یہ انتہائی کرم ہی کرم تھا۔

عجیب و غریب موڑ

یہ ساری اجازتیں اور کرم نوازیوں کا تقاضہ تھا کہ حضرت مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ گھر بیٹھ کر پیری مریدی اور باداگیری اور جھاڑ پھونک کی راہ پر پڑ جاتے۔ مگر حضرت مفتی صاحب قبلہ اگر بے چین تھے تو اس لئے کہ کس طرح مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کی جائے کیسے اس حفاظت کیلئے اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ کی تعلیمات اور آپ کے مسلک کو پھیلایا جائے چنانچہ اس مقصد کیلئے اس زمانے کے بہترین خطیب و مقررین کو تکلیفیں دیں۔ جگہ جگہ ان کے جلسے کرائے اور سنیت و اعلیٰحضرت کے پیغام کو پہنچایا۔ اسی سلسلہ میں مندرج علمائے کرام اس فہرست میں شامل ہیں جن کو دین و سنیت کی حفاظت کیلئے مفتی صاحب قبلہ نے تکلیفیں دیں۔ (۱) حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی، (۲) حضور شیر بیشۂ اہلسنت مولینا حشمت علیخاں، (۳) حضرت مولینا اجمل شاہ صاحب سنبھلی، (۴) حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب، (۵) حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، (۶) مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، (۷) حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب مفتی مالوہ، (۸) خطیب مشرق حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی، (۹) استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبد المصطفےٰ صاحب اعظمی علیہم الرحمہ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان حضرات میں مولانا اسرار الحق صاحب سابق ایم پی مرحوم ناقابل فراموش ہیں۔ اور خاص طور پر حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ اور حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہما ان کے علاوہ حضرت مولانا قمر الزماں خاں صاحب اعظمی، حضرت مولانا محمد مجیب اشرف قبلہ مدظلہما کی نمایاں حیثیت رہی ہے۔ یہ تبلیغ و اشاعت وعظ و تقریر کا سلسلہ اور مسلک

اعلیحضرت کے فروغ کا اہتمام صرف ناگپور شہر تک محدود نہ رہا، یہ جذبہ کار فرما تھا کہ کس طرح ان علاقوں میں کام کیا جائے جو ہم سے ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں کے بعد نکل چکے تھے ۱۹۵۵ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو خاص طور پر اہم تبلیغی پروگراموں کیلئے دعوت دی گئی اور سب سے پہلے برار پر حملے کئے گئے۔ چنانچہ اس سلسلے کی سب سے پہلی کانفرنس ضلع آکولہ کے جانباز سنیوں کا علاقہ کرم جو اس وقت تک فتنۂ وہابیت سے محفوظ تھا اور اس میں کچھ ایسے دردمند جانباز متمول سنی حضرات تھے کہ جو اس درد کو محسوس کر رہے تھے ان کی مدد سے عظیم الشان کل برار کانفرنس کرم رکھی گئی۔ اس میں خاص طور پر حضور سیدنا مفتی اعظم ہند کو تکلیف دی گئی۔ آپ کے ساتھ مفتی مالوہ حضرت مفتی رضوان الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا ابوالوفا فصیحی غازی پوری، علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی، خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی، اور مولانا اسرار الحق صاحب علیہم الرحمہ کو مدعو کیا گیا۔ آپ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ اپنے اثرات سے اس جگہ کو منتخب فرما لیا کرتے جہاں سے سنیت کو زیادہ زیادہ فروغ ملے اس کو مرکزی جگہ قرار دی اس میں زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہوئے وہ اجلاس فتح برار کے نام سے آج بھی موسوم ہے۔ ضمناً اس بات کا ذکر کر دوں کہ یہی آکولہ تھا کہ چند ماہ پیشتر حضرت مفتی صاحب قبلہ نے چند علماء اہلسنت کو لے کر جلسہ کرنا چاہا وہاں کے سنی حضرات نے جلسہ کا انعقاد بھی کر لیا تاریخیں بھی طے کر لی گئیں، اس کے بعد زور وہابیت نے اپنا رنگ دکھایا جو جلسہ کروانے والے تھے جب وقت مقررہ پر آکولہ پہنچے تو منتظمین جلسہ نے جلسہ کو پہلے کینسل کر دیا تھا۔ اب حضرت مفتی صاحب قبلہ سے معذرت کر کے ویسے ہی واپس کر دیئے سنیت کے نام پر جلسہ کرنا جان کو خطرہ میں ڈالنا تھا اب حضور مفتی اعظم ہند کے طفیل کرم کانفرنس یعنی کل برارسنی کانفرنس کا منظر ملاحظہ کیجئے۔ حضور مفتی اعظم ہند کے دیدار اور علماء اہلسنت کی تقاریر سننے کیلئے پورے برار سے عوام سمٹ آئے تھے شہر شہر گاؤں گاؤں دیہات دیہات سے لوگ اس طرح جمع ہو گئے تھے کہ معلوم ہو رہا تھا انسانوں کا سمندر ہے جو بہہ رہا ہے۔ اجلاس میں شعلہ بار مقررین دلائل و براہین مسلک حقہ اہلسنت یعنی مسلک اعلیحضرت کے حق ہونے پر ایسے اثر انگیز تقریریں کیں کہ ہر دل میں مسلک اعلیحضرت کی حقانیت کا یقین ہو گیا۔ پھر حضور سیدنا مفتی اعظم ہند کی عظمت شان اور تقویٰ و طہارت پر تقریریں، اور عوام کی اپنی کھلی آنکھوں سے زیارت ایک منظر تھا جو فیضِ اعلیحضرت کو ہر آنکھ ملاحظہ کر رہی تھی۔ اب کانفرنس میں اور بعد جو بیعت ہونے والوں کا سلسلہ

Scanned with OKEN Scanner

شروع ہوا ہے۔ تقریباً پچیس ہزار مسلمان شرف بیعت سے مشرف ہو چکے تھے یہی کانفرنس فتح برار ہی نہیں فتح وسط ہند کی حیثیت سے اثر کر گئی۔ اس کانفرنس کے اثرات دیکھئے کہ یہی برار ہے مولوی عمران ندوی بھوپالی امیر تبلیغی جماعت وسط ہند اسی برار آکولہ اور امراوتی میں تبلیغی جماعت کے اجتماعات کرواتا تھا تو لاکھوں تبلیغی جمع ہوتے تھے۔ اس کے بعد بھی تبلیغیوں نے امراوتی میں اجتماع کروایا کہاں لاکھوں کا مجمع اکٹھا کروانے والے اب ان کی حالت یہ ہوئی کہ اجتماع میں پانچسو آدمی بمشکل جمع ہوئے جب عمران ندوی نے چلہ کیلئے نام لکھوانا شروع کیا بمشکل ایک سو تبلیغیوں نے نام لکھوایا کہاں ہزاروں تبلیغی کا چلے کے نام پر نام لکھوانا سعادت سمجھتے تھے بلکہ حج کا ثواب جانتے تھے۔ اب حالت یہ رہی کہ اجتماع کے بعد چلہ کیلئے نام لکھوانے والے نہیں نکل پائے اس پر مولوی عمران ندوی بھوپالی رو پڑا کیا ہو گیا اہل برار کو کہ یہاں سے تبلیغ کیلئے قافلے نکلا کرتے تھے۔ صرف بریلوی کا ایک اجلاس ہوا اس سے کایا پلٹ گئی۔ ہمیشہ حضرت مفتی صاحب کا طریقہ کار رہا جیسا کہ آپ اپنے اثرات سے کسی خاص مقام کا انتخاب فرماتے اسی طرح وہاں ایک جلسہ منعقد کرتے جس کو مرکزیت حاصل ہو قرب وجوار سے زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہوں وہ ایسی جگہ ہوتی جو فتنۂ وہابیت دیوبندیت سے زیادہ متاثر ہوتی آپ اجلاس میں ایسے مقررین وواعظین کو بلاتے جو دلائل وبراھین سے مدلل انداز میں مذہب حق اہلسنت اور مسلکِ اعلیحضرت کو پیش کرتے ان کی شعلہ بیانی خوش الحانی مثالی ہوتی اور وہ فرقہائے باطلہ کا نہایت خوبصورت ودلنشین انداز میں رد وابطال کرتے اور مسلک اعلیحضرت کی عظمت حقانیت وصداقت کا سکہ دل ودماغ میں بٹھا دیتے اس سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کی کوششوں سے برار کانفرنس کی طرح صوبۂ مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، کرناٹک، گجرات، کاٹھیاواڑ، اڑیسہ وغیرہ کے شہروں، گاؤں، گاؤں، بستی بستی میں تبلیغی روحانی اجلاس عام ہوئے۔ جس جس علاقہ میں حضور مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جس علاقہ میں اور علماء کرام تشریف لے جاتے ہزاروں لاکھوں کا مجمع ہوتا ان حضرات کے حسن خطابت اور شہزادۂ اعلیحضرت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی زیارت وبرکت سے ہزاروں کو راہ ھدایت مل جاتی۔ شہزادۂ اعلیحضرت کی زیارت وبرکت سے ہزاروں لوگ مستفید ہوتے۔ آپ کی زیارت کیلئے گاؤں کے گاؤں امڈ پڑتے، اور بستیاں کی بستیاں الٹ

جاتیں اور سلسلۂ قادریہ رضویہ میں پروانہ وار داخل ہوتے اور دیوبندیت و وہابیت کا برج الٹ جاتا اور نجدیت کا بستر گول ہو جاتا۔ لاکھوں انسانوں نے راہ ہدایت پائی اور لاکھوں افراد سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سال کے اکثر حصہ میں ناگپور تشریف لاتے اور حضرت مولانا مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ کے ترتیب دیئے ہوئے پروگرام پر علاقوں دیہاتوں اور مضافات میں جلوہ آرائی فرماتے۔ دیوبندیت وہابیت تلملا اٹھتی الحمد للہ اب یہ علاقے بدمذہبیت کی نحوست سے بڑی حد تک پاک ہو گئے ہیں۔

مناظروں کا دور

جب حضور مفتی اعظم ہند کے ذریعہ علماء کرام کو لے کر تبلیغی اجلاس میں مصروفیت بڑھ گئی تو وہابیت نے اپنی طاغوتی قوت کے ساتھ ہال و پرسمیٹ کر مسلک اعلیٰحضرت پر حملہ آور ہوئی جس کا سدباب حضرت مفتی صاحب قبلہ نے خود کیا کئی جگہ خود پہنچے اور کئی جگہ علماء کرام کو دعوت دی وہابیت کو شکست فاش ہوئی مناظروں میں خاص طور پر جن علماء کو تکلیف دی ان میں حضور مجاہد ملت اور امین شریعت حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب اور صدر العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی صاحب اور خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی اور مفتی مالوہ مفتی رضوان الرحمٰن صاحب علیہم الرحمہ آپ متعدد بار شریک رہے

ان مناظروں کی طویل تفصیل ہے۔ سر دست برار کا مشہور مقام زیر ضلع ایوت محل کا مشہور مناظرہ ذکر کیا جاتا ہے جس میں حضور مجاہد ملت، امین شریعت مفتی رفاقت حسین اور حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب مفتی مالوہ رحمۃ اللہ علیہم تشریف لائے اور مناظر کی حیثیت سے حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی مقرر ہوئے صدر مناظرہ حضور مجاہد ملت اور منتظم و نگرانِ مناظرہ حضرت علامہ مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ مقرر کئے گئے۔ وہابیوں کی طرف سے درجنوں وہابی دیوبندی علماء تھے ان کا مناظر روباہ دشت دیوبندیت مولوی ارشاد آنجہانی دیوبندی طے کر لیا گیا۔ مناظرہ کا آخری نتیجہ وہابیوں کی زبردست ذلت آمیز شکست پر ختم ہوا۔ مولوی ارشاد دیوبندی کی کھلی شکست سے ہزاروں مسلمان وہابیت و تبلیغیت سے بیزار و متنفر ہو گئے اور سنیت اور مسلک اعلیٰحضرت سے وابستہ ہو گئے۔ چند ہی دنوں کے بعد

Scanned with OKEN Scanner

ایوت محل میں پھر کل برار سنی کانفرنس رکھی گئی جس میں حضور مفتی اعظم ہند بطمانیت قلبی نفس نفیس تشریف فرما ہوئے۔ اور ساتھ زمانے ماہر مقرر جو پہلے ذکر کئے جا چکے ہیں شریک رہے اس کے بعد سیکڑوں دیوبندی تائب ہوئے اور ہزاروں مسلمان حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت ہو کر اپنے ایمان کو بچا لئے اور اس طرح جلسوں کانفرنسوں اور مناظروں کے وسائل سے نہ صرف برار بلکہ مہاراشٹر مدھیہ پردیش، اڑلیسہ، آندھرا، کرناٹک کے علاقے میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کے ترتیب دیئے تبلیغی و دینی اجلاس کے ذریعہ مسلک اعلیحضرت کا علم نصب کیا گیا اور وہابیوں کے مضبوط قلعے ڈھا دیئے گئے۔ ہر علاقہ پر اہلسنت چھا گئے۔ اسی مناظرے کے ذریعہ فتوحات میں سے ورنگل آندھرا پردیش کا واقعہ قابل ذکر ہے۔

ورنگل کا مناظرہ

ورنگل آندھرا پردیش میں ایک عالم اہلسنت کی تقریر پر وہابیوں نے مولانا صاحب کو چیلنج مناظرہ دیا۔ وہاں کے ذمہ دار اہلسنت اور مولانا صاحب نے چیلنج قبول کر لیا موضوع تھا "وہابی مناظر اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارات کو صحیح یعنی عین اسلامی عبارت ثابت کر کے اپنے پرکھوں پر کفر و ارتداد کا حکم اٹھا کر مسلمان ثابت کریں گے" یہ اتنی عجلت میں چیلنج مناظرہ دیا گیا کہ سنیوں کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ وقت بہت کم تھا حضرت مفتی صاحب قبلہ نے بڑی عجلت سے فون پر علماء سے رابطہ قائم کیا حضرت مفتی مالوہ اندور اور حضرت مولانا مجیب اشرف صاحب قبلہ کو لے کر اندور پہنچ گئے۔ پہلے وہاں ارشاد دیوبندی موجود تھا۔ علماء اہلسنت کے بروقت پہنچنے پر وہابیوں پر ہیبت طاری ہو گئی، وہ مبہوت ہو گئے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر متعینہ مسجد میں دن میں ظہر کے بعد مناظرہ شروع ہوا۔ اہلسنت کی طرف صدر مناظرہ خود حضرت مفتی صاحب قبلہ مقرر ہوئے۔ اور مناظر کی حیثیت سے حضرت مفتی مالوہ مولانا رضوان الرحمٰن صاحب مقرر ہوئے۔ اور دیوبندیوں کی جانب سے مولوی ارشاد دیوبندی مناظر مقرر ہوا ظہر عصر کے درمیان مناظرہ ہوتا رہا۔ عصر کا وقت ہوا نماز ہوئی نماز کے بعد مناظرہ ہوتا رہا پھر مغرب کی نماز ہوئی مغرب کی فرض نماز پڑھنے کے بعد ارشاد دیوبندی نفل و سنت کے لئے سب سے آخر میں مسجد کے صحن میں جہاں دروازہ تھا۔ وہاں کھڑا ہوا، اور دو رکعت کے بعد سیدھے اپنی قیام گاہ پہنچا۔ وہاں کا بڑا قابل دید

منظر تھا۔ حق آیا باطل بھاگا کا منظر ہر کوئی اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ ارشاد دیوبندی چلا رہا تھا میں بیمار ہوں مجھے خواہ مخواہ بلوالیا گیا مجھے گرمی لگ رہی ہے۔ ہوا کرو گھبراہٹ ہو رہی ہے میں کیسے مناظرہ کروں، ادھر علمائے اہلسنت نماز کے بعد گرجنا شروع کیا اور مطالبہ کیا کہ لاؤ بلاؤ اپنے مناظر کو وہابی ارشاد کے پاس جاتے رہے خوشامد کرتے رہے کہ چلئے وہ لوگ بادل کی طرح گرج رہے ہیں۔ چیلنج پر چیلنج کر رہے ہیں۔ آخر وہ نہیں آیا عشاء کی نماز ہوئی مجمع کا عالم نہ پوچھئے جتنے راستے مکانات کے چھت تھے سب بھر گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد اہلسنت کی طرف سے فتح کا جلسہ ہوا۔ اس میں حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف قبلہ اور حضرت مفتی رضوان الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ کی تقریر تاریخی تقریریں تھیں جس میں ہزاروں وہابیوں نے وہابیت دیوبندیت سے توبہ کر لیا۔ آخر میں مفتی صاحب قبلہ کا ہدایت آمیز خطبہ ہوا۔ وہاں والوں نے حضرت مفتی صاحب قبلہ کو فاتح ورنگل کی حیثیت سے تاریخ میں نام محفوظ کر لیا۔ وہ ارشاد دیوبندی ورنگل سے سیدھے بھاگ کر ناگپور پہنچا۔ اس نے سوچا ہوگا کہ ناگپور والے ابھی ورنگل ہی میں ہیں۔ فتح کا جلسہ مناؤ اور ڈینگیں ہانکو، چنانچہ دوسرے دن رات میں وہابیوں نے مومن پورہ حفیظ بیکری کے میدان مولوی ارشاد کا جلسہ رکھ دیا اور اعلان ہوا۔ ورنگل مناظرہ کی فتح کا ذکر سنایا جائے گا۔ چنانچہ سنی وہابی بکثرت جمع ہو گئے۔ ارشاد خوب خوب ہانکنا شروع کیا۔ درمیان تقریر میں اس نے کہا اعلیٰحضرت بریلوی نے تحریف قرآن کر ڈالا۔ اتنا بولنا تھا یہ راقم الحروف سید محمد حسینی اور مولانا قاری سہیل صاحب بھاگلپوری علیہ الرحمہ نے ترجمۂ اعلیٰحضرت ہاتھ میں لے کر ارشاد کے اسٹیج پر پہنچ گئے جیسے ہی ہم لوگوں کو دیوبندیوں نے دیکھا گھبرا گئے۔ مولوی ارشاد سے ہم نے پوچھا کہ ابھی آپ نے درمیان تقریر بار بار یہ چلا دا کئے کہ اعلیٰحضرت بریلوی نے تحریف قرآن کر ڈالا۔ یہ لیجئے میرے ہاتھ میں ترجمۂ اعلیٰحضرت موجود ہے اس میں بتائیے کہاں اعلیٰحضرت نے تحریف قرآن کیا ہے۔ بس اتنا سننا تھا اہل سنت میں کہ دل جو مجروح ہو گئے تھے تڑپ اٹھے۔ نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ اتنے میں اس نے کہا ابھی ہم ورنگل سے شکست دے کر آ رہے ہیں۔ اس پر میں نے کہا تھا کہ آپ کیسے فاتح ہیں آپ کی نظر میں شکست خوردہ ابھی وہیں موجود ہیں اور فاتح بھاگ کر ناگپور آ گئے ہیں۔ ناگپور والے ناگپور واپس نہیں آئے اور آپ واپس آ گئے۔ بس ہمیں بتائیے کہاں اعلیٰحضرت نے تحریف قرآن کر ڈالا۔ اس پر ارشاد بہت زیادہ چلانا شروع کیا خدا کے فضل سے میں بھی جوان تھا میں نے یہ

تھا میں نے ترجمۂ اعلیٰحضرت والا قرآن مجید لے کر چلّانا شروع کیا کہ یہ ترجمۂ اعلیٰحضرت میرے ہاتھ میں ہے انہوں نے کہا اعلیٰحضرت نے تحریف قرآن کر ڈالا، اب یہ بتائیں کہاں تحریف ہے حضرت مولانا قاری سہیل احمد صاحب مرحوم نے اس کے سامنے سے لاؤڈ اسپیکر چھین لیا۔ ببانگ دہل لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کر دیا۔ مولوی ارشاد نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا اب کہ ہم ترجمۂ اعلیٰحضرت لے کر انہیں کے اسٹیج پر پہنچ چکے ہیں ہمارے بار بار تقاضے کے باوجود اپنے الزام کو ثابت نہیں کر سکے لہٰذا انہیں کے سامنے اعلان کرتے ہیں یہ جھوٹے ہیں اس پر کافی ہنگامہ ہوا۔ خود انہیں کے دیوبندی مولوی ارشاد کو اسٹیج سے اٹھا کر لے گئے۔ تھوڑی دیر تک دیوبندیوں کا اسٹیج ہمارے ہاتھ میں تھا۔ ارشاد اور اس کے ساتھی مولویوں کے فرار کے بعد بھی ہم کافی دیر تک بیٹھے رہے۔ اس وقت قرآن مجید کا اعجاز اور سیدنا اعلیٰحضرت کی کرامت کو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ پولس آگئی کچھ سنیوں نے ہم سے کہا پولس آگئی ہے۔ آپ دونوں پیچھے کی گلی میں نکل جائیں ہم نے وہاں سے نکل کر فون پر حضرت مفتی صاحب قبلہ کو پورے واقعہ کی تفصیل بتا دی۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے بتایا کہ وہ یہاں سے بھاگ گیا ہے دوسرے دن جلسہ کا اعلان کر دو ہم پہنچ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے جلسہ کا اعلان کر دیا۔ اتنا عظیم مجمع تھا کہ بہت کم جلسوں میں نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا مفتیٔ مالوہ مفتی رضوان الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا مجیب اشرف صاحب قبلہ اور حضرت مفتی صاحب قبلہ نے دنگل کی تفصیل بتائی لوگ حیرت میں رہ گئے کہ یہ دیوبندی مناظرہ سے راہ فرار حاصل کر کے اپنی فتح کا اعلان کس طرح کرتے ہیں۔ مولوی ارشاد اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کے درمیان کافی تحریری مناظرے ہوئے ہیں۔ گیا تحریر لے کر جانے کا کام اکثر میرے ذمے رہتا تھا۔ اسی کے درمیان کا وہ مشہور واقعہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت پر تحریف قرآن کا الزام دھر دیا اور اس کی تحریر بھی لکھ ماری اسی میں ایک آیت لکھ دیا۔ اعلیٰحضرت کی کرامت کہ آیت جو لکھا وہ اپنے ہاتھ سے غلط لکھ دیا جب دوبارہ اس کے پاس تحریر گئی کہ تمہارا یہ بہت بڑا الزام ہے کہ اعلیٰحضرت بریلوی نے تحریف قرآن کر ڈالا لیکن آج تک پوری دیوبندی جماعت ثابت کر نہ سکی لیکن آج جو تم نے آیت لکھی ہے وہ غلط آیت لکھی ہے۔ تحریف کی بنیاد پر اعلیٰحضرت پر کفر کا جو الزام رکھا تھا وہ ثابت نہ ہو سکا تمہارے ہی قول و تحریر کی بنیاد پر تم خود کافر و مرتد ہو گئے۔ آیت کریمہ یہ ہے۔ لیکن تم نے ایسا لکھ دیا۔ بولو تم کافر ہوئے یا نہیں یہ تحریر دیکھتے ہی ارشاد نے وہاں مجلس میں موجود حفاظ سے پوچھا۔ یہ آیت کیسی ہے دیوبندی حفاظ نے

بتایا کہ آیت آپ نے غلط لکھ دیا اس پر دہ مبہوت ہو کر بھاگ کھڑا ہوا حضرت مفتی صاحب قبلہ کا آخری مناظرہ ارشاد کے مرنے سے پہلے ناگپور میں ہوا۔ اس کا انتظام ناگپور پولس نے خود کروایا تھا لکڑ گنج پولس چوکی میں مناظرہ ہوا۔ مناظر حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ تھے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ صدر مناظرہ دیوبندیوں کی طرف سے مولوی طاہر گیاوی مناظر تھا اور صدر مناظرہ مولوی ارشاد تھا، اتنی بری طرح سے شکست فاش ہوئی کہ خود پولس آفیسر جو مبصر بنایا گیا اس نے دیوبندیوں کی شکست کا اعلان کر دیا۔ دونوں دیوبندی مناظر نے پولس سے کہا کہ اب آپ ہی ہماری جان بچائیں ورنہ یہ لوگ ہمیں مار ڈالیں گے، پولس نے سنی علماء سے کہا پہلے اپنے مجمع کو لے کر تشریف لے جائیں پھر ان کو ہم اپنی پولس گاڑی میں بھجوائیں گے۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی سربراہی میں تمام علماء اہلسنت ہزاروں کے مجمع کے ساتھ نعروں کی گونج میں محلہ کے مختلف راستوں کی گشت کرتے ہوئے ایک مقام پر جمع ہو کر عظیم الشان جلسہ فتح منایا۔ اور دیوبندی چار گھنٹے تک وہیں قیدی بن کر تھانہ میں بیٹھے رہے چار گھنٹے کے بعد دونوں دیوبندی مناظر اور ان کے کچھ خاص لوگوں کو پولس نے وین میں لے جا کر ان کے مقام پر چھوڑ دیا۔ غرض کہ اسی طرح کی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی دین و سنیت اور مسلک اعلیحضرت کی صیانت اور حفاظت کیلئے مناظرانہ مجاہدانہ متحرکانہ زندگی گذری ہے۔

یہی نہیں بلکہ سنیت و مسلک اعلیحضرت کی اشاعت کیلئے حضرت مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ پر ایسی عنایت کہ جب بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ زحمت دیتے بطیب خاطر ناگپور قدم رنجہ فرماتے آپ نے کبھی انکار نہ فرمایا۔ جو کچھ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی حضرت مفتی صاحب قبلہ کے ساتھ محبت و شفقت تھی اس کا اکثر علماء اہلسنت اور عوام خواص نے مشاہدہ کیا ہے۔ حضرت علامہ مولانا عبد المصطفے اعظمی علیہ الرحمہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ حضرت مفتی غلام محمد خان صاحب کا اس قدر شفقت و محبت سے زیادہ تذکرہ فرماتے تھے کہ خود ہمیں یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہم اس شخصیت کی زیارت تو کرلیں۔ جس کی یاد اس قدر حضور مفتی اعظم ہند کے قلب مبارک میں ہے۔

بہر حال حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ سنیت و مسلک اعلیحضرت کی اشاعت کیلئے برار کے علاوہ چھتیس گڑھ، آندھرا، کرناٹک، اڑلیسہ، گجرات تک کے دورے پھیلائے گئے اور شب و روز حضور مفتی اعظم ہند نے دوروں میں کافی مشقتیں اور تکلیفیں گوارہ فرمائیں حضور مفتی اعظم ہند کی یہ سفری جانسوزی اور تکلیف اٹھانے کا نتیجہ ہے کہ آج بھی ہم سنیت کی بہاریں دیکھ رہے ہیں۔ بڑے بڑے جلسے، محفلیں حضور

Scanned with OKEN Scanner

مفتی اعظم ہند کی جلوہ فرمائی سے دن پر بہار اور راتیں دین وسنیت کے فوائد سے مالا مال تھیں کثرت سے بستیاں کی بستیاں، شہر کے شہر، محلے کے محلے حضور مفتی اعظم ہند کے توسل سے اعلیحضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے سلسلۂ قادریہ میں داخل ہو گئے۔

ان انقلاب برپا دوروں میں حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب فاروقی مفتی مالوہ علیہ الرحمہ اور مولانا قمر الزماں خاں صاحب اعظمی اور حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ مہتمم دار العلوم امجدیہ ناگپور خاص طور پر قابل ذکر ہیں نیز بکثرت بڑے بڑے اجلاس اور کانفرنسوں میں اکابر علماء اہلسنت جیسے حضرت برہان الملت مفتی برہان الحق جبلپوری، حضور محدث اعظم ہند حضرت مجاہد ملت، حضرت خطیب مشرق مشتاق احمد نظامی رحمہم اللہ تعالیٰ اور فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب اور رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہما آپ کے علاوہ اور دیگر علماء کرام جیسا کہ اوپر ذکر کئے جا چکے ہیں سبھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کے ترتیب دیئے ہوئے پروگرام کے تحت حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ رہے ہیں۔ ان حضرات سے مسلک اعلیحضرت کا کام لے کر سنیت کی اشاعت کرانے کی تحریکات جلسہ اور محفل کے سارے انتظامات مقامی لوگوں کو رغبت دلا کر آمادہ کرنا حسب حال تقریروں کے عنوانات کی تعیین یہ وہ اہم امور تھے جن کی طرف حضرت مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ کو خاص توجہ دینی پڑتی تھی۔ یہ سلسلہ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۳ء تک جاری رہا۔ آخری دورہ گجرات کا تھا جبکہ بقرعید کی نماز حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جوناگڈھ میں پڑھی تھی اس کے بعد حضور مفتی اعظم ہند گجرات سے اندور رئیس قوم جناب الحاج حافظ عبد الغفار صاحب کے والد مرحوم کی وفات پر تعزیت کیلئے تشریف لے گئے اور اندور سے ناگپور استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبد الرشید خانصاحب بانی جامعہ عربیہ ناگپور کی وفات پر، محسن اہلسنت جناب الحاج محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم مالک فرم بیڑی ۹ نمبر کی تحریک پر تشریف لائے اس کے بعد ہی کوٹہ راجستھان کے دورے میں حضور مفتی اعظم ہند کی طبیعت میں جذب کا دورہ شروع ہوا تبلیغی دورے بند کر دیئے گئے۔ جذب کی کیفیت بڑھتی گئی حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ نے حضرت مفتی اعظم ہند کی اس حالت میں بریلی شریف میں کافی وقت گزارا، ایک ماہ کے اندر ناگپور سے بریلی جانا عادت بن گئی تھی اس کے علاوہ بھی جانا ہوتا تھا حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت میں کوتاہی نہ ہونے پائے اس کیلئے حضرت مفتی صاحب

قبلہ نے ناگپور سے مولوی حافظ محمد ہارون اور مولانا عبدالخالق صاحب کو بریلی شریف لے جاکر حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت میں رکھا۔ حضور مفتی اعظم ہند کا ایک اور کرم کہ اوائل ۱۹۸۰ء میں جبلپور کے بعد ناگپور رونق افروز ہوئے ۱۹۸۰ء کے اخیر میں مولوی خلیل احمد بدایونی کے ارتداد پر مناظرہ ہوا۔ اس کی بدترین شکست پر سنیت کا اثر اہل بدایوں پر بہت اچھا ہوا اس کے بعد فوراً حضرت مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ نے بریلی حاضر ہوکر حضرت مولانا ریحان رضا خانصاحب علیہ الرحمہ کی کار میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کو بدایوں سفر کی تکلیف دی اور کثرت سے بدایوں اور آس پاس کے لوگ داخل سلسلہ ہوگئے۔ بعد میں بدایوں کے لوگ بریلی شریف حاضر ہوکر داخل سلسلہ ہوتے رہے افسوس کے تقریباً ۷۔۸ سال کا زمانہ ۱۹۸۱ء تک خالی گزر گیا۔ ان دنوں میں۔ دکن میں آندھرا تامل ناڈو، کیرالا تک دورے پھیلائے جانے والے تھے ویسے ہی رہ گئے۔

حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کے بعد حضرت مفتی غلام محمد خانصاحب قبلہ نے قلم سنبھالا جو صرف سنیت اور مسلک اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اشاعت اور بددینوں اور بدمذہبوں اور مخالفین کے رد میں رہا اسی کے درمیان مسلک اعلیٰحضرت کے حق ہونے پر ایک سو بتیس صفحات کا طویل اور تاریخی فتویٰ ہے جو موجودہ زمانے میں مسلک اعلیٰحضرت کے حق ہونے پر عظیم شاہکار ہے۔ اور ابھی ختم ۱۹۹۷ء تک جاری ہے انشاء المولیٰ تعالیٰ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ حضرت مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب نے انتہائی بیباکی سے سنیت اور مسلک اعلیٰحضرت کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیا ہے اور برابر لے رہے ہیں۔ دیگر تفصیلات و واقعات پھر کبھی۔ کرم فرما محسن اہلسنت الحاج محمد سعید نوری بانی رضا اکیڈمی بمبئی کی خواہش پر بعجلت قلم برداشتہ چند صفحات تحریر کردیئے۔ رضا اکیڈمی کے شکریئے کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

نوٹ: حضور مفتی اعظم ہند کی نظر کرامت جو مجھ پر تھی حضرت نے مجھے کیوں چاہا حضرت کے بعد فتنوں کا آغاز اس کے خلاف سنی آواز ناگپور کا اجراء اس کی حیرت انگیز تفصیل باقی ہے جس سے حضور مفتی اعظم کی کرامتیں کیسی کیسی ظاہر ہوتی رہیں انشاء المولیٰ تعالیٰ پھر کبھی اس کا ذکر کیا جائے گا۔ فقط

سید محمد حسینی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ رائچور

چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور

۱۴ر شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ مطابق ۵ ردسمبر ۱۹۹۷ء

حیات و خدمات
فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

از مولانا محمد عیسیٰ رضوی امجدی

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء کی کسی تاریخ میں ضلع بستی (یوپی) ہند کی مشہور آبادی اوجھاگنج میں ہوئی۔ مختصر سلسلۂ نسب یہ ہے۔

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی الشاہ جلال الدین احمد امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی بن جان محمد بن عبدالرحیم بن غلام رسول بن ضیاء الدین احمد بن محمد سالک بن محمد صادق بن عبدالقادر بن مراد علی غفرلہم۔

خاندانی حالات

آپ کے مورث اعلیٰ جناب مراد علی صاحب مرحوم علاقہ ٹرہر ضلع امبیڈکر نگر کے مشہور و معروف راجپوت خاندان کے ایک فرد تھے جو اسلام لانے سے قبل مراد سنگھ کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ جب آپ اسلامی تہذیب و تمدن اور اس کی تعلیمات سے متأثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو مراد علی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ بعد ایمان جب دشمنان اسلام کے ظلم و ستم سے تنگ آگئے تو زمینداری و تعلقہ داری کو ٹھوکر مار کر ضلع امبیڈکر نگر کے مشہور قصبہ شہزاد پور آکر مقیم ہو گئے۔ آج بھی کثیر تعداد میں آپ کی اولاد قصبہ مذکور میں آباد ہے۔

انہیں میں سے ضیاء الدین مرحوم بغرض تجارت اکثر ضلع بستی کے مختلف مواضعات و قصبات کا تجارتی دورہ کیا کرتے تھے جس کے سبب ادھر کے مسلمانوں سے اچھے تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔ بالخصوص اوجھاگنج کے مسلمانوں سے قلبی لگاؤ ہو گیا تھا اور ادھر کی آب و ہوا بھی انہیں پسند آئی تو اوجھاگنج میں زمین خرید کر اسے اپنا مستقل مسکن بنا لیا۔

Scanned with OKEN Scanner

فقیہ ملت کے والد ماجد جناب جان محمد صاحب مرحوم نہایت متقی، پرہیزگار، نیک سیرت، دریادل آدمی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ خدمت دین و خدمت خلق میں صرف کیا۔ عرصۂ دراز تک اپنے ہی گھر فی سبیل اللہ بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے رہے۔ اور پوری زندگی بلا تنخواہ نماز پنجگانہ اور جمعہ وعیدین کی امامت فرماتے رہے۔ حضرت فقیہ ملت کی فراغت سے ۸ ماہ قبل ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء کو راہی جنت ہو گئے۔

اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی بڑی ہی عابدہ، زاہدہ، پابند صوم و صلاۃ اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ صبح تلاوت قرآن پاک کی بہت ہی پابند تھیں۔ دعائے گنج العرش زبانی یاد تھی جسے اکثر پڑھا کرتی تھیں۔ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء کو یہ بھی اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کی قبروں پر رحمت و نور کی بھرن برسائے۔ آمین

تحصیل علم

آپ نے قرآن شریف، ناظرہ اور حفظ کی تعلیم اوجھا گنج ہی میں جناب مولوی محمد زکریا صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ سات سال کی عمر میں ناظرہ اور ساڑھے دس سال کی عمر ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں حفظ مکمل فرما لیا حفظ کی تکمیل کے بعد عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے قصبہ التفات گنج ضلع امبیڈکر نگر کا پہلا سفر فرمایا۔ فارسی، آمد نامہ حضرت مولانا عبد الرؤف علیہ الرحمہ التفات گنجوی سے اور فارسی کی چھوٹی بڑی کل بارہ کتابیں حضرت مولانا عبد الباری صاحب علیہ الرحمہ ڈھلمئوی سے پڑھیں۔ اور کچھ عربی کی ابتدائی کتابیں بھی۔

اسی اثنا میں آپ کے گھر پے درپے حادثات پیش آئے۔ آپ کے بڑے بھائی جناب محمد نظام الدین صاحب مرحوم ۱۳۶۳ھ میں انتقال فرما گئے۔ پھر ۸، ۱۰ ماہ کے وقفہ سے گھر میں دو بار چوریاں ہوئیں جس سے گھر کا سارا اثاثہ ختم ہو گیا۔ پھر ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء کو شدید بارش کے ساتھ آپ کے والد مرحوم کی پھوس پر ایسی بجلی گری کہ ساتھ کے تین افراد ہلاک ہو گئے خود تو بچ گئے لیکن زیادہ کام کاج کے لائق

نہ رہے۔ غربت و افلاس نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ جب گھر کی زبوں حالی دیکھی نہ گئی تو حضرت فقیہ ملت نے ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں ضلع امبیڈکر نگر التفات گنج محلہ باغیچہ کے پرانے رئیس اور مدرسہ منظر اسلام کے خزانچی حاجی محمد شفیع صاحب مرحوم کے یہاں دس روپے ماہانہ اور کھانے پر اس شرط کے ساتھ ملازمت اختیار فرمائی کہ صبح و شام دو، دو گھنٹے پڑھنے بھی جایا کریں گے۔ خزانچی مرحوم بڑے ہی دیندار اور علم دوست آدمی تھے بخوشی اجازت دے دی اس طرح تقریباً ایک سال کے اندر آپ نے مدرسہ کا مروجہ نصاب مکمل فرمالیا۔ اور تعلیم کا سلسلہ منقطع نہیں ہونے دیا۔

چونکہ بچپن ہی سے علوم دینیہ کے حصول کا ایسا جذبہ پیدا ہو چکا تھا جو مصائب و آلام کے ہجوم کے باوجود سرد ہونے والا نہ تھا۔ اب ایسے دار العلوم کی تلاش تھی جہاں رات میں تعلیم ہو تاکہ دن میں کوئی کام بھی کرتے رہیں جس سے والدین کی خدمت بھی ہوتی رہے۔

۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء کے دل دہلا دینے والے ہنگامے کے فوراً بعد جبکہ ٹرینوں میں مسلم ڈبے مخصوص ہوتے تھے والدین کریمین کی دعاؤں کی چھاؤں میں آپ ناگپور (مہاراشٹر) تشریف لے گئے اور دار العلوم اسلامیہ شمس العلوم بکرا منڈی مومن پورہ میں داخلہ لیا۔ اس زمانے میں سیاح یورپ و ایشیا رئیس التحریر مناظر اہلسنت حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ دار العلوم کے صدر المدرسین تھے۔ درس کا وقت صبح ۸ تا ۱۲ بجے اور رات ۸ تا ۱۰ بجے تھا حضرت العلام بعد مغرب ہی آجاتے اور ۱۲ بجے شب تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا پہلے سفر میں حضرت فقیہ ملت مسلسل ۲½ سال ناگپور رہ گئے۔

آپ کا معمول تھا کہ بعد مغرب کھانا وغیرہ سے فارغ ہو کر دار العلوم آجاتے اور اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ ۱۲ بجے شب تک تعلیم حاصل کرتے۔ تکرار و مذاکرہ میں منہمک رہتے اور بعد نماز فجر و عصر قرأت سبعہ کے ایک قاری سے فن قرأت

حاصل کرتے بقیہ دن کام کرتے جس سے پچیس تیس روپے ماہوار سے والدین کی خدمت کرتے اور اپنے کھانے پینے کا انتظام بھی فرماتے۔ اسی طرح تقریبًا ۵ سال ناگپور میں آپ کے زیر سایہ اکتساب فیض کا یہ سلسلہ جاری رہا۔

۲۴ شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۵۲ء کو ۱۸ سال کی عمر میں رئیس القلم استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نے دس ساتھیوں کے ہمراہ حضرت فقیہ ملت کو سند فراغت عطا فرمائی۔ اس طرح اوجھاگنج کی تاریخ میں آپ سب سے پہلے قاری و فارغ التحصیل عالم ہوئے۔

بیعت وخلافت

زمانہ طالب علمی میں ناگپور پہونچنے کے ایک سال بعد ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں مصنف بہار شریعت خلیفہ اعلیحضرت صدر الشریعہ حضرت علامہ الحاج شاہ محمد امجد علی صاحب قبلہ علیہا الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت حاصل کر کے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے ۱۴۱۲ھ میں عرس قاسمی کے موقع پر احسن العلماء حضرت علامہ شاہ سید حیدر حسن صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے حضرت فقیہ ملت کی عدم موجودگی میں سلسلۂ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ کی خلافت واجازت کا اعلان فرمایا۔ بغیر طلب یہ عطا حضرت فقیہ ملت کے تقویٰ وطہارت اور پاکیزگی نفس کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔ دوسرے سال آپ جب عرس قاسمی کے موقع پر مارہرہ مطہرہ تشریف لے گئے تو حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے آپ کی دستار بندی فرمائی۔ اس طرح آپ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ سلاسل مقدسہ کے خلیفہ و مجاز بھی ہوئے۔

حضرت فقیہ ملت قبلہ بے مثال مدرس، عالیشان خطیب، مقبول عوام وخواص مصنف اور عامۃ المسلمین کے معتمد و مرجع مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ عامل بالسنہ، صاحب تقویٰ وطہارت، پاکیزہ نفس اعلیٰ کردار شخصیت کے حامل ہیں۔ احکام شرعیہ پر سختی کے ساتھ مواظبت و مداومت رکھتے ہیں۔ حج وزکاۃ اور صوم وصلاۃ کے اس درجہ پابند ہیں کہ ان کے عمل کو دیکھ کر سلف صالحین کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں۔ اور وقت پر پابندی کے ساتھ

نماز کی ادائیگی کا تو اتنا خیال رہتا ہے کہ بالالتزام سفر میں آٹھ چیزیں ان کے ہمراہ ہوتی ہیں۔
(۱) لوٹا (۲) مصلیٰ (۳) قبلہ نما (۴) ریلوے ٹائم ٹیبل (۵) پورے ملک کا نظام اوقات الصلاۃ
(۶) الارم گھڑی (۷) وضو کے وقت استعمال کرنے کیلئے ہوائی چپل (۸) استنجا کیلئے مٹی کا
ڈھیلا۔

اندازِ سفر اور اہتمام نماز بس سے سفر کرنے کی صورت میں اگر اس بات کا شبہ ہوتا ہے کہ یکجا سفر کی صورت میں نماز قضا ہو جائے گی تو حسب ضرورت سفر کے دو یا تین ٹکڑے کر دیا کرتے ہیں۔ اور درمیان میں سفر موقوف کر کے باطمینان نماز ادا کرتے ہیں۔

ٹرین سے سفر کی صورت میں فرض، وتر اور فجر کی سنت ٹرین رکنے پر اس سے اتر کر نیچے پلیٹ فارم پر پڑھتے ہیں اور اگر نیچے نماز کی ادائیگی کے لائق مناسب جگہ ملنے کی امید نہیں ہوتی ہے تو رکی ہوئی ٹرین میں نماز ادا کرتے ہیں۔ ہاں اگر ٹرین نماز کے وقت میں کہیں نہیں رکتی ہے تو بدرجۂ مجبوری چلتی ٹرین ہی میں پڑھ لیتے ہیں پھر بعد میں اس کا اعادہ کرتے ہیں۔

درس و تدریس فراغت کے بعد سب سے پہلے آپ دولو لیا بازار ضلع بستی میں اپنے ہی قائم کردہ مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔
معیار تعلیم بلند کرنے کی ہر ممکن کوشش فرمائی مگر اراکین کے حوصلہ مند نہ ہونے کی وجہ سے ترقی کی راہ مسدود دیکھ کر ذی القعدہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں وہاں سے مستعفی ہو کر اپنے محسن استاذ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی طلب پر ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں جمشید پور بہار تشریف لے گئے۔ چونکہ اس وقت جامعہ فیض العلوم میں کسی مدرس کی ضرورت نہ تھی آپ کو ایک مکتب میں مدرس مقرر کر دیا گیا۔ بالکل ابتدائی مکتب کی تعلیم کی وجہ سے دل برداشتہ ہو کر حضرت علامہ سے اجازت لے کر آپ تقریباً ۵ ماہ بعد مکان واپس چلے آئے۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ مطابق جنوری ۱۹۵۵ء میں مدرسہ قادریہ رضویہ

بھاؤ پور ضلع سدھارتھ نگر کے مدرس ہوئے۔ حضرت فقیہ ملت کے عمل پیہم اور جہد مسلسل سے مدرسہ کے تعلیمی اور تعمیری شعبے میں کافی عروج ہوا مگر جب ڈیڑھ سال بعد اختلافات کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو وہاں سے مستعفی ہوکر شعیب الاولیاء حضرت صوفی شاہ محمد یار علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی طلب پر براؤں شریف تشریف لے آئے اور یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء سے باضابطہ طور پر دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر کے مدرس ہو گئے اور مسلسل چالیس سال تک علم وفضل کے خزانے لٹاتے رہے۔

براؤں شریف کے زمانۂ قیام میں بڑے بڑے اداروں نے اعلیٰ عہدہ اور زیادہ مشاہرہ کی پیش کش کی مگر حضرت فقیہ ملت نے روپیہ اور عہدہ کا خیال نہ فرمایا اور حضرت شعیب الاولیاء کے احسانات کے سبب آپ کے ادارہ سے الگ ہونا گوارہ نہ کیا۔

براؤں شریف میں حضرت فقیہ ملت کی مصروفیات حیرت انگیز تھیں۔ تدریس تقریر، تصنیف، فتویٰ نویسی کی ایسی مشغولیت تھی جو اکثر معاصرین میں مفقود نظر آتی ہے آپ وقت کی اس قدر پابندی فرماتے کہ کوئی وقت بے کار ضائع نہ ہونے دیتے۔ شب میں ۱۲ بجے رات تک کام کرتے اور پھر چار ہی بجے اٹھ کر کام شروع فرما دیتے تھے۔ عمر کا کافی حصہ گذر جانے کی وجہ سے کثرت کتب بینی، تصنیف وتالیف سے آنکھوں کی روشنی کافی حد تک کمزور ہو چکی تھی اسی پر بس نہیں بلکہ ذیابیطس (شوگر) جیسی پریشان کن بیماری نے بھی آگھیرا جس نے جسم کو کھوکھلا کرکے رکھ دیا۔ اب وہ طاقت نہ رہی اس لئے بتاریخ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ دار العلوم فیض الرسول سے مستعفی ہوکر اپنے وطن آگئے۔

طریقۂ تدریس

درس وتدریس کے وقت پورا رعب وجلال رہتا۔ بغیر مطالعہ کوئی کتاب نہ پڑھاتے چھوٹی سے چھوٹی کتابیں بھی پوری گھنٹی پڑھاتے جس درجہ کا طالب علم ہوتا اسی اعتبار سے آسان وسہل انداز میں مختصر مگر جامع تقریر فرماتے ابتدائی قواعد کی کتابوں کا پچھلا سبق مکمل طور پر سنے بغیر آگے نہ پڑھاتے۔ تلفظ کا خاص خیال فرماتے۔ ذ، ز، ظ کو ج۔ ش کو س اور ق کو ک پڑھنے پر سخت ناراض ہوتے۔

Scanned with OKEN Scanner

عبارت خوانی کرائے بغیر تقریر نہ شروع فرماتے۔ جماعت کے ہر طالب علم سے تھوڑی تھوڑی عبارت ضرور پڑھاتے۔ غلطی پر نہ خود بتاتے اور نہ آگے بڑھنے دیتے یکے بعد دیگرے ہر طالب علم سے سوال کرتے۔ عبارت صحیح ہونے کی صورت میں وجہ دریافت فرماتے اور نحو و صرف کے مسائل بھی معلوم کرتے۔ عبارت خوانی کے وقت ایک ہی طرف سے نہ شروع فرماتے بلکہ کبھی ادھر سے کبھی ادھر سے کبھی درمیانی جماعت سے شروع فرماتے جس کی وجہ سے مطالعہ نہ کرنے والے طلبہ آپ کی درسگاہ سے بہت گھبراتے تھے۔

حضرت فقیہ ملت کی تفہیم کا نرالا انداز تھا پہلے پچھلے سبق کا اعادہ فرماکر ہونے والے سبق کا ربط بتاتے پھر عبارت پڑھتے مشکل الفاظ کی تشریح کے بعد لفظی ترجمہ بتاتے پھر مفہوم اس انداز سے بیان فرماتے کہ اہم سے اہم مسائل آسان سے آسان تر معلوم ہوتے اکثر اعتراض خود ذکر فرماتے اور اس کا جواب دیتے اگر حاشیہ یا بین السطور کی بات ہوتی تو اس کی نشاندہی فرماتے۔ پھر با محاورہ سلیس ترجمہ فرماکر آگے بڑھ جاتے لایعنی باتیں کر کے تقریر کو ہرگز طول نہ دیتے یہی وجہ تھی کہ آپ کے درسگاہ کی کتابیں اکثر مقدار سے زائد ہو جاتی تھیں۔

راقم السطور کو بھی فخر حاصل ہے کہ براؤں شریف کے ۸ سالہ تعلیمی دور میں آپ کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہ کرنے کا شرف ملا اور حضرت اقدس کے کرم خاص سے اکثر کتابوں کے پڑھنے کا موقعہ ملا۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ منتہی کتابوں کے اساتذہ ابتدائی کتابوں میں وہ ذوق و مہارت نہیں رکھتے جو منتہی کتابوں میں ان کو ہوتی ہے۔ لیکن اس خصوص میں بھی حضرت فقیہ ملت کو یکساں کمال حاصل تھا۔ نحو، صرف، تفسیر و حدیث بڑی دلچسپی سے پڑھاتے تھے مگر فقہ آپ کا خاص فن تھا۔ ہدایہ بڑے ہی ذوق سے پڑھاتے تھے۔ جب امام صاحب کی دلیل بیان فرماتے تو چہرہ فرط مسرت سے چمکنے لگتا تھا دلائل ایسے خوبصورت انداز سے سمجھاتے کہ بآسانی ذہن نشین ہو جاتے۔ اہم سے اہم مسائل دشوار نہ معلوم ہوتے۔ فراغت کے بعد جب راقم الحروف دارالعلوم تنویر الاسلام

امرڈوبھا بستی کا مدرس ہوا اور ہدایہ پڑھانے کا اتفاق ہوا تو بعض مسائل کے حل کیلئے جب فتح القدیر جیسی مبسوط کتاب اور دیگر شروح وحواشی دیکھنے کی ضرورت پڑی تو حضرت فقیہ ملت کی وسعت نظر کا اندازہ ہوا کہ درس دیتے تھے ہدایہ کا اور نظر ہوتی تھی جملہ متعلقہ کتب پر۔

فتویٰ نویسی

دار العلوم فیض الرسول کی نشأۃ ثانیہ کے ساتھ ہی استفتی آنا شروع ہو گئے اور حضرت فقیہ ملت کو ابتدا ہی سے فقہ سے کافی دلچسپی رہی تو عمائدین ادارہ نے آپ کی فقہی بصیرت و دلچسپی کو دیکھ کر تدریس کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی کی ذمہ داری بھی آپ کو سپرد کر دی اس طرح آپ دار العلوم فیض الرسول کے سب سے پہلے مفتی ہوئے۔

آپ نے سب سے پہلا فتویٰ ۲۴ر صفر المظفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء کو ۲۴ر سال کی عمر میں تحریر فرمایا۔ ابتداءً درسیات سے فراغت کے بعد آئے ہوئے سوالوں کے جوابات خارجی اوقات میں تحریر فرماتے رہے۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد آپ کے علمی اور تحقیقی فتاویٰ کی شہرت ملک کی سرحد کو پار کر گئی اور ملک و بیرون ملک سے سوالوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ تو اوقات تعلیم سے بالتدریج چار گھنٹیاں تک مختص کر دی گئیں لیکن یہ بھی ناکافی ثابت ہوئیں۔ تقریباً ۳۰ سال تک اپنی راسخ الاعتمادی اور کمال فقہی بصیرت کی بنیاد پر دار العلوم فیض الرسول کے صدر شعبۂ افتاء کے منصب پر فائز رہے اور ایک عالم آپ کے دریائے فیض سے سیراب ہوتا رہا۔ اور الحمد للہ آج ملک کے صف اول کے مفتیان عظام میں آپ کا شمار ہے۔ آپ کی تصدیق ہی کسی فتویٰ کے مستند اور معتمد ہونے کی ضمانت ہے۔

حضرت فقیہ ملت کے فتاویٰ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مسائل نہایت سلیس، عام فہم الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں جو عبارات فقہیہ کے ساتھ مدلل اور جلد و صفحات کے ساتھ مبرہن ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاوے مقبول خاص و عام ہیں۔

آپ کے شائع شدہ فتاویٰ کی تعداد ڈھائی ہزار سے زائد ہے جو ہزاروں صفحات

پر پھیلے ہوئے ہیں۔ فتاویٰ فیض الرسول دو ضخیم جلدوں پر مشتمل آپ کا ایسا فقید المثال شاہکار ہے جو علوم و معارف کا گنجینہ اور فقہی جزئیات و تشریحات کا خزینہ ہے اس کی تیسری جلد بنام فتاویٰ برکاتیہ ہے جو پانچ سو صفحات سے زیادہ پر مشتمل ہے طباعت کے مراحل سے گذر کر عنقریب منظر عام پر آرہی ہے۔

زیارت حرمین شریفین

آپ ۱۳۹۶ھ میں حرمین شریفین کی زیارت و حج سے مشرف ہوئے۔

درس و تدریس کی ایک نئی جہت

اوجھاگنج کے قرب و جوار میں دور دور تک اہلسنت کا کوئی ایسا دار العلوم نہ تھا جہاں روزمرہ کے درپیش مسائل حل کئے جاسکتے ہوں۔ ویسے ملک میں اداروں کی کمی نہیں ہر سال مختلف اداروں سے ہزاروں طلبہ فارغ التحصیل ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ عجیب المیہ ہے کہ ایسے افراد کی تعداد روز بروز گھٹتی جارہی ہے کہ جن کی طرف رجوع کیا جاسکے ایسے وقت میں ایک ایسے ادارہ کی سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ جس میں مدارس دینیہ کے فارغ التحصیل فضلاء کو افتاء کی تربیت دی جائے جو تعلیم و تربیت کے اعتبار سے انوکھا اور دوسروں کیلئے نمونۂ عمل ہو۔

حضرت فقیہ ملت صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے رضائے الٰہی کیلئے بے سر و سامانی کے عالم میں اپنی ذاتی زمین تقریباً پونے دو بیگھہ خام کو بنام دار العلوم امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم اوجھاگنج وقف فرما کر ایک مفتی ساز ادارہ بنانے کا ارادہ فرمالیا اور خود کو اس کی تعمیر و ترقی کیلئے وقف فرمادیا۔

مورخہ ۲۶ رذی الحجہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۷ رجون ۱۹۹۴ء کو دار العلوم کا سنگ بنیاد شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے ہاتھوں سے رکھا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے چند سال کے قلیل عرصہ میں دار العلوم کی چہار دیواری، چار کمرے، ایک ہال، ایک لمبا برآمدہ،

چار بیت الخلاء، تین پیشاب خانہ، دو غسل خانہ اور ایک آفس، ایک باورچی خانہ کی الگ عمارت کی تعمیر مکمل ہو گئی۔

دار العلوم کا جشن افتتاح تعلیم ۵ ذی القعدہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء دوشنبہ مبارکہ کو منعقد ہوا۔ کثیر علماء کرام و مشائخ عظام کی موجودگی میں شارح بخاری فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی مدظلہ العالی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یوپی نے رد المحتار المعروف بفتاوی شامی کی عبارت خوانی سے مرکز تربیت افتاء کا افتتاح فرمایا۔ اس طرح مدارس کی دنیا میں ایک نئے باب کا آغاز ہو گیا۔ ملک کے مختلف درسگاہوں کے فارغ التحصیل طلبا و فضلاء دار العلوم میں رہ کر فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں ان کے لئے دو سال کا کورس مقرر کیا گیا ہے۔ وسائل کی کمی اور تشنگان علوم کے ہجوم کو دیکھتے ہوئے ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ کو تربیت افتاء کا پانچ سالہ مراسلاتی کورس بھی جاری کیا گیا ہے جس سے اب دور دراز کے علماء خط و کتابت کے ذریعہ بھی فتویٰ نویسی کی مشق کر رہے ہیں۔ کورس کی تکمیل پر مفتی کی سند و دستار سے بھی نوازا جائے گا۔

اس دار العلوم میں باضابطہ طور پر دار القضاء و دار الافتاء بھی قائم ہیں جہاں سے ضلع بستی و کبیر نگر کے اہلسنت وجماعت کے مذہبی معاملات کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ اور ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے سوالوں کے جوابات بھی پوری ذمہ داری کے ساتھ دیئے جاتے ہیں۔ درس نظامیہ کی تعلیم بھی باقاعدہ شروع ہو چکی ہے اور حفظ و قرأت کی تعلیم فن تجوید کی پوری رعایت کے ساتھ دی جاتی ہے۔

یہ سب کچھ فیض کرم ہے حضور فقیہ ملت کا اور اہلسنت کے مخیر حضرات کی توجہ خاص کا کہ اب یہ ادارہ ایسے تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کی شاخیں ملک و بیرون ملک تک پھیلتی چلی جا رہی ہیں اور شائقین علوم نبویہ کاروان در کارواں چلے آ رہے ہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

اب روزمرہ کے آنے والے مسائل کا حل، فارغ التحصیل علماء کو فتویٰ نویسی کی تربیت، تصنیف وتالیف، تقریر وتدریس، مسلمانان اہلسنت کے مابین جھگڑے کا تصفیہ آپ کی زندگی کا معمول بن کر رہ گیا ہے۔

تصنیف وتالیف

حضرت فقیہ ملت تدریس، تبلیغ، افتاء، اور تربیت فتویٰ نویسی کی مشغولیت کے باوجود تصنیف وتالیف کے ذریعہ جو دینی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ آپ نے متعدد موضوع پر کثیر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے جس سے ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے در حقیقت اشاعت دین کیلئے آپ کے خلوص کی برکتوں کا یہ ثمرہ ہے۔

آپ کی تصنیفات پر تفصیلی تبصرہ کیلئے اوراق کثیرہ درکار ہیں اجمال پر ہی اکتفا کیا جارہا ہے۔

۱۔ فتاویٰ فیض الرسول:۔ یہ حضرت فقیہ ملت کے نادر تحقیقات اور جزئیات فقہیہ پر مشتمل فتوؤں کا بے نظیر مجموعہ ہے جس میں دیگر افاضل اور اساتذۂ فیض الرسول کے بھی کچھ فتاویٰ شامل ہیں۔ اس کی دو ضخیم جلدیں سائز $\frac{20\times 30}{8}$ پر شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری جلد بنام فتاویٰ برکاتیہ زیر طبع ہے۔

جلد اوّل اس جلد میں حضرت فقیہ ملت کے ۹۲۹ اور دیگر علماء کے ۸۳ کل ۱۰۱۲ فتاویٰ ۶۷۷ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس میں کتاب العقائد سے کتاب الرضاع تک کے مسائل درج ہیں۔ متعدد جدید مسائل پر بھی طویل تحقیقی بحثیں کی گئی ہیں مثلاً لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم، تار، ریڈیو، ٹیلیفون سے رویت ہلال کا عدم ثبوت، انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چلتی ٹرین پر نماز کا حکم، ایسے مقامات کا حکم جہاں سال کے کچھ ایام میں عشاء کا وقت نہیں آتا، ٹیلیفون پر نکاح، آیت کریمہ واستغفر لذنبک پر عمدہ بحث، مسئلہ باغ فدک، حدیث قرطاس، حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح زلیخا۔

جلد دوم: اس جلد میں حضرت فقیہ ملت کے ۹۲۱ اور دیگر اساتذہ وافاضل فیض الرسول

Scanned with OKEN Scanner

کے ۴۷، مجموعہ ۹۹۵ فتاویٰ کل صفحات ۷۶۰ ہیں۔ اس میں کتاب الطلاق سے کتاب المیراث تک کے مسائل مذکور ہیں۔

اس میں بھی مختلف نئے مسائل پر عمدہ و تحقیقی بحثیں کی گئی ہیں۔ جیسے سجدۂ تعظیمی کا حکم، مروجہ تعزیہ داری، نسبندی کئے ہوئے آدمی کی اذان واقامت اور اس کی گواہی کا حکم، ڈاکخانہ و بینک سے جو زائد روپے ملتے ہیں اس کا حکم، تجارت وسیع کرنے کیلئے سودی روپیہ گورنمنٹی بینک سے لینے کا حکم، ازراہ فریب حکومت سے روپیہ حاصل کرنا، درود شریف کی جگہ ص، ع، ۲ اور صلعم لکھنے کا حکم۔

جلد سوم بنام فتاویٰ برکاتیہ۔ یہ علمی و تحقیقی مواد سے پر زندگی کے اکثر شعبے کے ضروریات سے متعلق مسائل کا بے بہا مستند ذخیرہ پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل حضرت فقیہ ملت کے فتاویٰ کا انمول گلدستہ ہے۔

(۲) **انوار الحدیث** ۱۱۳ عنوان پر اعراب وترجمہ کے ساتھ ۵۵۴ حدیثوں اور ۷۴۴ مسئلوں کا اہم مجموعہ ہے جو اپنی انفرادیت کے اعتبار سے کافی اہمیت کا حامل ہے سائز متوسط صفحات ۵۲۰ ہیں ـــ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اب تک اردو اور ہندی زبانوں میں متعدد بار شائع ہو کر ملک و بیرون ملک میں خراج تحسین حاصل کر رہی ہے۔ اور اب گجراتی میں بھی چھپنے جا رہی ہے

(۳) **عجائب الفقہ عرف فقہی پہیلیاں** فقہ حنفی کی ۳۸ مستند کتابوں کے حوالے سے حیرت میں ڈال دینے والے ۵۲۳ مسائل کا انوکھا مجموعہ ہے۔ سائز متوسط صفحات ۲۸۰ ہیں۔

(۴) **خطبات محرم** مجالس محرم کے خطباء کیلئے بارہ تقریروں کا شاندار معتمد مجموعہ ہے اس کے آخر میں مروجہ تعزیہ داری کی حرمت اور غلط رسومات کی نشاندہی پر فتاویٰ کا ایک رسالہ بھی شامل ہے جو انتہائی مفید ہے اور بالکل آخر میں حضرت فقیہ ملت مدظلہ العالی کے حالات وہدایات ہیں جو اصلاح وتربیت کیلئے درس عبرت ہیں۔ سائز متوسط صفحات ۴۴۵ ہیں

Scanned with OKEN Scanner

(۵) **انوار شریعت عرف اچھی نماز** عقائد، نماز، زکاۃ، روزہ اور نکاح وطلاق وغیرہ کے مسائل کا مستند ذخیرہ ہے جسے حضرت فقیہ ملت نے ۲۰ سالہ فتویٰ نویسی کے تجربہ کے بعد خاص طور سے عام لوگوں کیلئے تصنیف فرمائی ہے۔ یہ بعض مدارس میں داخل نصاب بھی ہے۔ یہ اردو، ہندی، بنگلہ اور انگریزی میں چھپ رہی ہے۔

(۶) **تعظیم نبی** اس کتاب میں مسئلہ تعظیم کی ایسی اعلیٰ تحقیق پیش کی گئی ہے کہ جس کے مطالعہ کے بعد دل میں عظمت رسول کا چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ یہ اردو، ہندی اور عربی میں شائع ہو رہی ہے۔

(۷) **حج وزیارت** اس کتاب کو حضرت فقیہ ملت نے ۱۳۹۶ھ میں حج حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد مرتب فرمائی ہے۔ یہ حاجیوں کیلئے ایک گرانقدر تحفہ ہے جو نہایت آسان اور عام فہم ہے۔ اس میں حج کے مسائل و دعا کے ساتھ ساتھ سفر حج کی دیگر ضروریات کا بھی ذکر ہے اور آخر میں نعتیں اور سلام بھی درج کئے گئے ہیں۔

(۸) **باغ فدک اور حدیث قرطاس** اس میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر رافضیوں (شیعوں) کے چند اعتراضات کے ایسے تحقیقی اور مسکت جوابات ذکر کئے گئے ہیں جس سے ان حضرات کی شخصیت بالکل بے غبار ثابت ہو جاتی ہے۔

(۹) **معارف القرآن** ایمان و عقیدے کو سنوارنے کیلئے آپ نے اس کتاب میں منتخب آیات مقدسہ کا ترجمہ اور تفسیر پیش فرمایا ہے۔

(۱۰) **اوجھڑی کا مسئلہ** اوجھڑی اور آنتیں کھانے کے متعلق مفتیان عظام کے فتاویٰ کا شاندار مجموعہ ہے۔

(۱۱) **علم اور علماء** قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں علم دین اور علماء کی فضیلتوں کا بہترین مجموعہ ہے۔

(۱۲) **بدمذہبوں سے رشتے** (اردو، ہندی، گجراتی اور بنگلہ) عام طور پر آج کل

سنی مسلمان بدمذہبوں بالخصوص دیوبندیوں اور وہابیوں کے مکر و فریب میں آکر ان سے میل ملاپ شادی بیاہ کو برا نہیں سمجھتے آپ نے اس کتاب میں قرآن و حدیث، اقوال ائمہ کی روشنی میں ان کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے۔

(۱۳) **بزرگوں کے عقیدے** اس کتاب میں تصرف واختیار اور علم غیب وغیرہ مختلف فیہ مسائل پر مستند حوالوں سے بزرگان دین کے عقائد و نظریات پیش کر کے عقائد اہلسنت وجماعت کی حقانیت واضح کی گئی ہے۔ سائز متوسط صفحات ۱۶۴ ہیں۔

(۱۴) **محققانہ فیصلہ** اس کتاب میں حضرت فقیہ ملت نے بدعت، صلاۃ وسلام نذر و نیاز، تکبیر کے وقت بیٹھنا وغیرہ ۸ مختلف فیہ مسائل کو نہایت ہی مدلل اور عمدہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ یہ کتاب اردو، ہندی اور گجراتی زبانوں میں اب تک ۵۰ ہزار سے زائد تعداد میں شائع ہو کر ہند و پاک میں مقبول ہو چکی ہے۔

(۱۵) **سید الاولیاء** یہ کتاب حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات وکرامات اور نصیحتوں سے پر آپ کے ملفوظات کا بہترین مجموعہ ہے۔ سائز متوسط صفحات ۴۶ ہیں۔

(۱۶) **ضروری مسائل** یہ آٹھ مدلل اہم فتاویٰ کا شاندار مجموعہ ہے مثلاً انجکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں، نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کا حکم، غیر صحابہ کو رضی اللہ عنہ کہنے کا حکم، غیر عربی میں خطبۂ جمعہ کا حکم، مسجد میں نماز جنازہ کا حکم، مسلمانوں کی قبر کیسی ہونی چاہیے، قبروں کو سجدہ کرنا کیسا ہے، عرب میں کافروں کے وجود پر تحقیقی بحث۔ سائز متوسط صفحات ۸۰ ہیں۔

(۱۷) **حرمت سجدۂ تعظیم** یہ ۱۶ صفحات پر مشتمل غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے اور سجدۂ تعبدی کے کفر ہونے پر نہایت ہی تحقیقی اور مفید رسالہ ہے۔

(۱۸) **سوانح لطیف** حضرت شعیب الاولیاء، شاہ محمد یار علی علیہ الرحمہ بانی دار العلوم فیض الرسول کے مرشد اجازت قطب وقت حضرت شاہ عبد اللطیف صاحب علیہ الرحمۃ

Scanned with OKEN Scanner

والرضوان ستھن شریف (ضلع سلطانپور۔ یوپی) کے حالات زندگی پر مشتمل نصیحت آمیز ۱۶ صفحات کا مختصر رسالہ ہے۔

(۱۹) گلدستۂ مثنوی اس کتاب میں مولانا روم علیہ الرحمہ کی مثنوی شریف کا ایمان افروز، سبق آموز۔ انتخاب اصل فارسی میں اعراب لگے ہوئے عام فہم سلیس ترجمہ مختصر تشریح کے ساتھ پیش کیا گیا ہے سائز متوسط صفحات ۹۶ ہیں۔

(۲۰) غیر مقلدوں کے فریب اس کتاب میں نام نہاد اہل حدیث کی مکاریوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ اور ان کے پوشیدہ راز ظاہر کئے گئے ہیں۔ اور اس کے آخر میں غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری کی تصنیف حقیقت الفقہ کے چالیس فریب بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ اس کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ سائز متوسط صفحات ۸۰ ہیں۔

(۲۱) احکام نیت نیت کے مسائل سے ناواقفیت کی بنا پر جو لوگ نام و نمود کے سبب اپنے نیک کاموں کا ثواب ضائع کر دیتے ہیں۔ ان کی اصلاح و تعلیم کی خاطر نیز نیت کے دیگر احکام اس کتاب میں قرآن حدیث اور فقہ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں سائز متوسط صفحات ۹۵ ہیں۔

(۲۲) نورانی تعلیم سوال و جواب کے طرز پر بچوں کے دینی نصاب پر آپ کی لکھی ہوئی قاعدۂ اول تا پنجم پرائمری درجات میں نہایت مقبول ہے۔ براعظم ایشیاء کے علاوہ امریکہ، افریقہ، انگلینڈ، ہالینڈ وغیرہ ممالک میں داخل نصاب ہے۔ بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لئے دینی تعلیم کا یہ سلسلہ بے انتہا مفید ہے۔

حضرات! حضرت فقیہ ملت مدظلہ العالی کی تصانیف مبارکہ کی فہرست آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ ان کے موضوعات ہی سے ان کی افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان میں بعض تصانیف تو شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں اور تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔ اس مختصر سے مقالہ میں ان پر سیر حاصل بحث کی گنجائش نہیں ہے مگر اس حقیقت سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت فقیہ ملت مدظلہ العالی نے ادب برائے ادب کبھی نہیں استعمال کیا

بلکہ ادب برائے افادۂ عامہ اور اصلاح ملت ہمیشہ آپ کا مطمح نظر رہا ہے۔
ماحول اور تقاضائے وقت کے اعتبار سے نئے نئے اصلاحی موضوعات کا انتخاب ان کا طریقۂ امتیاز ہے جس عنوان پر بھی لکھتے ہیں خوب مدلل و مفصل لکھتے ہیں اور اس کے تمام گوشوں پر نظر رکھتے ہوئے سبھی مالہٗ و ماعلیہ کی بھرپور وضاحت فرماتے ہیں۔
خدائے بزرگ و برتر ان کے علمی و قلمی فیضان کو تادیر جاری و ساری رکھے اور رہتی دنیا تک تشنگان علوم اسلامیہ اس سے سیراب ہوتے رہیں آمین یارب العلمین۔

کتب خانہ امجدیہ

دین کی اشاعت کتابوں کے ذریعہ کافی ٹھوس اور مستحکم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کے لئے ہر شہر میں کتب خانہ قائم کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ ہر گھر میں اپنی کتابیں پہونچا کر بدمذہبی پھیلا رہے ہیں۔ حضرت فقیہ ملت نے ان کے دام فریب سے بھولے بھالے مسلمانوں کو بچانے کی خاطر اور مذہب کی اشاعت اور سنیت کی حفاظت کیلئے کتب خانہ امجدیہ قائم فرما کر دنیائے سنیت پہ احسان عظیم فرمایا کہ آج ملک و بیرون ملک کے بے شمار لوگ اس کی شائع کردہ کتابوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اپنے ایمان و عمل کو سنوار رہے ہیں۔

اصلاحی خدمات

عام طور سے مسلم معاشرہ میں جو برائیاں پیدا ہوگئی ہیں آپ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ ان کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش فرماتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے کبھی بھی حق کو بیان کرنے میں مداہنت اور مصلحت کو اختیار نہیں فرماتے اور نہ ہی خلاف شرع امور کو دیکھ کر خاموش رہتے ہیں۔ بلا خوف لومۃ لائم حق کو ظاہر فرماتے ہیں۔ آپ نے مسلمانان عالم کو بدعات و خلاف شرع رسموں سے پاک کرنے کی جو کوشش فرمائی ہے وہ سنہری حرفوں سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ مثلاً گستاخان رسول علمائے دیوبند اور ان کے پیروکاروں کی تردید، مروجہ تعزیہ داری اور اس سے متعلق خرافات کا رد، فاسق و بدعمل اور

شریعت کا مذاق اڑانے والے باباؤں کی مخالفت، شادی کی بری رسموں کے خلاف اعلان حق، دیوبندیوں اور دیگر گمراہ مصنفوں کی مروجہ کتب مثلاً بہشتی زیور، مفتاح الجنۃ راہ نجات وغیرہ کے خلاف تحریک چلا کر سنی کتب بالخصوص تمہید ایمان، بہار شریعت انوار شریعت کو رواج دینا، سوم و چہلم وغیرہ مواقع پر عام مردوں کے نام ایصال ثواب کیلئے دعوت عام کی روک تھام کر کے صحیح مسئلہ پر عمل کی تلقین کرنا، قرآن مجید مع ترجمہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور بہار شریعت از صدر الشریعہ علیہ الرحمہ میں جو عرصہ سے کتابت کی غلطیاں چلی آرہی تھیں آپ نے ان کی نشاندہی فرمائی اور رسائل واخبارات کے ذریعہ قوم کو آگاہ فرمایا، اوجھڑی اور دیگر ناجائز وحرام اشیاء جنہیں لوگ عام طور سے کھاتے رہے ہیں ان کی حرمت و مذمت فرمائی اور کتاب شائع فرما کر مسئلہ کو عام فرمایا۔ وغیرہ وغیرہ۔

عہدۂ قضاء مسلمانان اہلسنت وجماعت کے مابین آئے دن ایسے مسائل و اختلافات پیدا ہوتے رہتے ہیں جس کے تصفیہ کیلئے قاضی شرع کی خدمت میں رجوع لازم وضروری ہوتا ہے۔ اس دور میں جبکہ سلطان یا اس کا مقرر کردہ قاضی ناپید ہے ضلع کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم دین ہی احکام شرعیہ کے نفاذ کیلئے مرجع قرار پاتا ہے اور اسی کا فیصلہ نافذ اور واجب العمل ہوتا ہے۔ ضلع بستی میں اس طرح کوئی انتظام نہ تھا عام طور پر علم سے بے بہرہ بعض ناعاقبت اندیش اغیار سے اپنے مقدمات فیصل کراتے تھے جس کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں —— ملت کا ہر درد مند طبقہ اس جماعتی خلاء کو پر کرنے کی آرزو ئیں لئے ہوتے اس کمی کو محسوس کرتا رہا۔ بالآخر ۵ ذی القعدہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء دوشنبہ مبارکہ کو دار العلوم امجدیہ کے جشن افتتاح تعلیم کے موقع پر ضلع بستی کے تقریباً تمام سنی مدارس کے علمائے کرام بالخصوص ان کے صدر المدرسین اور اہلسنت کے ارباب علم و دانش نے نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی مدظلہ العالی

صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اور رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ اور خواجۂ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی موجودگی میں متفقہ طور پر حضرت فقیہ ملت صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو ضلع بستی کا قاضی شرع مقرر کیا۔ پھر رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اس انتخاب کا اعلان فرمایا اور شارح بخاری فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی دامت فیوضہم نے قضاء کی دستار بندی کی ـــ اب مسلمانان اہلسنت ضلع بستی اپنے نزاعی مسائل حضرت فقیہ ملت صاحب قبلہ امجدی مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اور آپ حسب موقع حکم شرع بتاتے یا فیصلہ سناتے ہیں جس سے ایک جماعت کثیرہ فیضیاب ہو رہی ہے۔

قبلہ عالم ایوارڈ سلطان المرشدین شیخ المشائخ قبلہ عالم حافظ صحیح بخاری شریف، حضرت سید شاہ عبد الصمد علیہ الرحمۃ والرضوان کی روحانی یادگار خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اٹاوہ کے ذیلی ادارہ جامعہ صمدیہ کے ارباب حل وعقد نے مورخہ ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو یہ طے کیا کہ جامعہ صمدیہ کی طرف سے ہر تین سال کے بعد اس عظیم شخصیت کو جس نے دینی خدمت اور مسلک کے فروغ واشاعت میں نمایاں کارنامے انجام دیئے ہوں "قبلۂ عالم ایوارڈ" دیا جائے۔ اراکین جامعہ صمدیہ کی نگاہ انتخاب سب سے پہلے حضرت فقیہ ملت پر پڑی اور آپ کو بتاریخ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۹۶ء "قبلۂ عالم ایوارڈ" دیا۔ اس حسین موقع پر جامعہ صمدیہ کی طرف سے آپ کو ایک اعزازی سند، جبہ ودستار اور زر نقد پانچ ہزار سے نوازا گیا۔

شاگردوں کو وصیت حضرت فقیہ ملت مدظلہ العالی نے اپنے تلامذہ کو جو وصیت فرمائی ہے وہ نہایت ہی نصیحت آمیز اور باعث تقلید ہیں ـــ خلوص کے ساتھ خدمت دین کو زندگی کا مقصد قرار دو، حصول زر کو مقصد زندگی نہ بناؤ، مسجد یا مدرسہ کی ملازمت کے معنی میں عالم نہ رہو

نائب رسول کے معنیٰ میں عالم بنو، قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ فقہ کا زیادہ مطالعہ کرو، صحیح معنیٰ میں عالم بننے کیلئے علمائے اہلسنت خصوصاً اعلیحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیفات کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرو، عالم کی سند مل جانے کو کافی نہ سمجھو بلکہ زندگی بھر تحصیل علم میں لگے رہو کہ حقیقت میں علم حاصل کرنے کا زمانہ فراغت کے بعد ہی ہے، خود بھی باعمل رہو اور دوسروں کو بھی باعمل بنانے کی کوشش میں لگے رہو، بدمذہب اور دنیا دار مولوی سے دور بھاگو جیسے شیر سے بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ وہ جان لیتا ہے اور یہ ایمان برباد کرتا ہے، گورنمنٹ کے الحاق سے کہ جس سے اکثر دینی مدارس دنیا دار ہو گئے اور ان کی تعلیم برباد ہو گئی حتی الامکان اس سے بچو اور مکر و فریب سے گورنمنٹ کا بھی پیسہ حاصل نہ کرو کہ غدر اور بد عہدی مطلقاً سب سے حرام ہے، دین میں کبھی مداہنت نہ اختیار کرو حق گوئی اور بے باکی اپنا شعار بناؤ، اپنے روپے کو بینک میں رکھنے اور دوسرے کاروبار میں لگانے کی بجائے نیک کام میں لگاؤ کتابیں تصنیف کرو اور اسے چھپوا کر اسلام کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرو، اساتذہ کے حقوق کو تمام مسلمانوں کے حقوق پر مقدم رکھو اور انہیں کسی طرح کی ایذا نہ پہونچاؤ ورنہ علم کی برکت سے محروم رہ جاؤ گے۔

(خطبات محرم از صـ ۵۴۲ تا صـ ۵۴۳)

اہل وعیال

آپ کی پہلی شادی اپنے وطن اوجھاگنج ہی میں ہوئی تھی ان سے ایک صاحبزادی اور صاحبزادے پیدا ہوئے۔ صاحبزادی کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا صاحبزادے مولانا اعجاز احمد صاحب نوری وقت کے اچھے حافظ و قاری اور عالم دین ہوئے جو دار العلوم احسن المدارس نئی سڑک کانپور میں نائب عالیہ کے عہدہ پر فائز ہیں ـــ اہلیہ محترمہ کے انتقال کے بعد آپ نے موضع مرسٹھوا گنیش پور ضلع بستی کے ایک دیندار گھرانے کے فرد جناب عبد الرحمٰن صاحب کی صاحبزادی سے دوسرا عقد فرمایا۔ بفضلہ تعالیٰ یہ علم دین کی خدمت میں آپ کا دست راست ثابت

Scanned with OKEN Scanner

ہوئیں۔ ان سے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادگان میں مولانا انوار احمد صاحب امجدی و مولانا ابرار احمد صاحب امجدی بھی باصلاحیت عالم ہوئے اور چھوٹے صاحبزادے مولوی ازہار احمد بھی دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت فقیہ ملت صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ہمیشہ دینی تعلیم ہی کو اصل اور مقدم رکھا وسعت کے باوجود کبھی بھی دنیوی تعلیم کی طرف توجہ نہ فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ کے سبھی صاحبزادگان اچھے عالم دین ہوئے اور دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

حضرت فقیہ ملت ارباب علم ودانش کی نظر میں

آخر میں حضرت فقیہ ملت کے تعلق سے اکابر علمائے کرام اور دانشوران ملت کے کچھ تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جس سے مظہر اسلاف حضرت فقیہ ملت کی شہرت و عظمت اور مابین العلماء آپ کی قرار واقعی حیثیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

● ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم شعبۂ تقابل ادیان ہمدرد یونیورسٹی نئی دلی لکھتے ہیں۔

"بستی ضلع کے آپ واحد مرجع فتاویٰ جید مفتی ہیں۔ جن کو نہ صرف روح فتویٰ نویسی کا مکمل درک ہے بلکہ فقہ کے غامض مسائل اور جزئیات پر عبور حاصل ہے اور ملک کے صف اول کے مفتیان کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شہرت ملک کی سرحد پار کر گئی ہے،، (تذکرۂ علمائے بستی ص۷۹)

● شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ غلام عبدالقادر صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف تحریر فرماتے ہیں۔

"استاذ گرامی فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ شعبۂ افتاء کی قدآور فقہی بصیرت کی حامل شخصیت ادارہ فیض الرسول کے اس گوہر نایاب کی حیثیت رکھتی ہے جس کی تابانی سے دور دور تک لوگ مستفیض ہو رہے ہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم ص۳۳)

Scanned with OKEN Scanner

ادارۂ معارف نعمانیہ لاہور سے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد فیاض احمد صاحب دام فیضہ الجاری لکھتے ہیں۔

"یقیناً آپ جیسی ہستیاں مسلک کیلئے سرمایۂ افتخار ہوتی ہیں۔ علمی و تحقیقی تصانیف آپ کا عظیم سرمایہ ہے جن سے آئندہ نسلیں آج سے بھی زیادہ مستفید ہوں گی۔ آپ کا وجود مسعود اہلسنت وجماعت کیلئے نعمت سے کم نہیں۔ (مکتوب بنام فقیہ ملت محررہ ۷ ارجب ۱۴۱۰ھ

● مبلغ سنیت حضرت علامہ تابش قصوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ کے حالات پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی اور بعض مقام تو بڑے رقت انگیز ہیں آپ کے حالات نے سلف کی یاد دلائی اور خلف کیلئے سبق آموز ہیں۔ آپ کی بیحد مصروفیت بھی اس دور کے علماء کیلئے ایک انمول درس ہے۔ آپ جیسی دین وملت کی ہمدرد ہستیوں کا وجود ہی دین کی بقا کا اہم سبب ہے، اللہ تعالیٰ آپ اور علمائے اہلسنت کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔" (از مکتوب تابش قصوری بنام فقیہ ملت)

● عالمی شہرت کے حامل محقق عصر حضرت علامہ عبدالحکیم صاحب قبلہ شرف قادری نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور لکھتے ہیں۔

"فقیر آپ کی متعدد علمی اور گراں مایہ تصانیف کی زیارت کر چکا ہے۔ آپ کی تصانیف فقاہت اور افادیت عامہ کی حامل ہیں مولائے کریم آپ کے فیوض کو وسعت عامہ عطا فرمائے۔" (مکتوب محررہ ۲۵ محرم ۱۴۰۹ھ)

"آپ کا انداز تبلیغ وتربیت لائق تحسین ہی نہیں قابل تقلید بھی ہے۔ آپ ایسی ہستیاں جہالت اور بے راہ روی کے اندھیروں میں مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ (مکتوب محررہ ۲۵-۸-۱۹۸۱ء)

"آپ کی تصانیف عالیہ مسلک اہلسنت وجماعت کیلئے متاع بیش بہا ہیں۔ اور خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ پامال راہوں سے گریز کرتے ہوئے نئی نئی راہیں تلاش کرتے ہیں اور اس میں کامرانی وارجمندی کے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو

Scanned with OKEN Scanner

تادیر سلامت رکھے اور گرانقدر دینی و ملی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرماتے۔
(مکتوب محررہ ۳ ۹/۹۴ء)

o اس خصوص میں آپ کے شفیق و کریم استاذ رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کے تاثرات جو اظہار حقیقت پر مبنی ہیں بار بار پڑھے جانے کے لائق اور باعث عبرت ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"عزیز گرامی حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی دامت برکاتہم کو خداوند کریم نے بہت ہی خوبیوں سے نوازا ہے وہ بلند پایا راسخ العلم مدرس بھی ہیں۔ حاضر دماغ اور بالغ نظر مفتی بھی خوش بیان اور نکتہ رس خطیب بھی۔ اور فکر انگیز اور حقائق نگار مصنف بھی اور ان ساری خوبیوں کے ساتھ ساتھ متواضع شریف النفس اور عالم باعمل بھی،، (مقدمہ عجائب الفقہ ص۱۵)

"آپ کو میں نجات اخروی کی پونجی سمجھتا ہوں۔ میں سیاہ کار کا سیاہ کار ہی رہا لیکن آپ نے مرضیات الٰہی کو پالیا۔ آپ کی ذات سے دین کو جو تقویت حاصل ہوئی ہے وہ میرے لئے باعثِ افتخار ہے۔ الدال علی الخیر کفاعلہ۔ جزاکم المولیٰ تعالیٰ احسن الجزاء،، (مکتوب بنام فقیہ ملت محررہ ۱۶ ۲/۸۴ء)

اس دور قحط الرجال میں جہاں ہر ہر قدم پر مصلحت اندیشیاں اور موقع شناسیاں ہی نظر آتی ہیں۔ دنیوی اغراض و مقاصد کے پیش نظر اظہار حق میں تامل کیا جاتا ہے نہ جانے کتنے خلاف شرع امور نظروں کے سامنے ہوتے رہتے ہیں مگر شاید انکار فی القلب کے علاوہ ان کی روک تھام کیلئے بہتوں کی زبان نہیں کھلتی۔ ایسے پرآشوب اور فتنہ بداماں ماحول میں حضرت فقیہ ملت کی ذات ایک چراغ منزل کی حیثیت رکھتی ہے۔

خدائے علیم و قدیر ان کا سایۂ کرم تادیر سلامت رکھے اور ان کے فیوض و برکات کو عام سے عام تر بناتے۔ وابستگان سلسلہ اور حضرات تلامذہ کو ان

کے اوصاف حمیدہ کا مظہر اور صاحبزادگان کو ان کا سچا اور صحیح جانشین بنائے۔
آمین بحرمت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

Scanned with OKEN Scanner

از: ابوظفر فتح احمد بستوی مصباحی
ڈربن۔ ساؤتھ افریقہ

مولانا یٰسٓ اختر مصباحی

ایک تعارف!

تمہید فاضل جلیل ادیب شہیر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب برصغیر ہند و پاک کے ان ممتاز علماء میں سے ایک ہیں جو بالغ نظر اور دیدہ ور اہل فکر و قلم میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی شخصیت ملک گیر نہیں بلکہ عالمگیر (انٹرنیشنل) ہے۔ عوام و خواص میں آپ کی حیثیت صرف ایک مدرس، مصنف (اور اب مقرر بھی) ہی کی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ آپ کو عظیم اسلامی اسکالر، مذہبی مفکر اور سیاسی مدبّر بھی مانا جاتا ہے۔ آپ ملی قائد اور قومی رہنما بھی تسلیم کئے جاتے ہیں۔ خاص بات یہ کہ آپ اکابر و معاصرین میں یکساں مقبول اور اپنوں اور غیروں میں معروف و مشہور ہیں۔

نام و جائے پیدائش آپ کی پیدائش صوبہ اتّر پردیش کے علمی و ادبی ضلع اعظم گڈھ کے ایک گاؤں خالص پور۔ ادری ضلع اعظم گڈھ۔ یوپی۔ انڈیا میں ۱۲ فروری ۱۹۵۳ء کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ نور محمد (وفات ۱۹۷ء)

تھا۔ والدین نے آپ کا نام محمد لٰیسین رکھا۔ بعد میں آپ نے اپنا تخلص "اختر" رکھا اور مولانا لٰیسین اختر مصباحی کے عرف سے مشہور ہوئے۔ دو بڑے بھائی ماسٹر محمد اسماعیل و محمد یوسف بقید حیات ہیں۔ تین لڑکے محمد نعیم اختر، محمد نسیم اختر، محمد فہیم اختر دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔

تعلیم

آپ کی ابتدائی تعلیم مثلاً ناظرہ و اردو وغیرہ تو گاؤں ہی کے مدرسہ بیت العلوم میں ہوئی۔ مدرسہ ضیاء العلوم، قصبہ ادری ضلع اعظم گڑھ اور مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم قصبہ خیرآباد ضلع اعظم گڑھ میں فارسی، عربی کے چند درجات کی تعلیم کے بعد درس نظامیہ کی تعلیم اعلیٰ کے لئے دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں داخل ہوئے اور تفسیر قرآن، حدیث نبوی، فقہ اسلامی، ادب عربی اور منطق و فلسفہ کے علوم و فنون کی تکمیل فرمائی اور حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ، بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے تلمیذ رشید کی حیثیت سے سنہ ۱۹۷۰ء میں سند دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اسی لئے آپ اپنے آپ کو مصباحی لکھتے ہیں۔

دیگر امتحانات

درس نظامیہ کی فراغت کے ساتھ درس عالیہ میں عربی و فارسی بورڈ اتر پردیش سے عالم (مساوی بی۔ اے) اور فاضل ادب عربی (مساوی ایم۔ اے) کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور عربی ادب کی خصوصی تعلیم کے لئے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے سنہ ۱۹۷۳ء میں الاختصاص

فی الادب العربی کے دو سالہ کورس کی تکمیل کی اور امتیازی حیثیت سے حصولِ سند میں کامیاب رہے۔ اسی طرح لکھنؤ یونیورسٹی سے بی۔اے سال اوّل کا بھی امتحان دیا۔ مگر سال آخر کے امتحان سے پہلے ہی آپ انڈیا سے باہر چلے گئے۔

تدریس

۱۹۷۱ء میں دار العلوم غریب نواز الہ آباد میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اور جنوری ۱۹۷۴ء سے اپریل ۱۹۸۲ء تک اپنے مرکز علم، معدن علم، منبع علم، مادر علم الجامعة الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں شیخ الادب کی مسند پر فائز رہے۔ یوں ہی جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی میں ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۰ء تک استاذ اسلامیات کی حیثیت سے تعلیم و لیکچر دیتے رہے۔

وابستگی و دلچسپی

ریاض سعودی عرب میں ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۴ء تک کمپیوٹر سروس اور اس کے عربی متعلقات سے وابستہ رہے۔ پھر ۱۹۸۴ء سے تاحال دہلی میں قیام پذیر رہ کر دینی، علمی و صحافتی خدمات سے وابستہ ہیں۔ ملی و اجتماعی امور و معاملات سے خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔

سمینار و کانفرنس

علی گڈھ، لکھنؤ، الہ آباد، کالی کٹ کیرالا حیدر آباد دکن، ناگپور، کلکتہ، بھوپال بستی براؤں شریف، سرینگر، دہلی، بمبئی وغیرہ (انڈیا) کراچی، لاہور اسلام آباد (پاکستان) مانچسٹر، لندن (انگلینڈ) طرابلس (لیبیا) وغیرہ کے اسلامی سمیناروں اور کانفرنسوں میں آپ عملی شرکت فرما چکے ہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

مضامین ومقالات

ہند وبیرون ہند کے مختلف رسائل وجرائد اور اخبارات و مجلّات مثلاً الرائد لکھنؤ، تعمیر حیات لکھنؤ، اشرفیہ مبارکپور، پاسبان الہ آباد، سُنّی دنیا بریلی، قاری دہلی، المیزان بمبئی، نور مصطفےٰ پٹنہ، اسلام اور عصر جدید دہلی، ہجوم دہلی، نئی دنیا دہلی، اخبار نو دہلی، قومی آواز دہلی، انقلاب بمبئی، رہنمائے دکن حیدرآباد، مسلم ٹائمز بمبئی، حجاز لندن معارف رضا کراچی وغیرہ میں آپ کے پچاس سے زیادہ اردو اور عربی مضامین ومقالات کی اشاعت ہو چکی ہے۔ کتابوں پر مقدمے اور تبصرے نیز مذہبی وسیاسی اخباری بیانات ومراسلات اس کے علاوہ ہیں۔

ماہنامہ حجاز جدید

سنہ ۱۹۸۸ء سے سنہ ۱۹۹۲ء تک اپنے ذاتی ماہنامہ حجاز جدید دہلی کی باوقار ادارت سے آپ نے اپنی صحافت کا لوہا منوایا۔ یہ رسالہ اپنوں اور غیروں میں یکساں مقبول رہا۔ الحمد للہ کہ راقم فتح احمد بستوی مصباحی نے بھی مدیر معاون کی حیثیت سے از اوّل تا آخر اس ماہنامہ کی خدمت کی ہے۔

تصنیف وترجمہ

دینی وعلمی موضوعات پر چھوٹی بڑی بیس سے زائد مطبوعات تصانیف و تراجم آپ کے قلم کا شاہکار ہیں۔ جن کے متعدد ایڈیشن ہندوستان کے علاوہ کراچی، لاہور، ملتان، (پاکستان) سے بھی نکل چکے ہیں۔ آپ کی عربی تالیف "المدیح النبوی"، ہند وپاک کے سیکڑوں

مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے۔

تحسین و توصیف چھ سو صفحات پر مشتمل آپ کی مشہور تالیف "امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات"، کی تحسین اور اعتراف خدمت کے طور پر بمبئی کے ایک اجلاس ۱۹۹۱ء میں رضا اکیڈمی بمبئی نے آپ کی خدمت میں مبلغ گیارہ ہزار روپے کے ساتھ ایک توصیف نامہ بھی پیش کیا۔

اہم کارنامہ آپ کی بے شمار اور روشن خدمتوں میں سے ایک عظیم اور اہم کارنامہ دارالقلم دہلی کا تاریخ ساز منصوبہ ہے۔ جس کے تکمیلی مراحل کے لئے آپ شب و روز جد وجہد فرما رہے ہیں۔ تاکہ مدارس اسلامیہ اور کالج و یونیورسٹی کے دینی ذوق رکھنے والے ان ممتاز طلبار کے لئے اس "اسلامک ایجوکیشن اینڈ ریسرچ سینٹر"، میں ابھرتے ہوئے جدید مسائل پر تحقیق و ریسرچ کا معقول انتظام کیا جا سکے جن سے مستقبل میں خدمت اسلام کی اچھی توقعات وابستہ ہیں۔

عہدہ و ذمہ داریاں مختلف اداروں کے سرپرست و نگراں اور ناظم و مشیر ہونے کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ آپ المجمع الاسلامی مبارکپور (قائم شدہ ۱۹۷۶ء) کے بانی رکن۔ کل ہند مسلم پرسنل لاء کانفرنس (قائم شدہ ۱۹۸۵ء) کے نائب صدر۔ دارالقلم دہلی (قائم شدہ ۱۹۹۱ء) کے بانی و مہتمم جامعۃ الفرقان گوونڈی بمبئی (قائم شدہ ۱۹۹۴ء) کے بانی۔ مسلم کونشن

اتر پردیش (قائم شدہ ۱۹۹۶ء) کے بانی رکن، درگاہ کمیٹی اجمیر شریف (۱۹۹۷ء) کے رکن ہیں۔

غیر ملکی اسفار نیپال، پاکستان، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، لیبیا، انگلینڈ، ساؤتھ افریقہ وغیرہ کا سفر و دورہ فرما کر آپ نے سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ پر بھی عمل کیا ہے اور عبرت و موعظت، تجربہ و آگاہی کے آبدار گوہر چنے ہیں۔

دیارِ حرمین: بہت سے اولیاء کرام کے مزارات و متبرک مقامات کی زیارت کے ساتھ دنیا کے سب سے مقدس مقامات دیارِ حرمین (مکہ و مدینہ) میں متعدد حاضری سے مشرف ہو چکے ہیں۔

بیعت واجازت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمہ (وصال ۱۹۲۱ء) کے فرزند اصغر میرے پیر و مرشد تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ (وصال ۱۹۸۱ء) سے آپ کو بیعت کا شرف اور فضیلۃ الشیخ سید محمد بن علوی مالکی مکی سے اجازتِ سلاسل و اسانید کی سعادت حاصل ہے۔

علماء و مشائخ کی کرم نوازی آپ پر علماء و مشائخ کی کرم نوازیاں ہمیشہ رہیں خصوصًا حضرت سید محمد بن علوی مالکی (مکہ مکرمہ) حضرت شیخ فضل الرحمٰن القادری (مدینہ منورہ) حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری (بریلی شریف) حضرت فقیہ عصر مفتی محمد شریف الحق

امجدی مبارکپور ——— حضرت علامہ ارشد القادری (دہلی) حضرت شیخ ابوبکر احمد مسلیار (کالی کٹ کرالہ) حضرت شاہ احمد نورانی (کراچی) حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد (کراچی) حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی (لاہور) حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری (لاہور) حضرت مولانا قمر الزماں اعظمی (مانچسٹر) حضرت مولانا شاہد رضا نعیمی (لندن) سے بہت قریبی اور مخلصانہ روابط و تعلقات ہیں۔

اساتذہ آپ کے اساتذۂ کرام میں جلالۃ العلم حضور حافظ ملّت الشاہ عبد العزیز محدّث مراد آبادی علیہ الرحمہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، ماہر درسیات حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ. قاضی شریعت حضرت مولانا محمد شفیع مبارکپوری علیہ الرحمہ. بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی مدظلہ العالی قابل ذکر ہیں۔

رفقاء آپ کے احباب کی فہرست بڑی طویل ہے مگر چار یار ایسے ہیں جو ہم عمر و ہم عصر ہونے کے ساتھ ساتھ ہم مزاج و ہم خیال بھی ہیں۔ وہ رفیقان گرامی یہ ہیں حضرت مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔ حضرت مولانا افتخار احمد قادری مصباحی رسعودی عرب (سابق استاذ جامعہ اشرفیہ) حضرت مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی، صدر مدرس دار العلوم قادریہ چریاکوٹ (سابق ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور) یہی نفوس اربعہ المجمع الاسلامی مبارکپور کے بانی ارکان و ذمہ دار بھی ہیں مگر چند سال قبل ارکان کی تعداد میں خاصا اضافہ ہو چکا ہے مولانا بدر القادری مصباحی (ہالینڈ) بھی آپ کے خصوصی رفقاء میں شامل ہیں۔

Scanned with OKEN Scanner

تلامذہ

ہندو نیپال کے اندر پھیلے ہوئے آپ کے سیکڑوں باصلاحیت تلامذہ کے علاوہ پاکستان متحدہ عرب امارات، کویت، سعودی عرب، ماریشش، کینیا، و تنزانیہ، زامبیا، ساؤتھ افریقہ، ہالینڈ، انگلینڈ اور امریکہ میں ایک درجن سے زائد شاگرد و تلامذہ دینی و علمی خدمات انجام دے رہے ہیں جن میں چند مشہور حضرات درج ذیل ہیں:

ہندوستان میں

مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، مولانا معین الحق علیمی، مولانا مجاہد حسین رضوی پلاموی، مولانا محمد علی فاروقی رائے پوری، مفتی محمود اختر قادری مولانا عبدالغفار اعظمی، مولانا محمد حسین ابوالحقانی، مولانا عبدالحق رضوی مولانا بدر عالم، مولانا بدرالدجیٰ، مولانا اقبال گورکھپوری، مولانا فروغ اعظمی، مولانا الیاس گجپور گرنٹ، مولانا صغیر احمد جوکھنپوری، مولانا تطہیر بریلوی، مولانا محمد حنیف بریلوی، مفتی شمس الدین رضوی بہرائچ مفتی اشرف رضا، مولانا عبدالرشید رحمانی، مولانا عبدالقیوم مصباحی مولانا انوار الحق نوری اندور، مولانا قمر عالم اشرفی مظفر پوری، مولانا عارف اللہ مصباحی، مولانا طیب علی رضا بنارس، مولانا مرشد القادری بھدوہی مولانا جرار علی کھمریا، مولانا پیر ریاض تیغی، مولانا فیض احمد فیض، غازی پوری، مولانا سید شمس الدین کرناٹک، مولانا قاضی محمد ابراہیم مقبولی، مولانا سید آل رسول حبیبی، مولانا علیم الدین چشتی، مولانا ممتاز عالم سہسادی، مولانا انوار احمد پلاموی، مولانا خورشید ہاشمی گیاوی مولانا نظم علی مرزاپوری، حافظ شہادت حسین بہرائچی، مولانا قمر الدین

گورکھپوری، مولانا حبیب الرحمٰن بستوی وغیرہم۔

ممالک افریقہ میں

راقم فتح احمد بستوی مصباحی، مولانا سید محمد علیم الدین اعظمی، مفتی عبدالمجید رضوی، مولانا عبدالسمیع بہرائچی، مولانا حافظ ابراہیم گجراتی۔

یورپ میں

مفتی محمد شفیق الرحمٰن عزیزی، مولانا محمد اقبال پٹیل، مولانا حافظ محمد الیاس، مولانا محفوظ ہالینڈی، مولانا قاضی محمد علی کرناٹکی سرینام

امریکہ میں

مولانا محمد قمر الحسن قمر قادری بستوی، مولانا احمد القادری مصباحی۔

کراچی میں

مولانا عطاء المصطفےٰ قادری

سعودیہ میں

مولانا نصیر الدین حیدرآبادی۔ یہ وہ اسماء ہیں جو بروقت مجھے یاد آگئے۔ لہٰذا دیگر حضرات سے معذرت خواہ ہوں۔

مطبوعات

جیسا کہ میں نے تصنیف و ترجمہ کے عنوان سے آپ کی قلمی خدمات کا تذکرہ کیا ہے

لیکن اس جگہ آپ کی مطبوعات کا نام بنام ذکر نہ کر سکا۔ تفصیل یہ ہے:
(۱) المدیح النبوی (۲) گنبد خضرا (۳) پیغام عمل (۴) مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت (۵) معارف کنز الایمان (۶) امام احمد رضا کی محدثانہ عظمت (۷) امام احمد رضا کی فقہی بصیرت (۸) امام احمد رضا کے وصایا پر اجمالی نظر (وصایا شریف) (۹) امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں (نئی ترتیب کے بستان رضا) (۱۰) امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات (۱۱) اصلاح فکر و اعتقاد (۱۲) خصائص رسول (۱۳) مسائل توسل و زیارت (۱۴) جشن میلاد النبی (۱۵) موئے مبارک (۱۶) خاک حجاز (۱۷) تین طلاق کا شرعی حکم (۱۸) تین برگزیدہ شخصیتیں (۱۹) بابری مسجد کی تعمیر نو (۲۰) مسلم پرسنل لا کا تحفظ (۲۱) قائدین تحریک آزادی وغیرہ۔

اعتماد و مقبولیت

علم و عمل، قول و فعل، حکمت و تدبّر اور اپنے پاکیزہ اخلاق و کردار کی وجہ سے علماء و مشائخ، اکابر و اصاغر، اساتذہ و تلامذہ، احباب و معاصرین، اصحاب فکر و دانش اور صحافت و سیاست کے ہر طبقہ میں آپ ایک متوازن الفکر اور صائب الرّائے عالم دین کی حیثیت سے معروف ہیں۔ مضبوط قوتِ ارادی کے ساتھ مثبت تعمیری کاموں سے دلچسپی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ دینی و عصری تقاضوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے پیغام کے ساتھ خدا اعتمادی و خود اعتمادی آپ کا شیوہ ہے۔ آپ کی خاموش مگر پرکشش شخصیت کے محاسن کو قریب سے دیکھنے والے سبھی حضرات میرے

مذکورہ خیالات و تأثرات کی شرح صدر کے ساتھ تصدیق و تائید کریں گے۔

آخری بات

میرے ممدوح و مخدوم حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی کی کتابِ زندگی کا یہ آغاز باب ہے۔ اجمالی طور پر میں نے مبادی پیش کر دیئے۔ ابھی آپ کی ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت کے مختلف گوشوں کو تفصیل کے ساتھ اجاگر کرنے کا کام باقی ہے۔

وطن کا پتہ

① مولانا یٰسین اختر مصباحی خالص پور ادری
اعظم گڈھ۔ یوپی۔ انڈیا

موجودہ قیام گاہ کا پتہ

② مولانا یٰسین اختر مصباحی ۴۲۳ مٹیا محل
جامع مسجد دہلی ۶ فون: ۳۲۸۳۱۸۲-۱۱۔

③ دار القلم قادری مسجد روڈ
ذاکر نگر۔ نئی دہلی ۲۵

رضا اکیڈمی

کی

بیس سالہ کارکردگی

ایک

نظم

Scanned with OKEN Scanner

رضا اکیڈمی کے قیام کو الحمدُ للہ پورے بیس ۲۰ سال ہو رہے ہیں۔ اس ادارے نے اپنی اس عمر میں دینِ متین اور سنیت کی جو کچھ بھی خدمت کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

اس کا قیام ۱۹۷۸ء کو ہوا۔ اور ۱۹۷۸ء میں ہی "رضا العلوم" کے نام سے ایک مکتب بھی قائم کیا گیا جو بحمدہٖ تعالیٰ آج بھی جاری ہے۔

رضا اکیڈمی نے اب تک دو سو ۲۰۰ سے زائد کتابیں شائع کی ہیں ۱۹۸۰ء میں سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا اردو ترجمۂ قرآن شائع کیا جس کے اجراء کے موقع پر ایک شاندار جلسہ ہوا جس کی صدارت بنیرۂ اعلیٰحضرت علامہ مولٰینا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمائی اور رسم اجراء خلیفہ اعلیٰحضرت حضور برہان ملت حضرت علامہ برہان الحق صاحب علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے انجام پائی۔

بریلی شریف کی حاضری کے موقعہ پر "کنزالایمان" شریف کا ایک نسخہ شہزادہ اعلیٰ حضرت سیّدی سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ کی نذر کیا گیا۔ آپ نے بہت بہت دعاؤں سے نوازا۔ آپ کی دعاؤں کا ثمرہ آج ہم اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ دنیا دیکھے گی کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور کیا کیا ...

لے گی۔

۱۹۸۱ سنہء میں بمبئی کے مستان تالاب گراؤنڈ میں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کا عرس چہلم شریف شاندار طریقے سے منایا گیا جس میں اخباری رپورٹ کے مطابق اسّی ۸۰ ہزار افراد نے لنگر شریف تناول کیا۔

۱۹۸۱ سنہء میں ہی نوری محفل کا قیام عمل میں آیا جس میں روز اوّل سے آج تک برابر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ شریف ہر ہفتے برابر ہوتا ہے۔ اس ہفتہ وار نوری محفل کو آٹھ سو پینتالیس ۸۴۵ ہفتے ہو چکے ہیں۔ اس مقدس محفل میں ہندو پاک و بیرونِ ملک کے بہت سے نامور علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ ان میں سے چند علمائے کرام کے اسمائے مبارکہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) حضور برہان ملت علیہ الرحمہ (۲) حضور سید حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ (۳) حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری (۴) علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی علیہ الرحمہ (۵) قاری مصلح الدین صاحب (کراچی) (۶) شاہ احمد نورانی صاحب (کراچی) (۷) حضور ریحان ملت علیہ الرحمۃ (۸) علامہ محمد شفیع (اکاوڑی) (۹) علامہ بدر الدین صاحب قادری علیہ الرحمہ (۱۰) شاہ تراب الحق صاحب (کراچی) (۱۱) علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب (۱۲) مولانا جمال مصطفےٰ صاحب (کراچی) (۱۳) مولینا عبد الحمید صاحب (افریقی) (۱۴) مفتی شریف الحق صاحب امجدی (۱۵) حضرت عزیز ملت صاحب (۱۶) مولینا جلال الدین صاحب نوری (۱۷) مولینا محمد احمد صاحب مصباحی (۱۸) مولینا یٰسین اختر مصباحی (۱۹) مولانا عبد المبین صاحب نعمانی (۲۰) علامہ ارشد القادری صاحب (۲۱) مرزا عبد الشکور بیگ (۲۲) مولینا عبد الجلیل صاحب (۲۳) قاری امانت رسول صاحب (۲۴) علامہ توصیف رضا خاں صاحب (بریلوی) (۲۵) مولینا حبیب رضا خاں (۲۶) سید

سراج اظہر صاحب (۲۷) مولانا عبدالوحید صاحب ربانی (۲۸) علامہ قمر الزماں صاحب
اعظمی لندن (۲۹) مولانا ابوالحقانی صاحب (۳۰) مولانا قمر الحسن صاحب (۳۱)
مولانا فتح احمد بستوی (۳۲) مولانا شفیق الرحمٰن صاحب (۳۳) مفتی محمود اختر
صاحب (۳۴) مولانا محمد شمیم ازہری (۳۵) مولانا محمد ابراہیم صاحب
خوشتر (۳۶) مولانا عسجد رضا خاں صاحب (۳۷) جناب محمد شداد (یمن)
(۳۸) مولانا عبد القادر حبیبی (۳۹) علامہ سبطین رضا خاں بریلوی (۴۰) علامہ تحسین رضا
خاں بریلوی (۴۱) مولانا محمد شاکر نوری (۴۲) مولانا سلمان رضا خاں (۴۳)
مولانا عبد الحق صاحب مصباحی (۴۴) مفتی محمد رفیق صاحب (۴۵) مولانا
مقصود علی خاں صاحب (۴۶) مولانا صغیر احمد صاحب جوکھن پوری (۴۷) مولانا
وجاہت رسول صاحب (۴۸) مفتی جہانگیر خاں صاحب (۴۹) حافظ عبد القادر
صاحب رضوی (۵۰) مولانا منصور علی خاں صاحب (۵۱) مفتی اشرف رضا صاحب
(۵۲) قاری شبیر صاحب ضیائی رضوی (۵۳) مولانا علیم الدین صاحب (۵۴) مولانا
محمد شمیم صاحب افریقی (۵۵) قاری عطاء اللہ صاحب (۵۶) مولانا عین الدین صاحب
رضوی (۵۷) قاری محمد یوسف صاحب عزیزی (۵۸) حافظ احمد القادری صاحب
(۵۹) مولانا عبد الصمد صاحب (۶۰) مفتی رجب علی صاحب نانپارہ (۶۱) مولانا
رجب علی نعیمی (کراچی)، (۶۲) قاری اسلام اللہ صاحب عزیزی (۶۳) مولانا غلام ربانی
صاحب گھوسی (۶۴) مفتی ابراہیم صاحب مقبولی (۶۵) قاری رضاء المصطفے،
صاحب (کراچی)، (۶۶) مفتی محمد اعظم صاحب (بریلی شریف) (۶۷) مولانا
محمد الیاس عطار (کراچی)، (۶۸) سید نور الدین صاحب کشمیری (۶۹) سید جیلانی
میاں صاحب کشمیری (۷۰) مولانا عبد القادر صاحب فاقہانی (۷۱) مولانا جمیل خاں صاحب

(۲) مولانا عبد القادر کھتری علیہ الرحمہ (۳) مفتی عبد المجید صاحب رضوی (افریقی)

(۴) مولینا علیم الدین صاحب (افریقی)

۱۵ و ۱۶ اپریل ۱۹۸۳ء کو بمبئی میں مفتی اعظم کانفرنس و ہندو پاک نعتیہ مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ جس کی تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی موقعہ پر پیش کی جائے گی۔ مفتی اعظم کانفرنس کا عارضی دفتر جب قائم ہوا تو اس کا افتتاح حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک سے ہوا۔ اور آپ نے یہ تحریر عنایت فرمائی:۔

786
92

منجانب **ادارہ "استقامت"** — **مفتی اعظم کانفرنس** — زیر اہتمام **رضا اکیڈمی بمبئی**

MUFTI-E-AZAM CONFERENCE
94, ISMAIL CURTEY ROAD, COR. OF ALI UMER ST.,
BOMBAY-400 003.

CONDUCTED BY:
RAZA ACADEMY
BOMBAY

CONVENED BY:
IDARA 'ISTQAMAT'

۷۸۶
۹۲

میں آج بعد نماز عشاء رضا اکیڈمی بمبئی کے نئے آفس افتتاحی جلسہ میں حاضر ہوا
رضا اکیڈمی کے زیر اہتمام انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ماہ اپریل ۱۵-۱۶
تاریخوں میں ایک عظیم الشان کانفرنس بنام مفتی اعظم کانفرنس منعقد ہوگا
[illegible] ادارہ استقامت [illegible]
مفتی اعظم نمبر انشاء اللہ جاری کیا جائیگا
[illegible] کانفرنس کو پوری کامیابی اور [illegible]
[illegible] خدمت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] قبول [illegible]
[illegible]

[illegible]
۱۹۸۳ء

"میں آج بعد نماز عشاء رضا اکیڈمی بمبئی کے نئے آفس کے افتتاحی جلسہ میں حاضر ہوا۔ اسی رضا اکیڈمی کے زیر اہتمام انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ماہ اپریل کی ۱۵ر۱۶ر تاریخ کو ایک عظیم الشان کانفرنس بنام مفتی اعظم کانفرنس منعقد ہو رہا ہے۔ اسی کے سلسلے میں ادارہ استقامت کانپور کا تاریخ ساز مفتی اعظم نمبر انشاء اللہ جاری کیا جائے گا۔
میں صمیم قلب سے کانفرنس مذکورہ کی کامیابی اور کامرانی کی دعائیں کرتا ہوا اب رخصت ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم کے صدقے سب کو شرف قبول بخشے آمین بجاہ الحبیب الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلی آلہ واصحابہ وعلینا معہم۔"

(دستخط:-)

سید حیدر حسن نوری

سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ

مارہرہ ضلع ایٹہ

نزیل بمبئی شب ۲ر جمادی الاوّل

۵ر مارچ ۱۹۸۳ء

اس موقعہ پر بدرِ ملت خلیفۂ حضور مفتی اعظم مولانا بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما تھے۔

۱۶ر اپریل ۱۹۸۳ء کو ہندو پاک نعتیہ مشاعرہ میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ رحمانی میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے وہ تحریر پڑھ کر سامعین کو سنائی جو آج بھی کیسٹوں میں اور اصل کاپی رضا اکیڈمی کے دفتر میں محفوظ ہے۔

۲۴ر مارچ ۱۹۸۳ء کو پیر سید نور الدین صاحب کشمیری علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں رضا اکیڈمی کے دفتر کا افتتاح (۷۴ر میمن واڑہ روڈ ممبئی ۳) ہوا۔

۱۹۸۴ء میں ممبئی بھیونڈی میں فرقہ وارانہ فساد پھوٹ پڑا۔ اس وقت رضا اکیڈمی کی جانب سے تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار روپئے کی ریلیف تقسیم کی گئی۔

۱۹۸۵ء سے سنی رضوی کلینڈر جاری کیا گیا جو الحمد للہ اس وقت سے آج تک مسلسل کافی تعداد اور اعلیٰ پیمانے پر شائع ہو رہا ہے۔ جس کا ہر صفحہ تقریباً اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے نعتیہ اشعار کی ترجمانی کرتا نظر آتا ہے۔

۱۹۸۵ء فتاویٰ رضویہ شریف کے اس نسخے کو شائع کیا گیا جس کو بریلی شریف سے صدر الشریعہ حضرت مولینا امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ نے پہلی بار شائع فرمایا تھا اس کی رسم اجراء محدثِ کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب کے ہاتھوں ہوا۔

۱۹۸۶ء میں جانشین حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری کو مکہ معظمہ میں سعودی حکومت نے گرفتار کیا جس پر رضا اکیڈمی نے ملک گیر پیمانہ پر احتجاجی تحریک چلائی جلسے کئے احتجاجی جلوس نکالے مجبور ہو کر سعودی حکومت نے حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کو

گیارہ دن کے بعد رہا کر دیا۔ الحمدللہ اسی سال ازہری میاں قبلہ کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا شرف رحمتِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشا۔

۲۳ ستمبر ۱۹۸۶ء کو بمبئی تاج محل ہوٹل میں حکومت سعودیہ کی جانب سے "سعودی ڈے" منایا جارہا تھا۔ اس وقت چھ ۶ نوجوانوں کو سعودی حکومت کے خلاف پمفلٹ تقسیم کرتے ہوئے حکومت ہند نے گرفتار کیا۔ گرفتاری کے چند گھنٹوں بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ ان چھ ۶ نوجوانوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) جناب محمد عارف صاحب رضوی (۲) جناب محمد ہارون صاحب رضوی

(۳) جناب محمد عمران صاحب رضوی (۴) جناب محمد نعیم صاحب رضوی

(۵) جناب محمد اعظم صاحب (۶) جناب محمد ساجد صاحب

۱۹۸۸ء کو ملعون سلمان رشدی کے خلاف پہلا فتویٰ رضا اکیڈمی نے جانشین حضور مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری سے حاصل کیا جسے ۱۱ نومبر ۱۹۸۸ء کو روزنامہ ہندوستان اور ۱۲ نومبر ۱۹۸۸ء کو روزنامہ انقلاب و روزنامہ اردو ٹائمز بمبئی نے شائع کیا۔

۱۹۸۸ء میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سجاوٹ پر رضا اکیڈمی کی جانب سے اعلان ہوا کہ شہر میں جو سب سے اچھی سجاوٹ کرے گا اسے پہلا انعام رسول عربی ایوارڈ مبلغ ۵ ہزار ایک سو روپیہ نقد، ایک شیلڈ معہ توصیف نامہ دوسرا انعام صدیق اکبر ایوارڈ مبلغ ۲ ہزار روپیہ نقد ایک شیلڈ معہ توصیف نامہ اور تیسرا انعام فاروق اعظم ایوارڈ مبلغ گیارہ سو روپیہ نقد ایک شیلڈ معہ توصیف نامہ دیا جائے گا اور الحمدللہ مذکورہ ایوارڈ دیئے بھی گئے۔

۱۹۸۸ء میں ہی رضا اکیڈمی کے قیام کا دسواں ۱۰ سالانہ جشن بھی منایا گیا

اس تقریب میں روزنامہ انقلاب بمبئی، ہفت روزہ اخبار عالم بمبئی و ہفت روزہ ہجوم دہلی سے امام اہلسنت علیہ الرحمۃ پر خصوصی ضمیمے بھی شائع کرواتے گئے۔

۱۹۸۹ء میں کنز الایمان شریف کا انگریزی ترجمہ شائع کیا گیا جس کی رسم اجراء "سنّی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کے بانی و خلیفہ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب خوشتر (مانچسٹر) کے ہاتھوں انجام پذیر ہوا۔

۱۹۹۰ء میں عراق پر امریکی جارحانہ حملے کے خلاف حرمین شریفین، مدینہ منورہ، مرقدِ سیدنا امام حسین، سیدنا حضور غوث اعظم، سیدنا امام اعظم و دیگر مقامات مقدسہ کی حفاظت و خدمت کیلئے ایک لاکھ رضا کار روانہ کرنے کا اعلان رضا اکیڈمی کی جانب سے کیا گیا۔

۱۹۹۱ء میں بخاری شریف (مکمل) شائع کی گئی جس کا اجراء مینارہ مسجد بمبئی میں جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری کے دست مبارک سے ہوا۔ جسے بلا قیمت تقسیم کیا گیا اور مختلف مدارس و لائبریریوں کو بھی دیا گیا۔

۱۹۹۲ء میں صد سالہ جشنِ حضور مفتی اعظم ہند شہر بمبئی میں منایا گیا جس میں ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، مصر، لندن، مانچسٹر، امریکہ، افریقہ و دیگر بیرونی ممالک کے علمائے کرام اور دانشوروں نے شرکت فرمائی انشاءاللہ تعالیٰ اسکی تفصیل پھر کسی موقعہ پر حاضر خدمت کی جائے گی۔

۲ر فروری ۱۹۹۲ء کو ہندوستان نے یہودیوں سے سفارتی تعلقات قائم کیا جس پر رضا اکیڈمی نے فلورا فاؤنٹین بمبئی میں زوردار احتجاجی دھرنا دیا اور سفارتی تعلقات استوار کرنے کے خلاف حکومت ہند (وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ) کو

میمورنڈم روانہ کیا۔

۶؍دسمبر ۱۹۹۲ء کو "بابری مسجد" کی شہادت کے بعد شہر بمبئی میں فرقہ وارانہ فساد برپا ہوا۔ جس میں رضا اکیڈمی نے امن و امان قائم رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے ریلیف تقسیم کرنے میں بھی پیش رفت کی۔

۶؍دسمبر ۱۹۹۳ء کو رضا اکیڈمی نے اپنے اعلامیہ میں عوام سے اپیل کی کہ وہ ۳ بجکر ۴۵ منٹ پر (یہی وقت بابری مسجد کی شہادت کا ہے) جہاں رہیں اسی جگہ اذان کہیں۔ الحمدللہ یہ سلسلہ اس وقت سے آج تک جاری ہے۔

۱۹۹۴ء میں فتاویٰ رضویہ شریف کی مکمل بارہ ۱۲ جلدیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے چھہترویں ۷۶ سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر رضا اکیڈمی نے شائع کی۔ جس کا اجراء بریلی شریف میں ۲۵ صفر المظفر کو جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری کے ہاتھوں کرایا گیا۔ اور اسی دن "جدالممتار" کی دوسری جلد کا اجراء بھی محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ کے ہاتھوں انجام پایا۔ جسے رضا اکیڈمی نے شائع کیا تھا۔

۱۹۹۵ء میں ہندوستانی حجاج کرام کی واپسی پر کنزالایمان شریف بطور تحفہ انہیں پیش کیا گیا۔ ۵؍دسمبر ۱۹۹۵ء کو حکومت ہند کی جانب سے "نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ توصیف رضا خاں صاحب کی کوششوں سے اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی یاد میں ڈاک ٹکٹ جاری کیا گیا۔ اس کے قبل رضا اکیڈمی نے اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی اور سابق وزیر اعظم مسٹر وی پی سنگھ سے بھی ڈاک ٹکٹ جاری کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

۱۹۹۵ء سے جلوسِ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار آغاز ہوا

جو مینارہ مسجد سے نکل کر مستان تالاب، ناگپاڑہ ممبئی ۸ پہ صلوٰۃ وسلام اور شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ پہ ختم ہوتا ہے۔

جون ۱۹۹۶ء کو بریلی شریف میں عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقعہ پہ فتاویٰ رضویہ شریف کی تین ۳ جلدوں کے ترجمہ وشرح کا اجراء جانشین مفتئ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری کے ہاتھوں ہوا۔

۶ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کو بال ٹھاکرے کے اخبار روزنامہ "سامنا" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ بابرکت میں گستاخی کی گئی جس کے خلاف رضا اکیڈمی نے ملک گیر احتجاج کیا۔ بعد ازاں اس اخبار نے معافی مانگی۔ مرکزی حکومت کی جانب سے اجازت نہ ملنے پہ اخبار سامنا پر مقدمہ قائم نہیں کیا جاسکا۔

۱۹۹۶ء میں فرقہ پرست عناصر نے قربانی کے جانوروں کو روکنے کی کوشش کی جس پہ رضا اکیڈمی نے وزیرِ اعلیٰ ودیگر حکامِ بالا سے ملاقات کر کے اس سلسلے کو بند کروایا۔

۱۹۹۶ء میں رضا اکیڈمی نے جناب فاروق سوداگر وجناب عبدالمجید عبداللطیف کے مخلصانہ تعاون سے حجاج کرام کو پنج سورہ رضویہ کی کیسیٹس تقسیم کیں۔

۱۹۹۷ء میں عید قرباں کا تیسرا روز جینی حضرات کے مذہبی تہوار مہاویر جینتی دونوں ایک روز پڑ جانے کے سبب سے جینی حضرات نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس دن سلاٹر ہاؤس بند کیا جائے۔ اس مطالبہ پہ رضا اکیڈمی نے ایک وفد کی شکل میں وزیرِ اعلیٰ سے ملاقات کی۔ انہوں نے ممبئی پولس کمشنر مسٹر ملہوترا اور میونسپل کمشنر نیز جینی حضرات کے نمائندوں کو بلا کر ایک میٹنگ کر دائی جسمیں

طے پایا کہ بقرہ عید کے تیسرے دن سلاٹر ہاؤس اگرچہ بند رہے مگر جہاں عید کے جانوروں کی قربانی ہوتی ہے وہاں پر قربانی ہو گی اور بحمدہ تعالیٰ عید قرباں کے تیسرے دن بھی قربانی ہوئی۔

رضا اکیڈمی کی بیس ۲۰ سالہ نمایاں کارکردگی کے چند اوراق مختصراً حاضر ہیں۔ اسے پیش کرنے کا مقصد خود نمائی یا خود ستائش ہرگز نہیں بلکہ ان باحوصلہ نوجوانوں کیلئے مشعلِ راہ ہے جن کے قلوب مسلکِ اعلیحضرت کی ترویج و اشاعت کے لئے ہر لمحہ بے چین و مضطرب ہیں۔

"عزم ہو محکم اگر تو مشکلیں آسان ہیں"

اسیر مفتیٔ اعظم
محمد سعید نوری
۷ر شوال المکرم ۱۴۱۸ھ مطابق ۵ فروری ۹۸ء

ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

جسکو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

جنکے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

خلق سے اولیا، اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

جسنے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہریارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گُلِ قدس کی پتّیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مناجات

از: اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے منھ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لِوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رُلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتضیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نورالہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

Scanned with OKEN Scanner